سیر فخر العارفینؒ

حضرت فخر العارفینؒ کے ملفوظات و مکشوفات و ارشادات

(جن کا تعلق ہدایت بندگان خدا سے ہے)

مرتبہ

حق آگاہ حضرت حکیم سید سکندر شاہ صاحب

پبلشر شمع بکڈپو پھاٹک حبش خاں دہلی

(کورونیشن برقی پریس دہلی)

ہدیہ دو روپے

بار اول

قطعۂ تاریخ

(از جناب حافظ مقبول احمد صاحب کوکب بنارسی)

سیرت العارفین ۔ جلدِ دوم	طبع گشتہ با حسن التکمیل
شاہراہ سلوک عرفاں را	ایں کتاب است رہنما و دلیل
گشت رو تناسخ روحی	ہم بفرمان واجب التعمیل
پہ فنا در ولادتِ ثانی	ہست ایں نسخہ بے مثال و مثیل
حضرت سیّد سکندر شاہ	گفت بس متفقِ احسن جبریل
ساخت توضیح منزل مقصود	بہر آرام عابران سبیل
نقرِ ناپاک و پاک گشت عیاں	کرد اظہار ہر دو با تفصیل
کشش قوت موثر را	کرد تشریح بے نظیر و عدیل

گفت تاریخ طبع او کوکب

سیرتِ عارفینِ ربِ جلیل

۱۳۶۶ھ

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والسلامُ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

یہ سیرت حضرت فخر العارفین قدس سرہٗ کا دوسرا حصّہ ہے، اس میں آپ کے ملفوظات شریف مع رسالہ ولادتِ معنوی عرف راز فنا اور اس کی تشریحات و توضیحات، اور پاک (اسلامی فقیری) اور ناپاک (غیر اسلامی) فقیری کا بیان ہے۔

اور یہ مولائی و مرشدی، قطب زمان غوث دوران، فخر العارفین، سید السادات

حضرت مولانا سید محمد عبد الحی قبلہ

قُدس سرّہٗ العزیز کے ارشادات سے ہے۔

رسالہ "راز فنا" آپ کی حیات مبارک میں ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں شائع ہوچکا ہے، چونکہ اس رسالے کے مضامین اسلامی اور مکشوفات عالی، تمام بندگان خدا علی الخصوص اہل اسلام طالبانِ مولیٰ کی نجاتِ اُخروی اور راہِ نجات رُوحانی کی رہبری کے لیے، از بس فیض بخش و نفع رساں ہیں۔ اس لئے سب بندگان خدا کی بھلائی اور عام خدمت و نفع رسانی کے مقصد صالحہ اور نیت خیر کے ساتھ "سیرت فخر العارفینؒ" کا یہ حصّہ جداگانہ شائع کیا جاتا ہے، اس کے بعد سیرتؒ فخر العارفینؒ" کا تیسرا حصّہ شائع ہوگا انشاء اللہ امید ہے کہ اہل اسلام اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے، اور بہت قسموں کے غلط اور غیر اسلامی "تصوف" سے بچکر، صلاح و فلاحِ دارین سے بہرہ ور ہوں گے، وما ذالک علی اللہ بعزیز

اور اہل اسلام کے علاوہ یہ کتاب دیگر مذاہب اور دوسرے بندگانِ خدا کیلئے بھی شمع ہدایت ہے، اگر وہ تعصب اور حسد اور غلط فہمی سے بچکر ٹھنڈے دل سے بہ نگاہ تحقیق دیکھیں اور سمجھیں تو انہیں بھی اس میں نجات کی سیدھی راہ نظر آئیگی وما علینا الا البلاغ۔

(حکیم سید) سکندر شاہ (۱۰ رجب ۱۳۶۶ھ)

بزرگانِ دین کا ادب واحترام

ہم نے تمام جہان کے بزرگوں کا ادب کیا ہے

ارشادِ فخر العارفین

مومنین کے ساتھ حُسن ظن

اسلامی تعلیم ہر مومن کے ساتھ حُسنِ ظن (نیک گمان) رکھنے کی ہے۔ قرآن مجید وفرقان حمید میں اللہ عزّوجل تعلیماً ارشاد فرماتا ہے

والذین جاؤ من بعدھم یقولون	اور جو سابقین اولین کے بعد آئے۔ وہ دعا
ربنا اغفر لنا ولاخواننا	مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار!
الذین سبقونا بالایمان	ہم کو نیز ہمارے بھائیوں کو بخش دے اور جو ہم
ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین	سے پہلے ایمان لا چکے ہیں ایسا کر کہ ان کی طرف
اٰمنوا ربنا انک رءوف رحیم (۲۸ ع ۳۶)	سے ہمارے دلوں میں برائی و بدگمانی نہ آنے پائے"

اس آیت شریف کی شرح میں صاحب موضح القرآن فرماتے ہیں

سب مسلمانوں کو چاہیے، کہ اگلوں کا حق مانیں اور اُن کے پیچھے چلیں، اور ان سے

پیر (کینہ) نہ رکھیں!

ارشادِ نبوی | ارشادِ نبوی (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) ہے۔
"ایمان والوں کے ساتھ حسنِ ظن (اچھا گمان) رکھو!"

"یہ بھی حدیثِ مقدسہ میں وارد ہوا ہے۔"

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ من عادیٰ لی ولیاً فقد اٰذنتہ بالحرب الخ (رواہ البخاری کذا فی المشکوٰۃ)	جو میرے ولی سے دشمنی رکھے اس کو (خدا سے) جنگ کے لئے تیار رہنا چاہیئے (گویا دشمن ولی کے لئے خدا کی طرف سے جنگ کا اعلان ہے۔

کلامِ الٰہی اور کلامِ نبوی | پس کلامِ الٰہی اور کلامِ نبوی دونوں سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام میں ادب و تعظیم بزرگانِ دین کی کتنی اہمیت ہے؟ اور یہ کس قدر ضروری چیز ہے؟"

حضرت مولانا روم | اسی لئے حضراتِ صوفیۂ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے اپنے معتقدین کو بزرگانِ دین کے ادب و تعظیم کی تعلیم واضح طور پر فرمائی۔ چنانچہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں ارشاد فرمایا ؎

از خدا خواہیم توفیقِ ادب — بے ادب محروم گشت از فضلِ رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

حضرت سیدنا مرشدنا کا ارشاد | مرشدنا و مولانا حضرت فخر العارفین رضی اللہ عنہ نے چودھویں صدی ہجری میں اسلامی ادب و تہذیب کا از سرِ نو احیاء فرمایا اور آپ کے نفوسِ قدسیہ سے گلشنِ اسلام میں تازہ بہار آئی۔ اور حضراتِ سلف صالحین

کے بھولے ہوئے سبق یاد آگئے۔

آپ نے ادب بزرگان دین کے سلسلہ میں مریدین و معتقدین کو یہ جامع و مانع اصول ارشاد و تعلیم فرمایا۔

ہم نے تمام جہان کے بزرگوں کا ادب و احترام کیا ہے، تم لوگ بھی ایسا ہی کرنا!

ادب بدرجۂ کمال خود ذات مبارک و مقدس میں بزرگوں کے ادب و تعظیم کی رعایت بدرجۂ کمال تھی جس کا تذکرہ "سیرۃ فخر العارفین" حصۂ اوّل میں تتابع ہو چکا ہے اور یہ حقیقت سیرۃ شریف کے ناظرین پر اچھی طرح روشن ہو چکی ہے۔

عالم غیب سے علم ہوا لیکن جب عالم غیب سے منجانب حق سبحانہٗ تعالیٰ آپ کو تین مخصوص اشخاص کے باطنی اور اندرونی حالات کا علم عطا فرمایا گیا، ایسے تین اشخاص کا علم کہ جو نظر عوام میں ظاہراً بزرگ اور صاحب کشف و کرامت مگر حقیقتاً اور باطناً گمراہ اور گمراہ کرنے والے تھے اور اس علم کے اظہار و اعلان پر آپؒ عالم غیب کی طرف سے مامور و محکوم فرمائے گئے تو پھر آپؒ نے بہ تعمیل احکام غیبی، بغرض مفاد و ہدایت بندگان خدا اس علم کا اظہار و اعلان موشگاف طریقے سے فرمایا اور ۱۹۱۶ء مطابق ۱۳۳۵ھ میں ایک رسالہ "سالک کی فنا اور ولادت معنوی" بنگلہ زبان میں شائع فرمایا پھر ایک سال کے بعد اسی رسالہ کا اردو ترجمہ "راز فنا" شائع ہوا۔

مامورین من اللہ برادران اسلام! یہ بات شریعت سے ثابت ہے کہ مخلوق میں جب گمراہیاں اور خرابیاں پھیل جاتی تھیں تو ہدایت خلق کے لئے حق سبحانہٗ تعالیٰ حضرات انبیاء علیہم السّلام کو مبعوث فرماتا تھا، اور انہیں گمراہ لوگوں کے حالات کا علم عطا فرماتا تھا اور یہ امر طریقت سے ثابت ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ بعض اولیاء اللہ کو حفاظت دین

کی خاطر گمراہ لوگوں کے باطنی اور اندرونی حالات کا علم عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ غوث اعظم محی الدین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ کے مندرجہ ذیل ارشاد سے ظاہر ہے۔

حضرت غوثِ اعظمؓ کا ارشاد

حضرت محبوبِ سبحانی قطب ربانی سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے ارشاد فرمایا

اللہ عزوجل کبھی اپنے کسی، خاص ولی کو اطلاع دیتا ہے (کسی) دوسرے (گمراہ اور گمراہ کرنے والے) کے عیبوں اور اس کے جھوٹے دعوی اور اس کی باطنی بُرائی پر اور افعال و اقوال میں اس کے شرک کرنے پر، پھر یہ ولی اللہ اپنے پروردگار اور اُس کے رسولؐ اور اس کے دین کی وجہ سے اس کذاب مدعی (کی فریب خوردگی اور فریب دہندگی) پر غیرت کرتا ہے اور باطن میں اُس ولی کا غصہ اور حمیت دینی کا جذبہ، سخت و شدید ہو جاتا ہے اور اب اس کا اثر ولی کے ظاہر میں پایا جاتا ہے اور پھر اس جھوٹے مدعی کے عیوب کا، اور احوالِ صدیقین کے دعوے (کرنے) اور برگزیدگانِ حق کے ساتھ بے ادبی کرنے کا، اور اس (کذاب) کے افعالِ خبیثہ اور بے حیائی کا تذکرہ اس ولی (حق) کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے (اس اعلانِ حق اور اظہار صداقت کی وجہ سے) اس ولی اللہ پر غیبت کی نسبت نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے کہ اللہ کا یہ ولی تو ایک مدعی کے جھوٹ اور افتراء پر (حکم خدا سے) طعن کرنے والا ہے، تاکہ یہ جھوٹے دعوے کرنے والا (اپنی حقیقت باطنی سے) واقف و آگاہ ہو کر اپنے گناہوں

سے توبہ کرے، اور اہل اسلام اس کی حقیقت سے واقف ہو جائیں،
اور اس کے فتنہ و شر سے بچیں"
اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے"
(فتوح الغیب مقالہ ۳)

یہ وہی سلسلہ ہے

سیدنا و مرشدنا و مولانا حضرت فخر العارفین ؒ نے اپنے زمانے کے تین گروہوں
کے جو حالات مفاد عامہ کی خاطر ظاہر فرمائے وہ اسی قبیل سے ہیں پس
امید ہے کہ یہ چیز اہل اسلام کیلئے معیار حق و باطل (کھرے کھوٹے کو پرکھنے کی کسوٹی) ثابت ہوگی اور
برادران اسلام ہدایت اسلام کی روشنی میں صراط مستقیم پر قائم رہکر دور آخر کے ہر ایک فتنہ و آفت سے
اپنے دین و ایمان، دنیا و آخرت کی حفاظت و پاسبانی کر سکیں گے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى
اللّٰهِ بِعَزِيزٍ۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

ارشاداتِ سیّدنا حضرت فخر العارفین رح

اِس ضروری تشریح و معرفت کے بعد برادرانِ اسلام کے غور و ہدایت کے لئے حضرت مولائی و مرشدی رُوحی فداہٗ کے ارشادات ذیل میں لکھے جاتے ہیں جو اس بارۂ خاص میں شائع ہو چکے ہیں۔

فرمایا ۲۶ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ شب جمعہ، "آج رات کو حق تین اشخاص کا حال بتایا گیا سبحانہٗ تعالیٰ نے عالمِ غیب سے، اوّل حافظ فیض الرحمن، پھر مرزا غلام احمد قادیانی، اس کے بعد شاہ آحمد اللہ کے حالات کا ہمیں علم دیا۔ حافظ فیض الرحمن اور مرزا غلام احمد دونوں کے حالات ہمیں بالکل کھول کر دکھائے گئے اور بتایا گیا، کہ حافظ فیض الرحمن کے جو حالات ہیں بالکل اُنہیں کے مطابق مرزا غلام احمد کے حالات ہیں۔"

ہم نے مستفیض الرحمن (ایم۔اے۔ ڈپٹی کلکٹر) اور مولوی شہاب اللہ اور بہت سے عالم و فاضل مریدوں سے کہا کہ اِن (تینوں) کے حالات اس قدر (گھرے اور) پیچیدہ ہیں، کہ یہ باتیں جن کا حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا اگر ہم دو تین مجلسوں میں بیان کریں تو بھی ختم نہیں ہوسکتیں، اور نہ یہ باتیں آپ لوگوں کی سمجھ میں بآسانی آسکتی ہیں۔

آج کل ہماری طبیعت خراب ہے، اگر خدا کو منظور ہوا، تو قصد یہ ہے کہ ان تینوں کے اندرونی حالات میں ہم ایک رسالہ لکھوا دیں گے۔ بنگلہ زبان کا لکھنا ہم نہیں جانتے مستفیض الرحمن

ہمارے سامنے اسے لکھ لیں۔ پھر اس رسالہ کا ترجمہ اُردو انگریزی زبان میں شائع ہو

دو دجال فرمایا: "ہمارے زمانے میں دو دجال ہوئے ایک ہندوستان کے پچھم سرے پر، دوسرا پُورب سرے پر ان دونوں کے حالات اس قدر پیچیدہ (اور عقول عامہ سے اتنے بالاتر) ہیں کہ علم ظاہر سے ان کا سمجھنا مُحال ہے۔ کوئی نہیں معلوم کر سکتا، مگر جسے اللہ بتائے!"

اے خدا تیری رضا پھر دُعا فرمائی "یا اللہ! اگر ان حالات کے ظاہر کرنے میں تیری رضا ہے تب تو ہم ظاہر کریں اور اگر اس میں ہماری خواہش نفسانی ہو تو یہ کام انجام نہ پائے!"

خشیت الٰہی میرٹھ کے رہنے والے میاں مظاہر الاسلام مرحوم سے ارشاد ہوا "(آجکل) ہم کسی سے بات چیت نہیں کرتے چپ چاپ بیٹھے سوچتے رہتے ہیں۔

حافظ فیض الرحمٰن، مرزا غلام احمد قادیانی، اور شاہ احمد اللہ کے باطنی حالات کا جب سے حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا ہے دل میں بہت ڈر ہے۔ کئی روز سے سر میں چکر آنے لگا ہے اور بعض اوقات تو جسم لرزنے لگتا ہے۔ بہت خوف معلوم ہوتا ہے خداوند تعالیٰ کے قہر نے بے شمار لوگوں کو قتل کیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السّلام (کو یہ رتبہ ملا کہ) فرشتوں نے (تعظیمی) سجدہ کیا۔ مگر آخر میں اُن سے لغزش ہوگئی (کہ ممنوع درخت کا پھل کھا لیا)

حق سبحانہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت لوگ مقبول ہو کر مردود ہو گئے۔ مگر سوائے حضرت آدم علیہ السّلام کے اور کسی کا (ایسا) قصور معاف نہیں ہوا، ہم (ذات پاک بے نیاز سے)

بہت ہی زیادہ) ڈرنے لگے ہیں۔ کیونکہ بہت سے مقبول ہو کر (اپنے قصور کی پاداش میں) مردود ہو گئے!"

ایک ملاحظۂ جلال و جبروت

پھر فرمایا:۔ اگر شیر کسی آدمی کو دوسرے آدمی کے سامنے پھاڑ ڈالے، تو اس آدمی کا، اور شیر اور شیر کے غضبناک حملے کا جب دوسرے آدمی کو خیال آئیگا تو کیا اُسے ڈر نہیں معلوم ہوگا؟ وہ ضرور ڈریگا!"

حافظ فیض الرحمٰن بہت بڑے درویش تھے مگر حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے انہیں مار ڈالا، جلا دیا، اور مٹی میں گاڑ دیا، یا اللہ! رحم فرما، تو ہی محافظِ حقیقی ہے۔

اے خدا! ہماری رُوح تیرے قبضے میں ہے تو اسے اپنے ہی قبضہ میں رکھنا۔ ہمارے قبضہ میں نہ کرنا، اور اے خدا! اگر تجھے اس علم کا ظاہر کرنا مقصود ہے جو علم کہ تونے ہمیں دیا ہے تو تو ہمیں ثابت قدم رکھنا اور نا فرمانوں پر ہمیں فتح دینا!؟ ربنا ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ٥

قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللّٰہُ

الحمد للہ والمنۃ۔ رسالہ

سالک کی فنا اور تولد معنوی

مولفہ جناب مولوی ابوالحسن منفیض الرحمن خانصاحب ایم اے
ڈپٹی مجسٹریٹ چاٹگام کا ترجمہ

راز فنا

بماہ شعبان المعظم ۱۳۳۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

تصوف وہ پاک اور برگزیدہ علم ہے جس کا تعلق رُوح انسانی سے ہے مگر اس دور ترقی میں جبکہ محسوسات کے پیچھے ایک عالم دوڑ رہا ہے۔ اس مقدس اور اعلیٰ علم کی طرف سے اکثر اصحاب نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں وہ ایک محسوس چیز سے جو مادہ کی زیر بار منت اور فنا کی محکوم ہے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں لیکن وہ اس عالم محض نا آشنا رہتے ہیں جو مادیات سے مبرا ہے اور جسکی آغوش میں بقا اور دوام ہے۔

اس نعمت عظمیٰ سے خداوند تعالیٰ نے اس دور میں جن مقدس بندوں کو سرفراز فرمایا ہے ان میں سے ایک ممتاز فرد جامع کمالات صوری و معنوی مخدوم الانام سیدنا و مولینا عالی جناب حضرت شاہ عبد الحی صاحب قبلہ متع اللہ المسلمین بطول بقائہ ہیں

آپ چاٹگام شریف (مشرقی بنگال) میں عرصہ دراز سے علوم ظاہری و باطنی کا نشر و اعلا فرما رہے ہیں۔ اور آپ کی ذات قدسی صفات سے ہزاروں بندگان خدا کو راہ ہدایت نصیب ہوئی ہے

اس رسالے میں جسے جناب مولوی ابو الحسن مستفیض الرحمن خان صاحب ایم۔ اے ڈپٹی مجسٹریٹ چاٹگام نے بنگلہ زبان میں مرتب کیا۔ اور جس کا مولوی شہاب اللہ صاحب نے اُردو زبان میں ترجمہ کیا حضرت قبلہ مدظلہم العالی نے طریقت کے بعض دقیق اور مشکل مسائل کو بہت وضاحت کے ساتھ ایسے مختصر الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ انہیں ہر ایک خواندہ مسلمان سمجھ کر بعض قسم کی گمراہیوں سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔

اس رسالے میں فنا اور اس کے درجات کو بیان فرما کر یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان درجات میں سے کتنے درجے دوسرے مذہب کے سالک حاصل کر سکتے ہیں اور کتنے وہ درجات ہیں جو صرف اہل اسلام کے سالکوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔

اس کے بعد ولادتِ معنوی کا بیان نہایت ہی خوبی کے ساتھ فرمایا گیا ہے۔ جس سے ایک اچھی بصیرت اس رسالے سے استفادہ کرنے والوں کو حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی سلسلے میں بعض واقعات سے جن سے اچھے سبق پڑھنے والے حاصل کر سکتے ہیں۔ اصل مضمون کی بہت خوبی کے ساتھ تائید فرمائی گئی ہے۔

اہل اسلام سے امید ہے کہ اس رسالہ کو دلچسپی کے ساتھ پڑھیں گے اور اس سے استفادہ حاصل کر کے گمراہی سے بچیں گے۔ وقنا ربنا عن الضلالتہ واہدنا طریق الہدایت ۰

محمد احمد

(حاذق الملک دہلی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

امّا بعد۔ یہ حقیر ناچیز خاکپائے پیران عظام ملتمس ہے کہ جناب مولوی ابوالحسن منتفیض الرحمٰن خان صاحب ایم، اے ڈپٹی مجسٹریٹ چاٹگام کا مؤلفہ رسالہ سالک کی فنا اور ولادت معنوی جو بزبان بنگلہ تھا یہ اس کا ترجمہ موسوم راز فنا ہے۔

آستانۂ پاک اعلیٰ حضرت شیخ العالم غوث زماں قبلہ عاشقاں حضرت سیدنا و مولانا شاہ مخلص الرحمٰن الملقب شاہ جہانگیر قدس سرہ العزیز روا قع موضع مرز الکھیل شریف نواح شہر اسلام آباد (عرف چاٹگام) کے سجادہ نشین ہمارے اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مرشدنا و سیدنا و مولانا شاہ محمد عبد الحی رُوحی فداہ مدظلہ العالی پر اللہ جل شانہ نے محض اپنی رحمت کاملہ سے مقام مجھنڈار ضلع چاٹگام کے مشہور درویش شاہ احمد اللہ صاحب اور اُن کے خلیفہ حافظ فیض الرحمٰن صاحب اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے جو حالات مفصلاً ظاہر و منکشف فرمائے وہ اس رسالے میں لکھے گئے ہیں یہ باتیں اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے بندگان خدا کی ہدایت کے لئے ظاہر فرمائیں۔

چونکہ اس زمانے میں کثیر التعداد بندگان خدا انواع و اقسام کے جذبات سے متاثر ہو کر راہ مستقیم سے بھٹک کر گمراہی میں پڑے رہے ہیں مشیت الٰہی مقتضی اس بات کی ہوئی کہ ہدایت کو گمراہی سے ممتاز کر دیا جائے حضرت قبلہ رُوحی فداہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ایسے حالات اور واقعات کو ہم نے نہ کسی کتاب میں پڑھا نہ کسی سے سُنا اور جو

باتیں کہ ہم نے بیان کی ہیں یہ گویا ایک قطرہ دریا میں سے ہے۔

یہ مضامین بہت ہی ادق اور دشوار ہیں۔ عام فہم نہیں۔ مگر جہاں تک ہو سکا آسان اور واضح عبارت میں بیان کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین اس رسالے کو نہایت غور و خوض کے ساتھ پڑھیں گے تاکہ شریعت و طریقت محمدی صلعم جو کہ جملہ شریعتوں و طریقتوں کی ناسخ ہے اس کی عظمت و جلالت کو سمجھیں اور راہ و طریقت کے خطرات سے اپنے کو محفوظ رکھنے اور شاہراہ اسلام پر قائم و ثابت قدم رہنے کیلئے اُس اُسوۂ حسنہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں جسے خداوند جل علاشانہ نے اپنے بندوں کے لئے رحمۃ العالمین بنا کر بھیجا اور لغزشوں سے بچ کر فلاح دارین کو پہونچیں ع

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

اے عزیزو! سوا رحمت الٰہی و تائید مولیٰ کے وسیلہ نجات انسانی علم و فضل وغیرہ کچھ نہیں ہو سکتا، اس کم بضاعت سے اگر غلطی اور فروگذاشت ہوئی ہے تو معزز ناظرین سے امید ہے کہ اس کو نظر انداز فرمائیں گے اور نفس مطلب کی تفہیم کے درپے ہوں گے۔

خداوند تعالیٰ اس عاجز کو اور جملہ اہل اسلام کو صراط مستقیم کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

شہاب اللہ مترجم (رہیڈ مولوی چاٹگام)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

رازِ فنا

فنا

مسلمانوں کے فقیر، عیسائیوں کے راہب، ہندوؤں کے جوگی اور بودھ مذہب والوں کے بھکشو وغیرہ جتنے سالک ہوتے ہیں ان کے دلوں میں ایک زمانہ دراز تک ریاضت کرنے سے ایک قوت مخصوصہ اس طرح کی پیدا ہو جاتی ہے جس سے بیشمار کشف وکرامت اور استدراج کا ان سے ظہور ہوتا ہے اور وہ قوت ان کے مرنے کے بعد بھی قائم رہتی ہے مگر سب کو فنا حاصل نہیں ہوتی۔

فنا کے سات درجے ہیں۔ جمادی[1] - نباتی[2] - حیوانی[3] - انسانی[4] - ملکوتی[5] - جبروتی[6] - لاہوتی[7]

پہلے چار درجوں کی فنا کو فنائے ناسوتی کہتے ہیں۔ ہر ایک مسلک کے سالکوں کو فنائے ناسوتی حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر مؤخر الذکر تین درجوں کی فنا۔ یعنی ملکوتی جبروتی لاہوتی پاک سالکوں کے سوا ناپاک سالکوں کو حاصل نہیں ہو سکتی سالکوں میں جنکو فنا حاصل ہوتی ہے پہلے انکی قوت کسی جگہ [illegible] داخل ہو کر عالم غیب میں وہ ایک جمادی صورت بن جاتی ہے اور اس حالت میں قدرے توقف کے بعد فنا ہو کر ایک نباتی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اسی طرح پھر حیوانی شکل میں منتقل ہوتی ہے۔ اور وہی طبیعت حاصل کر لیتی ہے اور اس شکل میں حیوانات کی طرح سانس اور رجحان وغیرہ پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس سے انسانی شکل میں منتقل ہو کر انسانی حواس اور طبیعت حاصل کر لیتی ہے اور وہ عالم غیب میں انسان کہلاتی ہے۔

چونکہ آخری تین قسموں کی فنا کا بیان یہاں ضروری نہیں ہے اس لیئے اس کی تشریح نہیں کی گئی۔

وِلادت معنوی

کسی اہل تصرف درویش یا جوگی وغیرہ کی قوت موثرہ سے اگر کسی دوسرے شخص کے دل میں قوت پیدا ہو جائے تو اس کو وِلادت معنوی یا ولادت ثانیہ کہتے ہیں۔ مردہ اور زندہ دونوں کی قوت سے ولادت معنوی کا یکساں ظہور ہوتا ہے، البتہ فرق اتنا ہے کہ اگر زندہ سے ولادت ہے تو جبتک کہ والد معنوی زندہ رہیگا اس وقت تک مولود میں اس کی تاثیر یا علامت پائی نہیں جائیگی اگر مردہ سے ہے تو مولود اپنے والد معنوی سے پوری طاقت فوراً حاصل کر لیتا ہے اور ولادت معنوی کے ساتھ ساتھ اس کے تمام آثار اور علامات مولود میں ظاہر ہوتے ہیں تو تناسخ اور ولادت میں فرق یہ ہے کہ تناسخ میں بقول حکما ایک کی عین روح دوسرے میں داخل ہوتی ہے۔ اور ولادت معنوی میں ایک کی قوت موثرہ سے دوسرے میں ایک قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ عین روح نہیں جاتی اور وہ روح کی صفت ہے۔ اسی طریق سے ضلع چاٹگام مقام بھنڈار کے شاہ احمد اللہ صاحب فنا حاصل کرتے ہوئے درجہ حیوانی میں داخل ہوئے اور ترقی کر کے ایک قوی ہیکل شیر ببر کی طبیعت اور صورت سے متشکل ہو گئے تھے۔ مگر اسی درجہ میں رہ گئے ترقی نہ کر سکے، اور یہیں ان کا مقام ہو گیا اور عالم غیب میں ان کا نام بادشاہ ہو گیا، کثرت سے موکلین کی جمعیت ان کے تابع ہو کر حاضر رہنے لگی شریعت کے احکام نماز روزہ وغیرہ ان سے چھوٹ گئے، کیونکہ حیوانات پر تکلیف شرعی نہیں ہے۔

شاہ صاحب کی عین حیات میں ان کی قوت مؤثرہ سے اُن کے بھتیجے مولوی ابن الحق کے دل میں ولادت معنوی شبیر کے بچے کی صورت میں ہو گئی تھی۔ مگر چونکہ شاہ صاحب خود بقید حیات تھے مولوی مذکور سے ولادت معنوی کی کسی تاثیر اور علامات کا ظہور نہ ہو سکا جیسے کہ بادشاہ کی حیات میں شاہزادہ ولیعہد کے شاہی اختیارات کا ظہور اور نفاذ نہیں ہو سکتا۔ پھر قضائے الہٰی سے شاہ صاحب کی حیات ہی میں مولوی ابن الحق کا انتقال ہو گیا۔

شاہ صاحب کے زمانۂ انتقال سے ایک مدت کے بعد پھر ان کی اس قوت مؤثرہ سے حافظ فیض الرحمن صاحب کے دل میں ولادت معنوی ہوئی۔ وہ فوتاً ولادت کے ساتھ حافظ صاحب نے شاہ صاحب کے کل اختیارات شاہی حاصل کر لئے اور اُن سے ولادت معنوی کی تاثیرات بھی ظاہر ہونے لگیں۔ مگر تھوڑے ہی عرصے میں حافظ صاحب کی وہ حاصل شدہ قوت بے ادبی اور نافرمانی کے باعث غضب الہٰی سے ہلاک کر دی گئی۔ اگر وہ قوت باقی رہ کر نشو ونما پاتی تو اس کے ذریعہ سے وہ بہت بندگان خدا کو گمراہ کر ڈالتے

اقسام اسمائے الہٰی

اسمائے الہٰی کی دو قسمیں ہیں جلالی[1] جس کو قہاری بھی کہتے ہیں۔ جمالی[2] جس کو رحمانی بھی کہتے ہیں۔ ولادت معنوی کی بھی اسی لحاظ سے دو قسمیں ہیں پاک[1]۔ ناپاک[2] اسمائے جمالی کی تاثیر سے پاک اسمائے جلالی کی تاثیر سے ناپاک ولادت معنوی ہوتی ہے پاک سالکوں سے پاک اور ناپاک سالکوں سے ناپاک ولادت ہوتی ہے، پاک سے ناپاک ناپاک سے پاک ولادت ہرگز نہیں ہو سکتی۔

ولادتِ معنوی ہر ایک شخص کو حاصل نہیں ہو سکتی، ایسے بہت کم لوگ ہیں جن کو یہ نصیب ہوتی ہے اور یہ کسی کے اختیار سے حاصل نہیں ہوتی۔ نبی ہو یا ولی غوث ہو۔ یا قطب۔ یا دجال یہ اپنے اختیار سے کوئی نہیں ہو سکتا، یہ سب خدا کے حکم اور ارادہ سے ہوتے ہیں۔

پاک ولادتِ معنوی

جو لوگ کہ خداوند تعالیٰ کی رضا جوئی کے ساتھ اس کے اوامر بجا لاتے ہیں۔ اور اس کے غضب سے ڈر کر نواہی سے اجتناب کرتے ہیں اور محض رحمت کے بھروسے پر اس کی عبادات میں سرگرم رہتے ہیں تو حق سبحانہ تعالیٰ کے اسم جمالی کا بحر ذخار جوش زن ہو کر ان پر ہمیشہ رحمت کا مینہ برساتا ہے اور وہ ہمیشہ ہدایت پر ثابت قدم رہتے ہیں اور خدا کے پاک مقبول بندوں میں گنے جاتے ہیں، ان ہی حضرات میں سے بعض کو خداوند تعالیٰ پاک ولادت معنوی نصیب کرتا ہے۔ پاک ولادت نصیب ہونے سے لوگ ولی۔ قطب۔ غوث ہو جاتے ہیں اور جس طرح امتی اپنے نبی کی۔ مرید اپنے پیر کی۔ عاشق اپنے معشوق کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور ان لوگوں کے اعتقاد و محبت میں ہمیشہ زیادتی ہو جاتی ہے اسی طرح مولودِ معنوی اپنے والدِ معنوی کی (یعنی جس سے ولادتِ معنوی پائی ہے) کی ظاہراً اور باطناً تعظیم و تکریم کرتے اور پہلے سے زیادہ ان کے معتقد ہو جاتے ہیں اور نہایت عجز و انکسار سے ان کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

ناپاک ولادتِ معنوی

جو شخص اپنی خود بینی کے باعث خداوند تعالیٰ کے غضب سے بے خوف اور اس کے

اوامر و نواہی سے غافل ہو کر ایزد لم یزل کی شان عظیم اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو باعث ایجاد کون و مکان ہیں ان کی شان پاک اور انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی جناب میں بے ادبی و نافرمانی اور گستاخی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کے اسم جلالی کی آتش قہر مشتعل ہو جاتی ہے اور وہ مورد غضب الٰہی ہو کر گمراہ اور خستہ و خراب حال ہو جاتا ہے۔

ناپاک ولادت معنوی ایسے ہی لوگوں میں سے بعض کو حاصل ہوتی ہے جن سے وہ دجال بن کر ہزارہا مخلوق خدا کو گمراہ اور راہ راست سے برگشتہ کر دیتے ہیں اور بابیں خاطر و واپنے کو ہدایت اور سید ھی راہ پر گمان کرتے ہیں، ایسے شخص کے دل میں خدا کا خوف نہیں رہتا اور اپنے والد معنوی (یعنی جس سے کہ اُسے ناپاک ولادت حاصل ہوئی ہے) کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے ساتھ بے ادبی اور غرور سے پیش آتا۔ اور اپنے کو اس سے بہتر اور افضل جانتا اور ظاہر کرتا ہے۔

جو شخص کسی موکل فقیر یا عامل سے ولادت معنوی پاتا ہے تو ولادت کے ساتھ ہی ساتھ جتنے موکل ہیں وہ بھی اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور ظاہر و باطن میں اپنی آوازوں سے اس کو اکثر غیبی خبروں کی اطلاع دیتے رہتے ہیں۔ مگر وہ ان غیبی آوازوں کے سمجھنے میں اکثر اوقات غلطی کر جاتا ہے چونکہ اس نے ان موکلوں کو اپنی ریاضت سے حاصل نہیں کیا ہے۔ اس لئے انہیں پہچانتا۔ بلکہ انہیں فرشتہ سمجھ کر اپنے آپ کو بڑا مقدس اور معزز خیال کرتا ہے۔

ولادت معنوی جس کو حاصل ہوتی ہے اس کے دل میں ایک بچہ کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اور اگر انسانی صورت کی قوت سے ولادت ہے تو اس بچے کی صورت بھی انسان کی ہوتی ہے اور اگر حیوانی صورت کی قوت سے ولادت ہے تو اس بچے کی صورت

حیوان کی منو دارہوتی ہے۔ پڑا بھی اتنا ہی ہوتا ہے جتنا بڑا حیوان یا انسان کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ بتدریج بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور بیس برس کے بعد وہ پورا جسیم اور طاقتور ہو جاتا ہے۔ گویا حد بلوغ کو پہونچا۔ بیس سال سے کم میں وہ کسی طرح اپنی پوری طاقت اور جسامت کو نہیں پہنچ سکتا۔

علامات وتاثرات ولادت معنوی

جس کے قلب میں ولادت معنوی ہوتی ہے اُس کا چہرہ منور اور پاک منظر ہوتا ہے۔ اور اس کا کلام شیریں اور پرجوش اور دلکش ہوتا ہے وہ جو کچھ کہتا ہے بہت لوگ اُسے اعتقاد و اعتبار سے قبول کرتے ہیں۔ اس کی باتوں سے لوگوں میں ایک کشش اور تاثیر پیدا ہوتی ہے اور اس کے دل میں ایک پر زور قوت جاذبہ اس طرح کی ہوتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ بندگان خدا کی رُوحوں پر فائض ہوتا ہے اور ان کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اسی کو حکومت علی الارواح کہتے ہیں اور اس سے بے شمار کرامات وکشف واسرار کا ظہور ہوتا ہے اور اس کی زندگی لوگ خواب میں بھی دیکھتے ہیں۔

حافظ فیض الرحمن کی مختصر حالت

موضع سانت بار بیہر ضلع چاٹگام۔ تھانہ پٹیہ کے رہنے والے حاجی حافظ مولوی فیض الرحمن صاحب ایک اوسط درجے کے عالم ہیں وہ بات کے سچے اور احکام شرعیہ صوم وصلوٰۃ وغیرہ میں سے جس کو اچھا سمجھتے اس پر عمل کرتے اور لوگوں کو بھی اس کی ہدایت کرتے تھے مگر بلا نیت کے پیروں۔ فقیروں اور درویشوں کا جنھیں وہ اپنے زعم میں خلاف شرع

سمجھتے تھے) سخت انکار کرتے تھے۔ ایک عرصہ کے بعد یہ بات مشہور ہو گئی کہ حافظ صاحب شاہ احمد اللہ صاحب جھنڈاری کے مریدوں میں داخل ہو کر اعتقاد کے ساتھ شاہ صاحب کی بہت تعظیم کرتے ہیں، یہاں تک کہ ہندوستان سے اونٹ اور دُنبہ منگاکر شاہ صاحب کے عرس میں نذر کرتے تھے۔ اُن کے دل میں ہمیشہ غوث اعظم جھنڈار کا لفظ ورد رہا کرتا تھا، اگر کوئی شخص اُن کے پاس کسی ورد وظیفہ کے استفسار کو آتا تو کہتے کہ خدا کے ناموں کے ورد میں کیا فائدہ ہے یہی لفظ (غوث اعظم جھنڈار کا وظیفہ) مفید ہے رفتہ رفتہ تمام احکام شرعیہ اُن سے چھوٹ گئے۔ لوگوں میں ان کی فقیری کی شہرت ہوئی کشف وکرامات ظاہر ہونے لگے بیشمار لوگ ان سے مرید ہوئے اور ظاہر ہوا کہ شاہ احمد اللہ صاحب کی طرح یہ بھی لوگوں کو خواب میں توجہ دیکر مرید کر لیتے ہیں اور ان کے پاس غیبی احکام اور خبریں پہونچتی ہیں جن کو وہ غیبی تار برقی کہتے تھے اور بغیر اس کے وہ کوئی کام نہیں کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ رمضان شریف کے مہینہ میں کہیں اُن کی دعوت تھی ظہر کے بعد دفعتہً اپنے مریدوں سے کہنے لگے حکم آیا ہے روزہ توڑ دو۔ چنانچہ ایسے مریدوں نے روزہ توڑ دیا۔ غیر لوگوں نے ان کا کہنا نہ مانا اور کہنے لگے کہ ہم لوگ خلاف شرع کوئی کام نہیں کر سکتے کچھ دنوں کے بعد انہوں نے یہ بات ظاہر کی کہ ہم ۱۳۲۳ بکرمی کے ماہ ماگھ کی دسویں تاریخ کو ایک سپیل ذبح کر کے شاہ احمد اللہ صاحب کا عرس کریں گے۔ اور چونکہ ہم ان کی گدی کے مستحق اور دعویدار ہیں، گدی پر بیٹھیں گے چنانچہ کہنے کے مطابق تاریخ معینہ پر ایک سنو چار بیل ذبح کر کے عرس کیا اور گدی پر بیٹھے اور کہنے لگے کہ جھنڈار میں فقیری کچھ نہیں ہے۔ سب کچھ میں لے آیا ہوں آج سے غوث اعظم سات بار یہ کہا کرو

غوث اعظم جھنڈا اپنا چھوڑ دو۔ یعنی اپنے کو غوث اعظم کہنے کا حکم دیا پہلے تو وہ جھنڈا یعنی اپنے پیر کے مکان کی طرف سر کر کے سوتے تھے۔ غالباً جب سے ان کو یہ معلوم ہوا کہ وہاں کچھ نہیں ہے اس وقت سے اس طرف پاؤں پھیلا کر سونے اور بیٹھنے لگے۔

حافظ صاحب کس کے مرید ہیں بتحقیق سے نہیں کہا جا سکتا بعض لوگ تو انہیں شاہ احمد اللہ صاحب کے خلیفہ شاہ وصی الرحمٰن صاحب کا مرید خیال کرتے اور بعض ان کے دوسرے خلیفہ شاہ غلام رحمٰن صاحب کا مرید تصور کرتے تھے۔ کیونکہ شاہ صاحب کی حین حیات میں یہ اُن کے مریدوں میں شامل نہ تھے۔ بلکہ شاہ صاحب کی وفات کے چند سال بعد یہ ان کے سلسلے کے فقیروں کے زمرہ میں داخل ہو گئے۔

مرید کا خود دعوی کر کے گدی پر بیٹھنا کسی طریقے کے فقیر کا دستور نہیں ہے پیغمبر کے سوا کسی کے پاس غیبی حکم نہیں آتا۔ (جو کسی آسمانی شرعی الٰہی حکم کا ناسخ ہو) شاہ احمد اللہ صاحب کو غوث اعظم کہنے سے منع کرنا اور اپنے کو غوث اعظم کہنے کے لئے حکم صادر کرنا اس کا کوئی سبب نہ تھا، ہمارے اعلیٰ حضرت پیر و مرشد قبلہ مدظلہ العالی ان باتوں کی حقیقت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اکثر متفکر رہا کرتے اور دل ہی دل میں فرماتے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔

حافظ صاحب خدا اور رسول اور اولیائے کرام کی شان پاک میں نہایت گستاخانہ الفاظ اور اُن کی عظمت و جلال کے مقابلہ میں تمسخر آمیز جملے کہا کرتے تھے۔ جن کو سوء ادب کے خیال سے بیان نہیں کیا جاتا اور اکثر لوگ ان کا اعتبار و اعتقاد اسی وجہ سے نہیں کرتے تھے۔ اور یہ ان کا ظاہری حال تھا۔

فیض الرحمٰن کا باطنی حال | اُن کا باطنی حال یہ ہے کہ سولہ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ روز جمعہ کا

دن گذر کر شب شنبہ کو ہمارے اعلیٰ حضرت پیر و مرشد قبلہ مدظلہ العالی نے اپنے
دولت خانے میں خواب دیکھا کہ حافظ صاحب کے مکان کی جنوبی جانب کو ایک
راستہ مشرق سے مغرب کی طرف گیا ہے، اُس راستے کے کسی مقام پر حضرت قبلہ
کھڑے ہیں اور یہ مقام نہایت تاریک ہے اور غایت تاریکی کی وجہ سے کچھ آنکھوں
سے دکھلائی نہیں دیتا ہے، اس تاریکی میں آپ کو معلوم ہوا کہ یہاں ایک شیر ببر
کا بچہ ہے اور خوف ہوا کہ اگر اس کو تکلیف دیں گے تو اس کی ماں آپ پر حملہ کرے گی،
یا کوئی ضرر پہونچائیگی، پھر دفعتہً آپ کے قلب اطہر سے حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اس خوف
کو دفعہ فرمایا اور یہ معلوم ہوا کہ اس تاریکی میں آپ نے اس بچّے کو مار کر جلا دیا ہے
پھر اس جلی ہوئی لاش کو لے کر آپ اس راستے سے مشرق کی طرف آ رہے ہیں تھوڑی
دور چل کر اس تاریک مقام سے آپ روشنی میں تشریف لائے تو معائنہ فرمایا کہ ایک
چھوٹا سا تختہ ہے جس کا زیریں حصہ حضور کے دست مبارک میں ہے۔ بالائی حصے
پر اس مردہ اور جلے ہوئے بچے کی لاش۔ اس کا پورا جسم تختہ کے اوپر اور دم تختے
سے الگ لٹک رہی ہے اور اس طرح پر آپ اُسے لئے جا رہے ہیں اور اس کے چھوٹے
چھوٹے پاؤں بھی نظر آتے تھے رنگ سفید اور جسامت میں ایک جو لے کی برابر دکھائی
دیتا تھا، ابتک یہ بچہ اس قدر چھوٹا معلوم ہوتا تھا کہ خود اپنی طاقت سے چلنے پھرنے
کی اس میں قدرت نہ تھی۔

تھوڑی دور جا کر حضرت قبلہ مدظلہ العالی ایک نہایت مصفّیٰ تالاب پر رونق افروز
ہوئے جس کے غربی جانب تالاب میں اُترنے کا عام الورود راستہ پایا۔ اس راستے
سے آپ تالاب میں اُتر گئے۔ زمین بہت دلدلی تھی اس میں تختہ سمیت آپ نے اس کو

دبا دیا۔ بچہ دلدل میں رہ گیا تختہ پانی کی سطح پر اُبھر آیا۔

تالاب سے نکل کر آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کثرت سے لوگ تالاب میں ہیں اور مچھلی ٹٹولنے کی طرح کچھ ٹٹول رہے ہیں، مگر آپ کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ کون لوگ ہیں کس طرح اور کہاں سے آگئے ہیں جب آپ پانی میں تھے اس وقت آپ نے ان میں سے کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ لیکن آپ کے قلب اطہر میں گذرا کہ یہ لوگ اسی کیچڑ میں دبائے ہوئے شبیر کے بچے کو تلاش کر رہے ہیں، اس وقت آپ کی آنکھ کھل گئی اور خیال ہوا کہ آج کی شب حافظ فیض الرحمن کی نفیری غضب الٰہی سے ہلاک ہوگئی، اُن کے پاس اب کچھ نہیں رہا پھر آپ نے استراحت فرمائی صبح کو نماز فجر کے بعد آپ نے حاضرین دربار شریف سے بیان فرمایا کہ آج کی شب حافظ فیض الرحمن کی نفیری غضب الٰہی سے ہلاک ہوگئی

حضرت قبلہ مدظلہ العالی کو حافظ صاحب کا مکان اور وہ راستہ اور تالاب ظاہری آنکھوں سے معائنہ فرمانے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا، حافظ صاحب کے پڑوس کے لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ مدظلہ العالی کا خواب بالکل صحیح اور سچا ہے فقط اتنا تردد حضرت قبلہ کو ضرور باقی رہا کہ وہ کون لوگ تھے جنھوں نے تالاب میں کچھ ٹٹولا تھا اس واقعہ کے چند روز بعد حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے پھر خواب دیکھا کہ بہت سے گھوڑے جنگی ساز و سامان سے آراستہ بجلی کی طرح تیزی سے دوڑتے ہوئے دو دو کر کے در اقدس کی طرف آئے اور فوراً چلے گئے۔ آپ نے خواب ہی میں سوچا یہ کیا ہے اور کہاں سے آئے، مگر قلب مبارک پہ کسی طرح کا خوف طاری نہ تھا، دوسرے دن صبح کو بعد نماز فجر رحمت الٰہی سے آپ کو معلوم ہوگیا کہ یہ گھوڑے حافظ صاحب کے موکلین تھے جو فرشتوں اور جنوں کی طرح مختلف شکلوں سے متشکل ہو سکتے ہیں۔ پہلے انسانی صورت میں ہو کر اس

شیر کے نیچے کی تالاش تالاب کے اندر کی جب اس کو وہاں نہ پایا تو گھوڑے کی شکل بنکر جنگی ساز و سامان سے آراستہ محض حضرت قبلہ مدظلہ العالی کو ڈرانے کی غرض سے آشنا نہ پر آئے۔ مگر فضل الٰہی سے نہ پہلے موقع پر یعنی حافظ صاحب کی نفیری ہلاک ہونے کے وقت پاس آسکے اور نہ دردولت پر آکر ذرا بھی ڈرا سکے۔

اس کے بعد آنحضور روحی فداہ مدظلہٗ کو معلوم ہوا کہ حافظ صاحب کی نفیری ولادت معنوی کی نفیری تھی اور یہ ولادت اُن کو شاہ احمد اللہ صاحب سے ہوئی تھی اور ولادت کے ساتھ ساتھ شاہ صاحب کے جملہ موکلین بھی ان کے تابع ہو گئے تھے اور ظاہر و باطن میں انہیں آوازیں سناتے تھے۔ مگر حافظ صاحب انہیں اس لئے نہیں پہچان سکتے تھے کہ یہ موکلین ان کو بلا ریاضت حاصل ہو گئے تھے اور غالباً وہ ان موکلوں کو فرشتہ سمجھنے اور اسی خیال پر اپنے کو بڑا مقدس اور معزز جانتے تھے سنا گیا ہے کہ حافظ صاحب کہا کرتے تھے کہ میں جبرئیل کو ہمیشہ دیکھا کرتا ہوں۔

حضرت قبلہ مدظلہ العالی جب رحمت الٰہی سے حافظ صاحب کے باطنی حالات سے واقف ہوئے تو اس کے بعد آپ کو معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے درونی حالات بجنسہٖ حافظ صاحب کے اندرونی حالات کی طرح تھے۔

یعنی جس طرح حافظ صاحب کو موکلی نفیر یعنی عامل سے ولادت معنوی تھی اسی طرح مرزا صاحب کے دل کے اندر بھی عیسیٰ نامی ایک موکلی نفیر یعنی عامل سے ولادت معنوی تھی۔

قبل ازیں حافظ صاحب کے پاس غیبی خبروں کے آنے کا حضرت قبلہ مدظلہٗ کو اعتبار نہ تھا، ولادت معنوی کی حالت منکشف ہونے کے بعد آپ کو تصدیق ہو گئی کہ حافظ صاحب

جو کچھ کہتے تھے وہ سب درست تھا یعنی جھنڈا آر میں کچھ نہ رہنا اور نفیری کا وہاں سے بے آنا اور بخود غوث اعظم کا دعوی کرنا اور غیبی خبروں کے آنے کی اطلاع دینا یہ سب باتیں درست تھیں، البتہ یہ سب باتیں موکلوں سے تھیں۔

حافظ صاحب کی نفیری جو عالی ولادیت معنوی سے تھی اس کے ہلاک ہونے کی خبریں جب شائع ہوئیں تب حافظ صاحب نے اپنے موضع کے ایک شخص مسمی نظامت علی کو ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ کی خدمت میں بھیجکر یہ التجا کی کہ میں گلے میں کپڑا باندھ کر آپ کو سجدہ کرتا ہوں آپ مجھے چھوڑ دیں۔ آپ نے فرمایا میرا کچھ اختیار نہیں ہے۔ میں خدا تعالیٰ کا فرنظ ہتیا رہوں، اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور میں مردہ بغیر شکل و بے شکل۔ وہ بےچون و بے چگون اس چون و چگون کے واسطے سے رحمت اور غضب ظاہر کرتا ہے۔ یعنی نفیری دینے یا لینے کا اختیار ظاہر و باطن مجھے کچھ نہیں ہے یہ سب باتیں حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت میں ہیں۔

پھر حافظ صاحب نے دوسری دفعہ اپنے قریہ کے دوسرے شخص مسمی باشا میاں کو بھیجکر یہ عرض کی کہ میں اب جھنڈا ر میں بھی نہیں جا سکتا اور مرزا کھیل یعنی ہمارے حضرت کے دربار میں بھی نہیں آسکتا پھر کیا چارہ کار ہوگا۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ مرزا کھیل آنے سے اُن کا کچھ نفع نہ ہوگا۔

حافظ صاحب کی نفیری ہلاک ہو جانے کے چند روز بعد پھر حضرت قبلہ مدظلہ، کو خواب میں معلوم ہوا کہ آپ کی داہنی ہتھیلی کی پشت مبارک میں حد درجے کی سوزش پیدا ہو گئی ہے جس سے آپ سخت بے چین ہو رہے ہیں آپ نے استفسار فرمایا یہ کیا حال ہے غیب سے معلوم ہوا کہ یہ حافظ فیض الرحمن کی وہی سوزش ہے جو سلب کر لی گئی ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ سوزش موقوف ہو گئی۔

چند روز کے بعد آپ کو معلوم ہوا کہ حافظ صاحب کے داہنے ہاتھ میں جو
سوزش رہتی تھی اور برداشت نہ کرنے کی وجہ سے جس پر دمبدم پانی ڈالا کرتے تھے
اب وہ سوزش اور پانی کا ڈالنا موقوف ہوگیا ہے اور یہ سوزش اور حرارت ان کے طریقے
کا ایک قسم کا جوش تھا۔

حضرت قبلہ مدظلہ العالی پہلے سنا کرتے تھے کہ جھنڈار کے سلسلہ کے خلفا ہمیشہ
ہاتھ کی پشت پر پانی ڈالا کرتے ہیں مگر اس کی حقیقت آپ کو معلوم نہ تھی۔ اس واقعہ
کے بعد اس کا سبب بھی آپ کو معلوم ہوگیا یعنی سبحانہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو گمراہی سے
بچا کر راہ راست کی ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

راقم اضعف العباد نے حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ کی زبان مبارک سے جو کیفیت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی سنی اور فہم ناقص سے جو سمجھا اس کو تحریر کرتا ہے عرصہ ۱۲ سال کا ہوتا ہے کہ ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ خانقاہ وہہانگیری (اور دولت سرا سے) سے جو موضع مرزا کھیل شریف علاقہ جاگام علاقہ بنگال انڈیا میں ہے کہیں باہر تشریف نہیں لے گئے اور عرصہ ۱۵ سال کا ہوا کہ آپ پنجاب اور ممالک متحدہ وغیرہ تشریف نہیں لے گئے آپ نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کبھی نہیں دیکھا نہ ان کے سوانح آپ کے ملاحظہ سے گذرے۔ اور نہ ان کے کسی مرید سے آپ کی ملاقات ہوئی البتہ مرزا صاحب کی بعض باتیں آپ کو لوگوں سے مختصراً کبھی کبھی معلوم ہوئیں۔

آپ فرماتے ہیں حق سبحانہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کے متعلق مجھے جن باتوں کا علم دیا ہے اور اس سے جو کچھ میری سمجھ میں آیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے

مرزا صاحب ایک بڑے متشرع اور (راستباز بات کے پکے) دیانتدار آدمی تھے اکثر لوگ ان کو اپنے زمانے کا ایک بڑا عالم تصور کرتے اور نہایت تعظیم و اعتقاد سے ان کے ساتھ پیش آتے تھے۔ وہ نصرانیت کی اشاعت کرنے والوں اور پادریوں کے ساتھ ہمیشہ مناظرہ کرتے تھے اور ان کے دل میں شب و روز سوتے جاگتے لفظ عیسیٰ کے رہنے کی وجہ سے عیسیٰ نامی ایک سالک مجذوب فقیر یعنی کامل سے (جس کی قوت موثرہ کی شکل انسانی صورت میں تھی) ولادت معنوی ہو گئی تھی۔ ولادت کے ساتھ ساتھ ہی ظاہر و باطن میں انہیں مو کلین

آوازیں دینے اور غیبی خبریں سنانے لگے اور کہا کہ عیسیٰ مر گیا ہے، اور اس کی روح تمہارے دل میں داخل اور پیدا ہو گئی ہے۔ تمہیں عیسیٰ ہو ان کے دل میں یہ یقین پیدا ہوا کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ کی روح میرے اندر داخل ہو گئی ہے، اسی وجہ سے وہ عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کرنے لگے۔ مگر درحقیقت اُن کا یہ یقین محض زعم باطل پر مبنی تھا کیونکہ جس عیسیٰ کی روح اُن کے اندر آگئی تھی وہ فی الواقع عیسیٰ ابن مریمؑ کی نہ تھی بلکہ اسی نام کے موکل یعنی عامل کی تھی جس کا ذکر پیشتر گذر چکا۔

چونکہ ان موکلوں کو انہوں نے اپنی ریاضت سے حاصل نہیں کیا تھا ان کو پہچان نہ سکے، غالباً ان کو فرشتے خیال کرتے اور ان کی آوازوں کو وحی اور الہام سمجھتے اور ان آوازوں پر یقین کامل رکھتے اور لوگوں کو اطلاع دیتے تھے کہ ان پر الہام اور وحی آتی ہے اور ان آوازوں پر ان کا اعتقاد اس قدر راسخ تھا کہ اگر آسمانی کتابوں میں ان آوازوں کے خلاف کوئی بات دیکھ لیتے تو اس کی تاویل کر دیتے یا منسوخ تصور کر لیتے۔ پھر اس تاویل کو ظاہر بھی کر دیتے۔ غالباً ان آوازوں کو وہ ہندوستان کی مروجہ عربی، فارسی، اُردو انگریزی وغیرہ زبانوں میں سنتے تھے وہ اپنی ابتدائی حالت میں کبھی کبھی اُن آوازوں کے سمجھنے میں غلطی بھی کر جایا کرتے۔ پھر صحیح معنی سمجھ لینے پر ان غلطیوں کی اصلاح کر کے ظاہر بھی کر دیا کرتے تھے۔

وحی اور الہام کے معنی سمجھنے میں حضرات انبیاء علیہم السّلام سے کبھی خطا واقع نہیں ہوتی ہے۔

ولادت کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب پر اس کی علامتیں اور آثار نمایاں ہونے لگے یعنی اُن سے کشف و کرامات کا ظہور ہونے لگا۔ ان کا چہرہ مختشم اور نورانی کلام

دلکش اور شیریں بیان پرجوش اور دلچسپ اور موثر ہونے لگا۔ جو کچھ ظاہر کرتے تھے لوگ اُسے عقیدت سے تسلیم کرتے اور ان کے کلام سے لوگوں کے دلوں میں ایک امنگ اور ولولہ پیدا ہوتا اور ان کی بزرگی لوگ خواب میں دیکھنے لگے اور ایک پُرزور قوت جاذبہ اُن کے اندر اس طرح کی پیدا ہوئی کہ اس کی وجہ سے بہت لوگ ان کی طرف مائل ہو گئے اور لوگوں کی ارواح پر ان کی حکومت اور اختیار و قبضہ ہو گیا۔ پھر بھی بے شمار لوگ ان کے کلام اور دعوی کو دروغ اور ان کو غیر معتبر سمجھتے اور زبان و قلم سے ان کی تردید اور ابطال کرتے تھے جس قدر قوت موثرہ ترقی کرتی گئی اس کی علامات و آثار بھی بڑھتے گئے اور قادیانی مذہب کے لوگ بھی کثیر التعداد ہونے گئے۔ یہاں تک کہ جب ان کی ولادت معنوی درجۂ کمال پر پہونچ گئی لوگ انہیں عیسیٰ مسیح تصدیق کرنے لگے اور لوگوں میں حضرت عیسیٰ کے انتقال کا اعتقاد ہو گیا۔ مرزا صاحب (نعوذ باللہ) اپنے کو عیسیٰ مسیح سے بدرجہا افضل سمجھنے اور رعونت کے باعث حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السّلام کو حقارت اور نفرت سے یاد کرنے لگے۔

مرزا صاحب کے انتقال کے بعد قادیانی مذہب کے ترقی کی سنی ۱۳۳۵ھ کے اول چند مہینوں کے بعد سے ترقی ختم ہو کر تنزل شروع ہو گیا اب حق سبحانہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ یہ تنزل کہاں تک پہونچے گا۔

متذکرۂ بالا عیسیٰ نامی موکلی فقیر یعنی عامل ہندوستان کی مروجہ زبانوں کو جاننے والا تھا، غالباً وہ ہندوستان کی مغربی سرحد افغانستان کے قریب کا رہنے والا تھا مگر وہ کس ضلع کا رہنے والا آدمی تھا۔ یہ معلوم نہیں ہے۔

اس کے غیر مشہور ہونے کی وجہ سے مرزا صاحب نے اس کو نہ پہچانا اور حضرت

عیسیٰ ابن مریم پر مشہور ہونے کی وجہ سے ان کا خیال دوڑ گیا۔

ہمارے پیر و مرشد حضرت قبلہ مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں:۔

کہ طالبان خدا کو فن عملیات حاصل کرنے کی تمنا اور کوشش در موکلوں اور جنوں وغیرہ کی تسخیر، کسی وقت مناسب نہیں ہے اس سے دلوں میں خدا اور رسول کی محبت و اعتقاد قائم نہیں رہتا اور اعتقاد سے توکل اور بھروسہ جاتا رہتا ہے ایسے لوگوں کو معرفت الٰہی نصیب نہ ہوگی۔

شاہ احمد اللہ صاحب

مقام جھنڈار ضلع چاٹگام کے رہنے والے شاہ احمد اللہ صاحب ایک متوسط درجے کے عالم تھے کلکتہ میں بعد تحصیل علم وہ ایک عالم متشرع متقی اور پرہیزگار جناب صوفی شاہ محمد صالح صاحب داعی وشیخی قدس سرہٗ العزیز سے مرید و تلقین ہوئے اور ان کو اس درجہ کا جوش و خروش پیدا ہوا کہ دماغ کو درست نہ رکھ سکے آخر دیوانے ہوگئے جب یہ خبر اُن کے اقربا کو معلوم ہوئی تو اُن کے بھائی انہیں لانے کے لئے کلکتہ گئے مگر جناب صوفی صاحب نے باین خیال کہ مکان جانے سے اُن کی حالت اور بھی خراب ہونے کا احتمال ہے، ان کو مکان لے جانے سے منع فرمایا۔ مگر اُن کے بھائی نے صوفی صاحب کا کہنا نہ مانا۔ اور مکان لے آئے۔ آخر بہت برسوں کے بعد شاہ صاحب کی فقیری اور بزرگی اور کشف و کرامات کا ظہور ہوا۔

تقریباً بیس سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ ہمارے پیر و مرشد حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہ

العالی ایکدفعہ انکے پاس تشریف لیگئے تھے آپنے ملاحظہ فرمایا کہ ان پر جذب بہت غالب ہے اور سلوک بہت ہی کم ہوش سے گفتگو کم کرتے تھے حضرت قبلہ مدظلہٗ نے فرمایا کہ طریقت میں شاہ صاحب نے بہت کثرت سے ریاضت کی۔ لیکن ہم نے تو اُن سے زیادہ مرتاض لوگ دیکھے ہیں وہ ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ کے ساتھ بایں لحاظ کہ آپ انکے استاد زادے ہیں حتی الامکان نہایت تماطر تواضع سے پیش آئے

پھر ایک مدت کے بعد یہ شہرت ہوگئی کہ شاہ صاحب لوگوں کو خواب میں توجہ دیکر مرید کرتے ہیں اور اکثر لوگ اُن کے خلیفہ ہو گئے مگر انہیں اور اُنکے مریدین و خلفاء میں احکام شرع کی پابندی نہیں ہے انکے مریدوں میں سے بعض تعلیمیافتہ اور عالموں کا یہ قول ہے کہ ان کے پیر مجذوب سالک فقیر ہیں یعنی جذب غالب اور ہوش کم، شاہ صاحب کے ایک مُرید مسمی مولوی امان علی صاحب ساکن مقام جنیل ضلع چاٹگام سے پوچھا گیا کہ ان کے طریقے کے لوگ جو مجذوب نہیں اور عقل و ہوش بحال رکھتے ہیں نماز کیوں نہیں پڑھتے جواب دیا کہ ایک باطنی معاملہ ہے جسکی وجہ سے خاص لوگ نماز نہیں پڑھتے ہیں اور عوام مریدین خواص کی دیکھا دیکھی نماز بلا وجہ چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

شاہ صاحب کی توجہ نہایت پُر زور اور سریع التاثیر تھی اُن کے زمانے میں سننے میں نہیں آیا کہ احاطۂ بنگال کے کسی درویش کی توجہ بھی ایسی تیز تھی اسی وجہ سے بنگال کے اضلاع میں اُن کے اکثر مریدین اور خلفا جابجا ہو گئے۔ اور بہت لوگ ان کے پاس آنے جانے لگے۔

ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ العالی خیال فرماتے تھے کہ معمولی قانون طریقت کے مطابق تو مجذوب فقیروں کیلئے کبھی مرید بنانے کا دستور نہیں ہے پھر شاہ صاحب کس طرح اور کیوں ایسا کرنے لگے اور یہ تو ممکن نہیں ہے کہ ہر شخص کو کامل طور پر فقیری حاصل ہو بالآخر اکثر لوگ شریعت چھوڑ کر گمراہ ہو جائینگے

منقول ہے کہ شاہ صاحب کے خلاف شریعت ہونے کی وجہ سے ایک مولوی صاحب نے ان کے خلاف ایک فتویٰ پڑھ کر انھیں سنایا۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے لئے شریعت نہیں ہے۔ یعنی ان کو اور ان کے مریدوں کو احکام شرع پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اسی حالت میں انہوں نے دنیا سے انتقال کیا۔

ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ اُن کے اور اُن کے مریدوں کے منکر نہیں تھے ۔ اور یہ خیال فرماتے اُنکار سے ہمیں کیا فائدہ، البتہ اپنے مریدوں کو شاہ صاحب کے مریدوں سے علیحدہ رہنے کی ہدایت فرماتے اس لئے کہ اُن کے مریدین مجذوب اور آپ کے مریدین سالک ہیں ۔

شاہ صاحب کے انتقال کے بارہ برس بعد یعنی ۷ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۱۶ء اور ۲۷ ماہ ماگھ ۱۳۲۳ بنگلہ روز جمعہ تک آنحضرت مدظلہ کو ان کے اور اُن کے مریدین کے باطنی حالات معلوم نہ تھے اس کے بعد سے یعنی شب شنبہ کو حافظ فیض الرحمن صاحب کے باطنی حالات معلوم ہونے کے بعد ہی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور شاہ احمد اللہ صاحب کے باطنی حالات پورے طور سے اُسی سے یکے بعد دیگرے معلوم ہونے لگے اور تاریخ مذکور سے شاہ صاحب کے طریقہ کا تنزل شروع ہوا

حافظ صاحب اور مرزا صاحب کے باطنی حالات تو بیان ہو چکے ۔ شاہ صاحب کے باطنی حالات یہ ہیں :-

شاہ احمد اللہ صاحب کے باطنی حالات

شاہ احمد اللہ صاحب مکان آنے کے بعد مجذوب ہو گئے تھے اپنے پیر کا خیال درست نہ رکھ سکے ۔ خواب میں شیطان نے اُن کو ناری توجہ دی اُس توجہ کی تاثیر سے اُن کو فنا حاصل ہو گئی تھی ۔ رفتہ رفتہ درجہ جبروتیت تک ترقی کی اور اُن کی قوت مؤثرہ کا اس درجے میں دائمی مقام ہو گیا اور وہ کچھ بھی معلوم نہ کر سکے کہ یہ توجہ کس نے دی ۔ اور کہاں سے آئی ۔ غالباً اُن کا یہ خیال ہوگا کہ کسی برگزیدہ ولی نے غیب سے ان کو یہ توجہ عطا کی ہے ۔

شیطان کی ناری توجہ کی تاثیر سے جناب صوفی شاہ محمد صالح صاحب کی نوری توجہ کی تاثیر ضائع ہو گئی جب نوری توجہ کی تاثیر نہ رہی تو ناری توجہ کی تاثیر غالب آ گئی۔

ایک مدت کا قصہ ہے کہ شاہ صاحب کی زندگی میں ہمارے حضرت قبلہ مدظلہٗ نے خواب میں دیکھا تھا کہ شاہ صاحب کی توجہ سے دھواں نکل کر تیزی سے لوگوں کے دلوں میں اثر کرتا ہے مگر اس وقت حضرت قبلہ مدظلہ العالی کو اس کی حقیقت معلوم نہ ہوئی جب شاہ صاحب کے حالات معلوم ہونے لگے تب آپ سمجھ گئے کہ وہ دھواں ناری توجہ کی تاثیر سے تھا، نوری توجہ میں دھواں نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم فرمایا کہ شاہ صاحب نے کسی کو مرید نہیں کیا تھا بلکہ شیطان نے شاہ صاحب کی صورت میں لوگوں کے دلوں میں ناری توجہ دے دے کر مرید کیا تھا اور لوگوں کو احکام شرع کی پابندی سے برگشتہ کر کے گمراہ اور برباد کر دیا تھا اور مشائخوں کے دستور کے مطابق شاہ صاحب نے کسی کو روبرو اور دست بدست مرید نہیں کیا تھا۔

شاہ صاحب جیوانی درجے تک فنا حاصل کر کے جیوانی عادت و صورت حاصل کر چکے تھے اور عالم غیب میں ان کا نام یاد شاہ ہو گیا تھا۔ اس لئے اُن کے پاس موکلوں کی فوج کثرت سے جمع ہو گئی تھی اور وہ اپنی باطنی آوازوں سے اُن کے مریدوں کو گمراہ اور خراب کرنے اور کر رہے ہیں۔

قبل ازیں یہ دو باتیں حضرت قبلہ مدظلہ نہیں جانتے تھے۔ ایک تو توجہ کا دو قسم کا ہونا ناری اور نوری دوسرے موکلوں کا لوگوں کو ظاہر اور باطن میں آوازیں سنا کر راہ راست سے گمراہ کرنا اور نہ آپ نے کسی کتاب میں ملاحظہ فرمایا نہ کسی کی زبان

سے شفا

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ شیطان لعین شریعت اور طریقت یعنی علم ظاہر و علم باطن دونوں راستوں سے لوگوں کو گمراہ اور خراب کرتا ہے جس پر خدا کی رحمت ہوگی وہی شخص شیطان کے دھوکے سے بچ کر شریعت اور طریقت کی صراط مستقیم پر راستی سے چل سکیگا۔ رحمت کے سوا کوئی شخص اپنے علم و ہنر عقل و ہوش سے ہدایت کی نہ راہ پر قائم نہیں رہ سکیگا۔

حضرت قبلہ مدظلہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شیطان نے حضرات انبیاء علیہم السلام اور بڑے بڑے اولیائے کرام کو بھی دھوکہ دیا ہے میں ایک معمولی شخص ہوں رحمت الٰہی کے سوا میرا کچھ چارہ کار نہیں ہے خدا جس کو گمراہی سے بچائے گا وہی بچے گا ہے جو اسی خیال سے اپنے دین و دنیا کے جملہ امور خدا کو سپرد کرکے میں ایک مردہ کی طرح پڑا ہوں جن باتوں کو میں نے دیکھا اور جانا اور سنا اور سمجھا اُن کو لوگوں کے فائدے کے واسطے ظاہر کر دیا

لہٰذا ہم سب کو لازم ہے کہ نہایت عاجزی کے ساتھ اس ارحم الراحمین کی بارگاہ میں التجا کریں کہ اپنی رحمت سے ہم سب کو صراط مستقیم پر رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ کرے۔

آمین یا رب العالمین

مرشدنا و سیدنا حضرت فخر العارفین کی غیبی معلومات و مکشوفات

"بہ ارشاد آیا کل مطابق بمعیت ہیر و ظرفیت ہیں"

عام اشاعت کی گئی

یہ سب رسالہ راز فنا جس کی طباعت اور عام اشاعت کا فرمان صادر ہوا حکم کے مطابق اس کی عام اشاعت بنگال۔ یوپی اور پنجاب وغیرہ کے مختلف صوبجات ہند میں کی گئی ہے اور کتنے ہی اخباروں اور ماہوار رسالوں میں بطور ضمیمہ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوا۔

غیبی معلومات

جیسا کہ پیشتر ظاہر کیا گیا کہ آپ کے یہ مبارک کلام آپ کے غیبی معلومات و مکشوفات سے ہیں۔ چنانچہ خود ارشاد فرمایا۔

"ایسے حالات اور واقعات کو نہ ہمنے کسی کتاب میں پڑھا اور نہ کسی سے سنا حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ان تین شخصوں کے حالات کا علم دیا۔ اور ان کے حالات ریشہ ریشہ کھول کر ہمیں دکھا دیئے اور بتا دئے۔ یہ سب تو بہت ہیں۔ مگر ہم نے جو لکھا دیا۔ اور تم لوگوں سے کہہ دیا۔ وہ گویا دریا میں ایک قطرہ ہے۔"

مقصود ہدایت عام ہے

فرمایا: "ہم نے بنگال اور ہندوستان کے مختلف صوبوں میں موافق اور مخالف سب لوگوں میں مشہور کر دیا۔ اور "راز فنا" میں لکھ دیا کہ ان تینوں لوگوں کی یہ حالت ہے۔ اب خواہ لوگ یقین کریں یا نہ کریں۔

شریعت۔ معیار حق و باطل ہے | لاریب آپ کے اس مبارک کلام کا منشاء و مبداء حق سبحانہٗ

تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ اور مُلہم صدق و صواب، اور آپ کے باطنی معلومات و مکشوفات ہیں جن کی اصل شریعت و طریقت دونوں سے مطابقت رکھتی ہے جس کا جی چاہے میزانِ حق و صداقت پر اس کلام پاک کا نقد و تبصرہ کرے۔ یہی صداقت و حقانیت کو پرکھنے اور تولنے کی ترازو کیا ہے؟ شریعت مقدسہ

الہام کی شریعت سے موافقت

لیکن الہام ہمیشہ مُباحات و مستحبات کے کرنے یا نہ کرنے اور اظہارِ حالات و واقعات میں ہی ہوتا ہے۔ فرائض و واجباتِ شریعت کے خلاف نہیں ہوتا، ورنہ شریعت سے امان اُٹھ جائے اور دین میں فتنہ واقع ہو جائے۔

پس جو کشف و الہام کہ شرع شریف کے مخالف ہوں نہ قابلِ تسلیم ہیں نہ قابلِ عمل اور وہی کشف و الہام قابلِ تسلیم ہیں جو موافقِ شرع شریف ہیں۔

یہ ہے، وہ مسئلہ جو اہلِ سنت اور احناف کا مُسلّمہ ہے اور اربابِ طریقت شریعت دونوں کا متفق علیہ ہے۔

رازِ فنا پر غور کیجئے

"رازِ فنا" کے پڑھنے والوں پر یہ امر واضح ہے کہ تین شخصوں کے حالات اور واقعات جو ظاہر فرمائے گئے۔ اُن کے ضمن میں دو مہتم بالشان مسئلے ارشاد ہوئے ہیں۔ ان دونوں مسئلوں کی اصل ثابت ہو جانے سے تمام مضامین رازِ فنا کی حقانیت و صداقت بے نقاب ہو جاتی ہے۔

دو عظیم الشان مسئلے

وہ مہتم بالشان مسئلے یہ ہیں۔

(۱) اوّل ولادتِ معنوی، یعنی ولادتِ ثانیہ کا اثبات۔

(۲) دوئم شیطان رجیم و لعین نے شریعت و طریقت، یعنی علم ظاہر اور علم باطن دونوں

راستوں سے لوگوں کو گمراہ اور خراب کیا ہے، اور گمراہ و خراب کرتا ہے۔

پس اہلِ اسلام کے لئے حفاظت ایمان و دین اور سعادت و فلاح کونین اسی میں ہے کہ "ناپاک فقیری کا کچھ اعتبار نہ کریں اور ایسے فقیروں سے بچیں جن کی فقیری وہ دینی اسلام کی پاک فقیری نہیں ہے۔

حضرت مولانا روم ارشاد فرماتے ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست	ہر ایک کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہئے
پس بہر دستے نباید داد دست	کیونکہ بہت سے ابلیس آدمی کی صورت میں

حاصل کلام یہ کہ "راز فنا" کے دونوں موقوف علیہ مسئلے بالکل موافق شریعت و طریقت ہیں۔ اور دونوں متفقہ طور پر ثابت ہیں چنانچہ حضرات اکابرین اولیاء اللہ نے ولاوت معنوی کو اپنے کلام منظوم میں ارشاد فرمایا ہے کہیں طرز اشارات میں (جو حضرات اکابرین دین کا اسرار غیبی کے اظہار میں عامتہ طرز بیان ہے) اور کہیں فہم مخاطبین کے لئے کچھ صراحت سے اور یہ اس لئے کہ "ولادت معنوی" کا معاملہ چونکہ اسرار غیبی سے ہے اور فہم عوام سے بالاتر ہے لہذا صرف طالبان حق اور سالکین وصول الی اللہ کی ہدایت و علم من وجہ کی غرض سے بعض بزرگوں نے تو مختصر اشارے فرمائے اور بعض بزرگوں نے اشارات کیساتھ "ولادت معنوی" کیسے اور کیونکر حاصل ہوتی ہے؟ اور اس کے اسباب و ذرائع کیا ہیں؟ ان باتوں کو تمثیلاً تحریر فرمایا۔ مگر اس کی تصریح و تشریح نہیں فرمائی کف اللسان رہے۔

حاشیہ: شریعت و طریقت کے موافق ہیں

وِلادتِ معنوی اور حضرات متقدمین کرامؒ

وِلادتِ معنوی کا ثبوت اگلے بزرگوں سے

(۱) سلطنت و بادشاہی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کرنے والے مخدوم حضرت سیّد میر **اشرف جہانگیر** سمنانی (کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد اودھ) نے (کتاب لطائف اشرفیؒ مطبوعہ نصرت المطابع دہلی لطیفہ ششم صفحہ ۱۳۶ میں) فرمایا ہے۔

ارشاد حضرت میر اشرف سمنانیؒ

"اگر مُرید صادق وجودِ خود را در تحت تصرف شیخ کامل کہ مرتبۂ تکمیل رسیدہ باشد، و سیر و طیر و سلوک جذبہ بہم پیوستہ، منقاد و مسلم گرداند، از بیضۂ وجود مرغِ حقیقت اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ بیرون آید و در ہوائے ہویت طیران کند و بمرتبۂ توالد و تناسل رسد

اگر صادق مُرید، اپنی ہستی کو درجۂ تکمیل تک پہنچے ہوئے اور سیر و طیر و سلوک جذبہ طے کیے ہوئے شیخ کامل کے تحت و تصرف میں مطیع و فرمانبردار کرے تو (ایسا مُرید) "اِن اللّٰہ خلق آدم علی صورتہ" کے مرغِ حقیقت کے بیضۂ وجود سے نکل کر ہوائے ہُویت میں اڑنے لگیگا۔ اور توالد و تناسل (معنوی) کے مرتبے پر پہونچے گا۔ اور اگر سالک ابتر و مجذوب کے تحت و تصرف میں آجائیگا

واگر تحت تصرف سالک ابتر یا مجذوب
ابتر آید۔ استعداد کمال انسانیت بر و
فاسد گردد و بہ مبلغ رجال و مقام کمال نہ رسد
ہمچناں کہ در عالم صورت مقتضائے حکمت
بالغہ و سنت جاریہ الٰہی است کہ وجود
توالد و تناسل و لقائے انواع صورت نہ
بندد، الا بعد ازدواج متوالدین بہ رابطہ
شہوت و واسطۂ فعل و انفعال تاثر و
تاثیر درمیان ایشاں،

ہمچنیں در عالم معنی حقیقت آدمی کہ آں
عبودیت محض است در وجود نیاید الا بعد
ازدواج مراد و مرید برابطۂ محبت و قبول تصرفات
مراد را۔

این است ولادت ثانیہ کہ اشارات
خطاء اہل مکاشفہ بداں واقع است من
لم یولد مرتین لم یلج ملکوت السموات والارض

(رباعی) سے

چوں دو بارہ است شرط زائیدن
از شکم مادر و ز صلب پدر

تو اس کی استعداد انسانیت کا کمال
حاصل کرنے کی فاسد ہو جائے گی۔ اور مبلغ
رجال اور مقام کمال تک نہیں پہنچے گا جیسے
طرح عالم ظاہر میں مقتضائے حکمت بالغہ
و سنت جاریہ الٰہی ہے کہ ماں باپ کے
ازدواج اور رفاقت بین بر او شہوت ہم صحبت
ہونے کے بعد توالد و تناسل کا وجود اور طرح
طرح کی بقا کا ظہور ہوتا ہے۔ اسی طرح
عالم معنی میں مراد و مرید کے تعلق اور رابطۂ
محبت و قبول تصرفات کے بعد آدمی کی
حقیقت معنوی یعنی خالص عبودیت وجود میں
آتی ہے اور یہی ولادت ثانیہ ہے جس کی طرف
بڑے بڑے اہل مکاشفہ کا اشارہ واقع ہوا ہے من
لم یولد مرتین لم یلج ملکوت السموات والارض۔ جو
دو نہیں پیدا ہوگا دو مرتبہ وہ آسمان و زمین کے
ملکوت میں داخل نہیں ہوگا۔

چونکہ پیدا ہونے میں دو مرتبہ کی شرط ہے
ایک ماں کے شکم دوسرے باپ کی پیٹھ سے

یک ہزاراں دریں جہانِ عزود
یک شدن زیں ظلامِ تن ستنہ نود

(یعنی ایک تو اس عالم غرور میں پیدا ہوتا ہے دوسرے اس بدن (عنصری) کے اندھیرے سے نکلکر عالم نور کی طرف جانا ہے)

مثنوی گنج راز

(۳) مولانا شیخ عبد الرحمن رح فتح آبادی نے اپنی مثنوی "گنج راز" مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ میں فرمایا ہے

آدمی را ای پود دوبارہ ادن درجہاں
اولؔ از صلب و الدینؔ ز قلب راندوانؔ
از اب صلبی شہاد تعلے ظاہر حاصل است
از اب قلبی "مراتب ہائے باطن حاصل است
زیںؔ ظہورِ معنوی "گشتند اکثر مرداں
اولیاء اللہ بلکہ انبیاء و مرسلاں

آدمی کی پیدائش دو مرتبہ ہوتی ہے
اولاً باپ کی پیٹھ سے ثانیاً "زادن" کے قلب سے
اور صلبی باپ سے عالم ظاہر کے شہادتیں حاصل ہوتی ہیں
اور والد قلبی (پیر و مرشد) سے باطنی مراتب ملتے ہیں
اور اسی باطنی ظہور سے اکثر لوگ اولیاء اللہ
بلکہ انبیاء و مرسلین ہو گئے۔

حضرت مولانا تراب علی صاحب

(۴) کتاب "شرائط الوساطت" مطبوعہ علوی پریس لکھنؤ صفحہ ۸ میں حضرت مولانا شاہ تراب علی کاکوری قدس سرہ فرماتے ہیں

"در رسالہ مبدء و معاد" است کہ حقوقِ پیر
فوق تمام ارباب حقوق است بلکہ نسبت
ندارد بحقوقِ دیگراں۔ بعد از انعامات حق
سبحانہ و احسانات رسول صلی اللہ علیہ وسلم
از ولادتِ صوری ہرچند از والدین است
آ ولادت معنوی متعلق بہ پیر است
ولادت صوری را حیات چند روزہ است

رسالہ مبدء و معاد میں ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے انعامات اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے بعد پیر و مرشد کے حقوق سارے ارباب حقوق سے بڑھکر ہیں بلکہ دوسرے کے حقوق حقوق شیخ کے روبرو کوئی نسبت نہیں رکھتے
ولادت صوری ہرچند ماں اور باپ سے ہے مگر ولادت معنوی کا تعلق پیر سے ہے۔ ولادت صوری ظاہری پیدائش کے لئے بس چند روزہ زندگی ہے

وولادت معنوی را حیات ابدی است“	اور ولادت معنوی کے لئے ہمیشہ کی زندگی ہے۔

از جناب مجدد صاحب

رسالہ مبدء و معاد

(۴) رسالہ مبدء و معاد جناب مجدد صاحب سرہندی کی مصنفات سے ہے۔ وہ اس رسالہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی کے صفحہ ۳ میں فرماتے ہیں۔

”شرافت علم باندازهٔ شرف و رتبهٔ معلوم است معلوم هرچند شریف‌تر، علم آن عالی‌تر، پس علم باطن که صوفیه بآن ممتازند اشرف باشد از علم ظاهر که نصیب علمائے ظواهر است، برقیاس شرافت علم ظاهر بر علم حجامت و حیاکت پس رعایت آداب پیر که علم باطن ازو اخذ کنند، باضعاف زیاده باشد از رعایت آداب استاد که علم ظاهر ازو استفاده نمایند و همچنین رعایت آداب استاد علم ظاهر باضعاف زیاده است از رعایت آداب استاد حجام و حائک و همین تفاوت در اصناف علوم ظاهری جاری است استاد علم کلام و فقه اولیٰ و اقدم است از استاد علم صرف و نحو۔ و استاد نحو و صرف اولیٰ است

شرافت علم، معلوم کے شرف و رتبہ کے اندازہ سے ہوتی ہے۔ معلوم جتنا شریف ہوگا اس کا علم اسی قدر زیادہ عالی ہوگا پس علم باطن کہ جس سے صوفیہ ممتاز ہیں علم ظاہر سے جو علمائے ظواہر کے حصہ میں ہے زیادہ اشرف ہوگا اس قیاس پر علم ظاہر کی شرافت حجامت اور حیاکت کے علم سے زیادہ ہے پس آداب پیر کی رعایت جس سے علم باطن حاصل کرتے ہیں علم ظاہر کے استاد سے جس سے کہ علم ظاہر کا فائدہ حاصل کرتے ہیں دوگونہ زیادہ ہوگی اور اسی طرح علم ظاہر کے استاد کے آداب کی رعایت حجام اور حائک استاد سے دوگنی زیادہ ہے اسی طرح علوم ظاہر کے اقسام میں فرق ہے استاد علم کلام و فقہ استاد صرف و نحو سے اولیٰ و مقدم ہے۔ اور استاد صرف و نحو علوم فلسفی کے استاد سے اولیٰ ہے اسلئے

از استاد علوم فلسفہ باآں کہ علوم فلسفی دخل علوم
معتبر نیست اکثر آں مسائل لاطائل است و
بے حاصل و اقل مسائل آنکہ از کتب اسلامیہ
اخذ نمودہ اند و تصرفات دراں کردہ از جہل
مرکب خالی نیستند کہ عقل را در آں موطن
مجال نیست طور نبوت ورای طور علوم نظریست
باید دانست کہ حقوق پیر فوق حقوق سائر
ارباب حقوق ست بلکہ نسبتش دارد ـ و
حقوق پیر بحقوق دیگراں بعد از انعامات
حق سبحانہ و احسانات رسول علیہ و علی
آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات بلکہ پیر حقیقی رسول
اللہ است صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ولادت
صوری ہر چند از والدین است اما ولادت
معنوی مخصوص بہ پیر است ولادت
صوری را حیات چند روزہ است و ولادت
معنوی را حیات ابدی است۔ نجاست
معنویہ مرید را پیر است کہ بہ قلب و روح
خود کناسی می نماید و تطہیر ــــ سکینہ او می
فرماید۔ در توجہات کہ نسبت بہ بعضے مستر

کہ علوم فلسفی علوم معتبرہ میں داخل نہیں ہیں اس
کے زیادہ تر مسائل لاطائل و بے حاصل ہیں اور اہل
فلسفہ نے تھوڑے سے مسائل جو اسلامی کتابوں سے
اخذ کئے ہیں اور اس میں تصرفات کئے ہیں وہ جہل
مرکب سے خالی نہیں اس لئے کہ عقل کو اس محل
میں دخل کی مجال نہیں ہے نبوت کا طور و طریقہ
علوم نظری کے طور و طریقے سے بالاتر ہے -
جاننا چاہئے کہ پیر کے حقوق، سب حقوق والوں
سے بڑھ کر ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ کے انعامات
اور اس کے رسول علیہ السلام کے احسانات
کے بعد، پیر کے حقوق کو اوروں کے حقوق سے
کوئی نسبت ہی نہیں بلکہ سچے پیر حقیقی حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں" ولادت صوری" ہر چند
والدین سے ہے لیکن ولادت معنوی پیر کیساتھ
مخصوص ہے' ولادت صوری کی زندگی چند روزہ ہے
لیکن ولادت معنوی کی حیات ابدی ہے۔ مرید
کی باطنی نجاستوں کو پیر اپنے قلب و روح کی
قوت سے صاف و دیگر صاف کرتا ہے اور پاک و
پاکیزہ فرماتا ہے بعض مسترشدین (مریدوں)

شدان واقع شود محسوس می گردد که در
تطہیر نجاسات باطنہ ایشان تلوثی بہ صاحب
توجہ میرسد، وتا زمانے مکدر می دارد
پیر است کہ بتوسل او بجناب حضرت عز و
جل کہ فوق جمیع سعادات دینویہ و اخرویہ
است پیر سے است کہ بوسیلۂ او نفس امارہ کہ
بالذات خبیث است مزکی و مطہر می گردد
و از امارگی باطمینان می رسد، و از کفر جبلی
باسلام حقیقی می آید۔ مصرعہ
گر بگویم شرح آں بیحد شود
پس سعادت خود را در قبول پیر باید دانست
و شقاوت خود را در رد او۔ نعوذ باللہ سبحانہ
من ذالک ۔

رضائے حق سبحانہ را در پس پردۂ
رضائے پیر ماندہ اند بہ تا مرید خود را فانی پیر
خود را لگم نساز د بمرضیات حق سبحانہ نہ رسد آفت
مرید را آزار پیر است ہر زلتے کہ بعد آں
باشد تدارک آں ممکن است اما آزار پیر
را ہیچ چیز تدارک نمی تواں شود۔ آزار پیر

کی توجہات میں جو نسبت واقع ہوتی ہے تو
(پیر کو ایسا) محسوس ہوتا ہے کہ ان کی (مریدوں)
کی نجاست پاک کرنے میں کچھ آلودگی توجہ دینے
والے کی طرف دوڑتی ہے اور ایک زمانے تک
مکدر رکھتی ہے پیری ہے جس کے وسیلے سے خدا
عزوجل تک پہونچتے ہیں اور دنیا و عقبیٰ کی سب
سعادتوں سے بڑھکر ہے پیری ہے کہ جس کے وسیلہ
سے نفس امارہ جو بالذات خبیث ہے مزکی و مطہر
ہوجاتا ہے اور امارگی سے اطمینان کو پہنچتا ہے
اور پیدائشی کفر سے حقیقی اسلام میں آجاتا ہے اگر
میں اس کی شرح کروں تو بہت ہو جائے گی
کی آفت پیر کو آزار پہونچانے میں ہے۔ ہر
لغزش کی اصلاح ممکن ہے لیکن پیر کو آزار
پہونچانے کا تدارک کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ آزار
پیر مرید کے لئے شقاوت و بدبختی کی جڑ ہے
پس اپنی سعادت پیر کے قبول کرنے اور شقاوت
پیر کے رد کرنے میں جاننی چاہیئے۔ نعوذ باللہ سبحانہٗ
من ذالک حق سبحانہ تعالیٰ کی رضا پیر کے پردے
میں ہے جب تک مرید اپنے کو پیر کی مرضیات

ہیچ تفاوت است ہرید اعیاذاً باللہ
سبحانہ من ذالک خللے در معتقدات
اسلامیہ و فتورے در اتیان احکام شرعیہ
از نتایج و ثمرات آنست۔
از احوال و مواجید کہ بہ باطن تعلق
دارد چہ گوید و اثرے از احوال باوجود
آزادیٔ پیر باقی ماند۔ از استدراج باید شمرد
و غیر از ضرر نتیجہ نخواہد داد۔ والسلام علی
من اتبع الہدیٰ!"

میں گم نہ کردے گا۔ حق سبحانہ تعالیٰ کی رضا
کو نہیں پہونچے گا۔ معتقدات اسلامیہ میں
کوئی خلل اور احکام شرعیہ کی بجا آوری میں
کوئی فتور اسی (آزادیٔ پیر) کے نتیجے اور پھل ہیں
اور جو احوال و وجدان کہ باطن سے تعلق رکھتے
ہیں ان کو کیا کہیں۔ اگر آزادیٔ پیر کے باوجود کوئی
اثر باطنی احوال کا باقی رہ جائے تو اس کو استدراج
شمار کرنا چاہیئے جو آخر میں خرابی کی طرف کھینچے گا
اور نقصان کے سوا اور نتیجہ نہ دیگا۔ والسلام

حضرت مولانا رومؒ اور ولادت ثانیہ

(۵) اور حضرت مولانا رومؒ نے
مثنوی شریف مطبوعہ مجمع المطابع کانپور دفتر
ششم صد ۳۳ میں حدیث شریف موتوا قبل
ان تموتوا کی شرح و تفسیر میں فرمایا ہے:۔
"سرورِ کائنات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ولادت ثانیہ بدرجہ
کمال حاصل تھی!"
اور اسی کے حاشیہ پر استاد الاساتذہ
جناب مولانا بحر العلومؒ اور حضرت حاجی امداد اللہ

صاحبؒ مہاجر مکی نے تائید و تصویب فرمائی ہے

اشعار مثنوی مولانا رومؒ ۵

پس محمدؐ صد قیامت بود نقد
زانکہ حل شد در فنائے حل و عقد
زادۂ ثانی است احمد در جہاں
صد قیامت بود او اندر جہاں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کھلے ہوئے صد قیامت تھے
اس واسطے کہ آپ حل وعقد کے فنا کرنے میں حل ہو گئے
احمد (صلعم) دنیا میں زادۂ ثانی ہیں
دنیا میں ظاہر دبر ملا تو قیامت تھے

شرح مولانا بحر العلوم
"زادۂ ثانی" کے حاشیہ پر
جناب مولانا بحر العلوم فرماتے ہیں

"نزد صوفیہ مقرر است کہ سالک را دو تولد است یکے تبہ از مشیمۂ مادر خود متولد می شود و تولید دیگر بیرون آمدن سالک از مشیمۂ طبیعت و احکام آن، و این آخیر را "ولادت ثانیہ نامند"

صوفیوں کے نزدیک مقرر ہے کہ سالک کی دو (بار) پیدائش ہے اکیہ مرتبہ ماں کے پیٹ کی جھلی سے پیدا ہوتا ہے اور دوسری پیدائش سالک کا اپنی طبیعت اور این و آں کے احکام سے باہر نکلتا ہے اور اس چیز کا نام ولادت ثانیہ ہے

شرح حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ
(۶) اسی کے
تحت میں مرشد نا قبلۂ عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ:۔

"یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم "صد

پیغمبر صلعم تو قیامت نقد تھے اسلئے کہ جمیع جہل

قیامت نقد" بود - زیرا کہ جمیع جمل در
باطن در فنائے معنوی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اضمحلال یافتہ بود آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بولادت ثانیہ کہ عبارت از ولادت
معنوی است مرتبہ ثانیہ متولد شدہ بود
ازیں جہت صد قیامت عیاں بود"

در باطن آپ کی فنائے معنوی میں
مستاصل و فنا ہو گئے تھے - آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ولادت ثانیہ
سے کہ ولادت معنوی سے
عبارت ہے دوبارہ پیدا ہوئے تھے اس
لئے آپ صد قیامت ظاہر و عیاں تھے -

(۱۰) حضرت مولانا بہاء الدین
حضرت مولانا بہاء الدین ابراہیم

ابراہیم عطاء اللہ الانصاری القادری الشطاری رحمۃ اللہ
علیہ رسالہ شطاریہ میں یہ فرماتے ہیں -

"فنا عبارت از ازالہ بشری است - چنانچہ
خبر است "لن یلج ملکوت السموات والارض من
لم یولد مرتین" (ہرگز آسمان و زمین کے ملکوت
میں داخل نہیں ہوگا جو دوبارہ پیدا نہیں کیا گیا)

ولادت اولی معلوم و مشہور است و ولادت
ثانی فنائے اوصاف بشری است -
یعنی از عدم در وجود می آید
فافہم -

(ترجمہ رسالہ شطاریہ) فنا سے مراد ازالہ بشری ہے جیسے
خبر میں ہے کہ ہرگز زمین و آسمان کے ملکوت میں داخل نہیں
ہوگا جو دوبارہ پیدا نہیں کیا گیا ولادت اولی تو ظاہر ہے
اور ولادت ثانی فنائے اوصاف بشری یعنی عدم سے وجود میں آنا ہے سمجھ

(حضرت ممدوح مصنف رسالہ شطاریہ)

سیدنا و مولانا قطب عالم - حضرت سید شاہ
عبد الرزاق بانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیران
طریقت سے ہیں شجرۂ طریقت میں حضرت مخدوم
بانسوی سے نو رستے اوپر آپ کا نام مقدس
درج ہے۔
رسالہ شفقاریہ فرنگی محل لکھنؤ کے خاندانی
کتب خانے میں قلمی موجود ہے)

(۸) مخدوم الملک

حضرت مخدوم الملک بہار شریف	حضرت شرف

الدین یحییٰ منیری رضی اللہ عنہ) کہ سلسلۂ
فردوسیہ کے آفتاب ہیں اور ہندوستان کے اکابر
و مشاہیر حضرات اولیاء اللہ (رضوان اللہ علیہم
اجمعین) سے ہیں بہار شریف میں آسودہ ہیں۔
آپ نے "ولادت معنوی" اور "ولادت
ثانیہ" کے معاملہ میں زیادہ کلام فرمایا ہے (ملاحظہ
ہو۔ "مکتوبات صدی" مکتوب ششم تحت
عنوان اہلیت شیخی) صفحہ ۱۷
آپ تحریر فرماتے ہیں:۔
(الف) "پنجم مخصوص بودن العلم من (ترجمہ) علم من لدنی سے مخصوص ہونا اور

لدنی'' "علم من لدنی بمعرفت ذات و
صفات و افعال حق سبحانہٗ تعالیٰ تعلق
دارد چنانچہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وسلم فرمودہ است عرفت ربی
بربی و تا بہ ولادت دوم نرسد کہ عیسیٰ پیغمبر
علیہ السّلام نشان دادہ است، کہ لن یلج
ملکوت السموات والارض من لم
یولد مرتین این درجہ نہ بود۔ و شرف
علم لدنی مشرف نگردد۔ یعنی ہر کہ از مادر
بزاید این جہاں را بیند۔ و ہر کہ از خود بزاید
یعنی از اوصاف بشریت بیرون آید۔ آن
جہاں بیند۔ پس دنیا و عقبیٰ ہر دو حاضر بیند "من
لم یولد مرتین" این باشد "

علم لدنی حق سبحانہٗ تعالیٰ کی ذات و صفات افعال
سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا "پہچانا میں نے پروردگار کو پروردگار کے!
اور جب تک ولادت دوم میں جس کا پتہ
حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے دیا ہے (کہ
لن یلج ملکوت السموات الخ) نہ پہونچے گا
یہ مرتبہ حاصل نہ ہوگا اور "علم لدنی" کے شرف
سے مشرف نہ ہوگا۔ یعنی جو شخص ماں سے پیدا
ہوگا، اس دنیا کو دیکھے گا، اور جو اپنے سے
پیدا ہوگا۔ (یعنی اوصاف بشری سے باہر آئیگا)
پس وہ اس جہان کو دیکھے گا دنیا و آخرت دونوں کو
حاضر دیکھیگا یہ ہے من لم یولد الخ کا مفہوم (کہ) ہرگز ملکوت السموات
والارض میں داخل نہ ہوگا جو دوبارہ پیدا نہیں کیا گیا

پھر حضرت مخدوم الملک نے ہی اپنے
مذکورۂ بالا کلام کی تشریح اپنے دوسرے مکتوب میں
فرمائی (ملاحظہ ہو مکتوبات صدی مطبوعہ اسلامیہ
پریس لاہور۔ تیرھواں مکتوب مندرجہ صفحہ ۳۶۹،
جس کا عنوان ہے "در اثر صحبت و ولادت صوری
و معنوی"

ارشاد فرماتے ہیں: -

"شیخ عمر را بدعا از شرف منیری مخصوص است اے برادر را دیر است کہ گفتہ اند:

صحبتِ نیکاں ز جہاں دور گشت
خانۂ عسل خانۂ زنبور گشت

ہر چند روزگار ما بے دولتاں چنین است۔ امّا چوں تحصیل اخلاق و اوصاف ایں طائفہ (اولیاء اللہ) کہ ولادتِ معنوی است امروز بے ایشان متعذر گشتہ است و آں کہ گویند کہ مرید فرزند پیر است، ہمیں از جہتِ اخلاق و اوصاف است، نہ از جہتِ صورت و آں بے صحبت و خدمت ایں طائفہ حاصل نہ شود و ایں نسبت صفت کہ ولادتِ دوم است، بدیشاں ثابت نہ گردد۔ بقدرِ امکاں طلب باید کرد کہ "المرء علیٰ دین خلیلہ"، ہم دنت است ہر کس کہ آں دین دارد کہ دولت ویرا بود اشارت بر صحبت است اگر صحبت با نیکاں بود بدے اگر چہ بد است نیک گردد، و اگر صحبت با بداں بود اگرچہ نیک است

شیخ عمر اشرف منیری سے دعا میں مخصوص رہے اے بھائی عرصہ ہوا کہ کہا گیا ہے۔

نیکوں کی صحبت جہان سے دور ہو گئی
شہد کا چھتہ بھِڑوں کا گھر ہو گیا۔

ہر چند ہم بے دولتوں کا زمانہ ایسا ہے لیکن اس طائفہ (اولیاء اللہ) کے اخلاق و اوصاف یعنی ولادتِ معنوی کا حاصل ہونا بغیر ان لوگوں کے متعذر ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ مرید فرزند پیر ہے انہی اوصاف و اخلاق کے سبب سے نہ کہ ظاہری صورت کے سبب سے ہے اور یہ اس طائفہ کی صحبت و خدمت کے بغیر حاصل نہ ہو گا اور یہ نسبت صفت جو ولادتِ ثانی دوسری ولادت ہے بجز ان لوگوں کے ثابت نہ ہو گی حتی الامکان طلب کوشش کرنی چاہئیے المرء علیٰ دین خلیلہ (شخص اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے) نفس کل دولت ہے جس کو یہ حاصل ہو دولت اسکے لئے ہے الصحبت موثرہ، (اشارہ صحبت کی طرف ہے) صحبت اگر نیکوں کے ساتھ ہے تو اگر برا ہے نیک ہو جائے گا۔ اور اگر بروں کے ساتھ صحبت ہے تو اگرچہ نیک ہے

بد گردد ۔ الصحبۃ متاثرۃ حق است (مثنوی)

با بداں کم نشیں کہ در بانی
خو پذیر است نفس انسانی
صحبت نیک را ز دست مدہ
کہ ہمہ در توی کہ در صحبت مہ
صحبت باغہا ز فصل بہار
باد را ہر زماں کند عطّار
روغن کنجدے کہ بود شی عام
شد ز گلہا عزیز نیکو نام

و خواجہ سعدی راست علیہ الرحمۃ (قطعہ)

گِلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گِلے ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم
ازیں جاہ است کہ می گویند کہ [illegible]

بد ہو جائیگا۔
بُروں کے ساتھ بیٹھ کر عاجز ہو جائیگا۔
نفس انسانی خو پذیر ہے ۔ (سپس)
نیک کی صحبت ہاتھ سے نہ دے
کیونکہ نیک کی صحبت سے تو بہت نیک ہو جائیگا
فصل بہار سے باغوں کی صحبت ....
ہوا کو ہر وقت خوشبودار کر دیتی ہے
تل کا تیل گلاب کی صحبت سے
اچھے نام کا تیل ہو جاتا ہے۔
(حضرت سعدی رح نے فرمایا)
ایک دن ایک اچھی خوشبودار مٹی حمام میں
مجھے ایک محبوب کے ہاتھ سے ہاتھ آئی
میں نے اس سے پوچھا کہ تو مشک ہے یا عبیر
کہ میں تیری دل آویز خوشبو سے مست ہو گیا
اس نے کہا کہ میں ایک ناچیز مٹی ہوں
لیکن مدتوں گلاب کے ساتھ رہی
جمال ہمنشیں نے مجھ میں اثر کیا
ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں جو ہوں —
اسی موقع پر بڑے لوگ کہتے ہیں کہ [illegible]

عظیم است و قوتے تمام چناں کہ گفتہ اند (بیت)

اسپ توسن ز اسپ ساکن رنگ
گشت ہم خوا گرنشد ہم تنگ

تا گویند اگر مردارے در تودۂ نمک افتد بر در
مدت نمک گردد و حکم او چوں حکم نمک شود
پس چہ گوئی طائفہ را کہ نظر اُو دوا و بُود و سخن
ایشاں شفائے مرضی بُود ستیدا سے ناطق باشند
و ستیدا سے ساکت و ہمہ صفات متخلق بخلاق
اللہ کردہ باشند۔ از دست شیطان رستہ
و ستیہ و سرایر اسرار الٰہی سو اضح اسرار
الٰہی گشتند۔ و بانیابت سلطان انبیا علیہ السلام
کہ علمائے اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل بر سجادہ
دعوت خلق الی الحق نشستہ صحبت ایشاں ترا
چہ کند؟ اگر مردہ باشی زندہ کند۔ دیو باشی
فرشتہ کند مس و آہن باشی زر کند مردم
زندہ باشی اکسیر جہانے کند۔ در اسفل السافلین
رفتہ باشی در اعلیٰ علیین بر آورد از اینجاست کہ گفتہ اند

گرد توحید گرد یا تفرید
چہ کنی صحبتے زبے تقلید

سے بنے اور صحبت کی تاثیر اور قوت بہت ہوتی ہے
توسن گھوڑا ساکن رنگ گھوڑے کے ساتھ
اگرچہ نہیں دوڑنے لگتا مگر ہم خو گر ہو جاتا ہے
لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ ایک مردار
نمک کی کان میں عرصے تک رہنے سے
نمک بن جاتا ہے۔ اس کا حکم
نمک کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ پس ایسے
لوگوں کا کیا کہنا، جن کی نظر دوا ہے، جن
کا کلام شفا ہے (یہ حضرات) خدا کے حکم
سے بولتے (ورنہ) خاموش رہتے ہیں اور (یہ
حضرات) اخلاق الٰہی سے آراستہ ہوتے ہیں
اور شیطان کے ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ کر
شہنشاہ انبیاء (ان پر درود) کی نیابت
کے ساتھ (علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل) دعوت
خلق الی الحق کے سجادہ نشین ہو جاتے ہیں انکی صحبت تجھے
کیا کرے گی اگر تو مردہ ہوگا تو زندہ کردیگی اگر شیطان ہوگا تو فرشتہ
کردیگی تانبہ اور لوہا ہوگا تو سونا بنادیگی اگر تو زندہ آدمی
ہوگا تو ایک دنیا کے واسطے تجھے اکسیر کردیگی اگر تو
اسفل السافلین میں گر گیا ہوگا تو اعلیٰ علیین پر

در صحابۂ دیگر رضی اللہ عنہم ہر یکے در بت
خانہ پیش بتاں بسجدہ افتادہ بودند۔ و در
بادیۂ گمراہی فرو رفتہ، ناگہاں آفتاب صحبت
آں سلطان انبیاء و اولیاء علیہم السلام
در جہان برآمد۔ ہر یکے در آسمان دین اسلام
ستارہ گشت، ہدایت خلق تا قیامت در
اقتدائے ایشاں بر بستہ شد و کوس دولت
ایشاں در عالم زدند کہ اصحابی کالنجوم
بایہم اقتدیتم اہتدیتم سبحان اللہ از
کجا تا بکجا رسیدند۔ زہے کیمیا گری صحبت
تا بدانی کہ ہمہ دولت و نعمت در صحبت ایں
طائفہ است، ایں است کہ گفت (نظم)

سایہ خورشید سواران طلب
رنج خود و راحت یاران طلب

خورشید سواران کیفیت ایشانند کہ پائے
بر کون و مکاں نہادہ اند و خورشید خود
چہ باشد کہ خدمت ایشاں بیند و جان
و دل و جاہ و مال و زن و فرزند و نان
امان فدائے ایشاں کن مگر در سایۂ دولت

پہونچا دیگی۔ اسی موقع پر کسی نے کہا ہے۔ ؎
اے توحید کے گرد تنہا پھرنے والے اپنے تعلیمد کے
ساختہ (بے واسطہ اور بے وسیلہ از حضرات انبیاء
و اولیاء) کیا صحبت کرتا ہے؟ صحابہ رضوان
اللہ علیہم کی طرف دیکھو۔ ہر ایک (مشرف
اسلام سے پیشتر) بت خانے میں بت کے
سامنے سجدے میں پڑا تھا اور اسی (بت پرستی)
کے جنگل میں بھٹکا ہوا تھا کہ ناگہاں اس سلطان
انبیاء کی صحبت کا آفتاب چمکا تو ہر ایک دین
اسلام کے آسمان کا ستارہ ہوگیا، اور خلق کی
ہدایت قیامت تک ان کی پیروی میں (منحصر) متعلق
ہوگئی اور ان کے اقبال کا ڈنکا دنیا میں بجایا گیا
(فرمایا حضرت شہنشاہِ انبیاء نے "میرے اصحاب
ستاروں کی طرح ہیں تم انکی پیروی کروگے تو ہدایت
پاؤگے!" سبحان اللہ کہاں سے کہاں پہونچ گئے
صحبت کی کیمیا گری کا کیا کہنا؟ خبردار جان لو! کہ
سب دولت و نعمت اس گروہ کی صحبت میں
ہے (جو قدم بقدم رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم) ؎
خورشید سواروں کا سایہ ڈھونڈھ اپنی تکلیف کا

ایشان جائے یابی اشارت بدیں
کرد کہ گفتہ است

تا کے بایزید بنی فسرد
خدمت صد یزید باید کرد

بزرگے را پرسیدند کہ شنیدہ صحبت شیخ ابی
عثمان المغربی رحمۃ اللہ علیہ چند سال
باعثمان مغربی صحبت کردی فنظر الیہ شزرا
وھو نظر الغضبان بمؤخر العین یعنی بنظر غضب
بر سائل نگریست وگفت من صحبت نکردہ
ام بلکہ خدمت کردہ ام علی التحقیق یعنی
است کہ آں خدمت است نہ صحبت
ہرچند صحبت گویند لیکن چوں طالب
صادق در صحبت ایں طائفہ در آید
ومہذب گردد بآداب ایشاں ومتخلق
باخلاق ایشاں، او را میسر گردد احوال
شریف ومعنی لطیف، بحکم صحبت
سرایت کردن گیرد، چوں چراغے
ناافروختہ با صحبت چراغے دیگر افروختہ
کردہ — وشکل پیر و مرید حقیقی اینجا متحقق

مداوات اور یاروں کی راحت ڈھونڈھنا خوشنبہ
سو حقیقت میں یہ لوگ ہیں جنھوں نے دنیا
پر لات ماردی خورشید کی کیا حقیقت ہے جو ان
کی طرف دیکھے ان پر جان و دل جاہ و مال زن
و فرزند گھر بار نثار کر دے تو شاید ان کے ساتھ
دولت میں جگہ پائے کسی نے اسی کی طرف
اشارہ کیا ہے شعر ایک بایزید بننے کیلئے سو یزید
کی خدمت کرنا چاہئیے یعنی سو بار نفس کشی ہو

ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے کتنے برس
حضرت عثمان مغربی کی صحبت کی انہوں نے اوپر
کو سائل کی طرف غصہ کی نظر سے دیکھ کر کہا کہ میں نے
صحبت نہیں کی بلکہ خدمت کی ہے یہ حقیقت
ہے یہ صحبت نہیں خدمت ہے اگرچہ لوگ صحبت کہیں
پس جب طالب اس گروہ کی صحبت میں داخل ہو گیا
اور ان کے آداب سے مہذب ہو گیا اور ان کے
اخلاق سے آراستہ ہو گیا تو اسے احوال شریفہ
میسر ہوتے ہیں اور صحبت سے معنی لطیفہ اثر کرنے
لگتے ہیں اور پیر اور حقیقی مرید کی شکل یہاں متحقق
ہو جاتی ہے جیسے ایک روشن چراغ دوسرا روشن چراغ

گردد۔ دوسرے کہ در پیر سے و مرید ست
است ازیں جا معلوم شود چنانکہ پدر
از حسن تألیف الٰہی بحکم سنت کہ میان
پیر و مرید است مرید جزوے می گردد از
اجزائے پیر۔ چنانچہ فرزند در ولادت صوری شد
جزوے است از اجزائے پدر پسر آں پیر
در ولادت حاصل می شود یکے از راہ
صورت فرزند پدر خود است۔ دوم از راہ
صفت فرزند پیر خود است و آنکہ از
عیسی علیہ السلام نقل است کہ لن یلج
ملکوت السموات والارض من لم یولد مرتین
ہر کہ دو بار نزاید۔ در ملکوت آسمان و زمین
در نیاید چنانکہ در صورت در ملک آید
و عالم ملک مشاہدہ را مشاہدہ کرد ہمچنیں در
زادن ولادت صفت در ملکوت آسمان
و زمین در آید و آنچہ در ملکوت است از
اسرار و خزائن الٰہی جملہ او را مشاہدہ
گردد۔ ایں را کشف گویند ملک ظاہر کون را گویند
و ملکوت باطن کون را گویند و کذلک نری ابراہیم ملکوت

کے ملنے سے درست ہو جاتا ہے اور پیر و مرید کے درمیان میں جو
نسبت ہے جیسا کہ اوپر کی عبارت سے معلوم ہو جاتا ہے اور بحکم حسن تالیف
الٰہی کی خوبی سے مرید ایک جزو اجزائے پیر سے ہو جاتا ہے
جیسے فرزند صورتاً پیدائش میں باپ کے اجزا
سے ایک جزو ہو جاتا ہے۔ پس یہاں دو ولادت
حاصل ہوتی ہے ایک بہ اعتبار صورت یعنی اپنے باپ
سے کہ فرزند ہے اپنے باپ کا اور از راہ صفت
اپنے پیر کا فرزند ہے اور وہ جو حضرت عیسٰی علیہ
السلام سے منقول ہے کہ ہرگز آسمان و
زمین کی ملکوت میں داخل نہ ہوگا جو دوبارہ
پیدا نہیں ہوتا اور جب متحقق ہو جاتا ہے یعنی ظاہری
پیدائش عالم ملک دنیا میں داخل ہوتا ہے اور
عالم ملک کا مشاہدہ کرتا ہے اسی طرح ولادت
صفت اور ولادت معنوی میں آسمان و زمین
کے ملکوت میں داخل ہوتا ہے اور ملکوت میں
جو اسرار اور خزائن الٰہی ہیں ان کا مشاہدہ
کرتا ہے اس کو کشف کہتے ہیں۔ اور ملک
ظاہر کون کو کہتے ہیں اور ملکوت باطن کون کو
کہتے ہیں اور (وکذلک نری الخ) سے یہی سمجھ

السموات والارض ولیکون من الموقنین بیان
است وصرف یقین بکمال در ولادت صفت
حاصل شود۔ این است کہ گفت لو کشف
الغطاء لما ازددت یقیناً بر کمال دیگر
چہ زیادت و بدین ولادت مستحق میراث انبیا
گردد۔ العلماء ورثۃ الانبیاء و ایشانند بحقیقت
نہ آنکہ امروز خیالے می برند۔ و ہنوز نزدیک
این طائفہ جنین اند در شکم مادر۔ بلکہ از صلب
پدر۔ ہنوز در شکم مادر نیامدہ اند۔ عزیزے
بریں معنی گفتہ است (مثنوی)

ہر دبان نیزہ ہوشانند   جاہ جویان دین فروشانند
ہمہ در علم سامری دانند   از برون مسیح اندرون دجالند
بجا غ و دل و زبین اند   کہ ز عقل و شرع و دین اند
از رہ شرع و شرط برگشتہ   تشنۂ خون یک دگر گشتہ

بزرگان گویند ہر کہ را میراث انبیاء نہ رسیدہ
است او ہنوز زادہ نہ شدہ است اگرچہ ہمہ
کمال دانش بود کہ غلط کہ خشک بود از نور
شرع در ملکوت طواف تواند کرد و در سرائر
کائنات مطلع شود تا ندش بہ نور شرع منور گردد

اور صرف یقین کامل اور ولادت صفت میں
حاصل ہوتا ہے۔ یہ ہے جو کسی نے کہا ہے، لو کشف
الغطاء لما ازددت یقینا اور کمال یہ کیا
زیادتی؟ اور اس ولادت صفت میں میراث
حضرات انبیاء کا مستحق ہو جاتا ہے العلماء ورثۃ
الانبیاء حقیقت میں یہ حضرات ہیں نہ کہ وہ
جو آج خیال پکاتے ہیں یہ لوگ اس گروہ کے
نزدیک شکم مادر میں جنین ہیں بلکہ باپ کی پیٹھ سے
ماں کے پیٹ میں داخل ہوئے ہی نہیں کسی عزیز نے اسی
معنی میں کہا ہے ؎

نیزہ ہوش ماہر لوگ ہیں۔
مرتبہ ڈھونڈھنے والے دین فروش ہیں
یہ علمائے سوء سامری کے مانند ہیں۔
اپنے آپ کو نائب انبیاء ظاہر کرتے ہیں
مگر باطن میں نائب نہیں ہوتے ہیں
ان لوگوں کا خیال ذہن اور دماغ میں ہے
عقل و شرع و دین کا انہیں کہاں خیال؟

شرط و شرع و عقل کے راستے بھٹک کر ایک دوسرے
کے خون کے پیاسے ہیں۔ بزرگ لوگ کہتے ہیں کہ

مگر در ولایت صفت چناں کہ گفتیم ایشاں
کہ ذکر ایشاں پیش رفت کہ مستحق میراث
نباشند از ظاہر و صورت نگزرند، مگر بعبادت
مزخرف عمر بسر می برند (مثنوی)

راہ دیں صنعت و عبادت نیست
جز خرابی در عمارت نیست

اے برادر! ایں ہمہ دولت و نعمت در
خدمت و صحبت ایں طائفہ بربستہ است
امروز ہر کسے کہ در خانہ نشستہ است از
چاشت و اشراق می طلبد ہیہات ہیہات
مگر در خواب بیند، ازیں رباعی بشنو چہ
می گوئی (مثنوی)

اسرار خرابات بدستاں نبری
تا سجدہ پیش بت پرستاں نبری
پاکیزہ نہ گردی ز آلائش خود
تا بر سر خود سبوئے مستاں نبری

ابوبکر طمستانی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ است
اصحبوا مع اللہ فان لم تستطیعوا
فاصحبوا مع من یصحب مع اللہ لیوصلکم
برکات صحبۃ الاصحبۃ اللہ

جو میراث انبیا تک نہیں پہونچا ہے نہ ابھی پیدا
نہیں ہوا ہے اگرچہ عالم کامل ہو، کیونکہ جو عقل نور
شرع سے محروم رہتی ہے وہ ملکوت میں طواف
نہیں کر سکتی کائنات کے بھیدوں سے مطلع اور نور شرع
سے منور نہیں ہوتی، مگر ولایت صفت میں جیسا
کہ میں نے کہا، وہ لوگ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہرگز
حضرات انبیا کی میراث کے مستحق نہیں ہوں گے
وہ ظاہر اور صورت سے آگے نہیں بڑھتے، مگر خرافات
و عبادات میں عمر بسر کرتے ہیں ؎

دین کا راستہ صنعت و عبادت نہیں ہے اس
میں خرابی کے سوا کوئی عمارت نہیں ہے اے بھائی!
یہ سب دولت و نعمت اس گروہ کی خدمت سے وابستہ ہے
جو آج گھر میں بیٹھا ہوا چاشت و اشراق سے طلب کرتا ہے
افسوس! شاید وہ خواب میں دیکھے سنو! اس رباعی کو
کیا کہتے ہیں ؎ خرابات کے بھید کو تو مکر و حیلہ سے حاصل
نہیں کر سکتا جب تک بت پرستوں کے سامنے سجدہ نہ
کرے تو اپنی آلائش سے پاکیزہ نہیں ہو سکتا جب تک
مستوں کا گھڑا سر پر نہ اٹھالے حضرت ابوبکر طمستانی
رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "اللہ کے ساتھ صحبت کرو اگر یہ

صحبت کند با خدائے عزوجل۔ واگر آں
استعداد ندارد بصحبت پاکسے کنید کہ او را
درصحبت خدائے رساند۔ ونشان ایشاں
اینست ؎

جان فروشان بارگاہ عدم
خرقہ پوشان خانقاہ قدم
خوردہ یک بادہ از قدح ساقی
ہرچہ باقی است کردہ در باقی
منکشف در سرائے راز ہمہ
بے نیاز از ہمہ نیاز ہمہ

احتیاج است این طائفہ را بپیر دو وقت است
یکے در وقت شیر خوردن و دیگر وقت از شیر جدا شدن
چنانکہ در فرزند صورت اگر فرزند صورت در وقت شیر خوردن
از مادر جدا شود ہلاک گردد ہمچنیں فرزند صفت اگر
وقت شیر خوردن از پیر جدا شود ہلاک گردد۔ وقت
شیر خوردن فرزند صورت و جدا
شدن از شیر معلوم است اما وقت شیر
خوردن فرزند صفت دانی چیست؟ لازم
گرفتن صحبت پیر است۔ وپیر باید کہ

قدرت نہیں ہے تو ایسے شخص کے ساتھ
میل جول رکھو جس کا خدا کے ساتھ میل جول ہے
تاکہ اس کی صحبت کی برکت تمکو خدا کی صحبت میں
پہونچا دے۔ اور ان لوگوں کا نشان یہ ہے ؎
وہ لوگ شاہراہ عدم کے جان فروش ہیں
اور خانقاہ قدم کے خرقہ پوش ہیں
ساقی کے پاس شراب پی اور باقی رہا سو باقی اللہ
کو باقی (خدا کے حق دفینوم) پر فدا کر دیا۔ یہ لوگ سرا
راز کے منکشف ہیں اور سب آرزوں سے
بے نیاز ہیں۔ اس گروہ کا احتیاج ہے کہ مرید کے
ساتھ پیر کی ضرورت دو وقتوں میں ہے۔ ایک
دودھ پینے کے وقت اور دوسرے دودھ چھوٹنے
کے وقت جیسے کہ ظاہر فرزند میں اگر فرزند
صورت دودھ پینے کے وقت میں ماں سے
جدا ہو جائے تو ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح فرزند
صفت دودھ پینے کے وقت پیر سے جدا
ہو جائے تو ہلاک ہو جائیگا۔ فرزند صورت کے
دودھ پینے اور دودھ سے جدا ہونے کا وقت
تو معلوم ہے مگر فرزند صفت کے دودھ پینے کا وقت کونسا ہے؟

آن را می داند پس شاید مرید را که فرزند
صفت است جدا شود، مگر بفرمان پیر۔
وقت جدا شدن آن از شیر آنست که پیر بداند
مستقل بذات خود شده آن انگاه بود که
چشم دل وے کشاده گردد۔ و تعریفات
و تنبیہات خداوند فہم تواند کرد که بداں از الله
است اگر پیش از وقت فطام جدا شود در راه سلوک
گمرد۔ در دنیا و ہوا باز افتد و آن ہلاکت
وے بود، چنانکہ جدا شدن فرزند صورت
در وقت شیر خوردن بلا فرق پیدا و این خود
مشاہده است، اما کدام نیک بخت را
بدیں سعادت راه دہند۔ و کدام سیہ دولت
را فرو گذارند۔ چنانچہ گذشت (رباعی)

از تو بکہ نالم کہ دگر داور نیست
در دست تو ہیچ دست بالاتر نیست
آن را کہ تو رہبری کنی گم نہ شود
آن را کہ تو گم کنی کسے رہبر نیست

من یهد الله فلا مضل له ومن
یضلله فلا هادی له

(اسے) تو جانتا ہے (کہ یہ) صحبت پیر کو
لازم پکڑنا ہے اور پیر دودھ پلانے کی
مدت کو جانتا ہے پس اس مرید کو جو فرزند صفت
ہے ایسا نہ چاہئے کہ بے حکم پیر جدا ہو جائے
اس کے دودھ چھوٹنے کا وقت یہ ہے کہ پیر جانے
کہ وہ بذات خود مستقل ہو گیا اور یہ اس وقت
ہوگا جس وقت اس کے دل کی آنکھ کھل جائے
اور خدا کی تنبیہات و تعریفات کو سمجھ سکے کہ
یہ خدا کی طرف سے ہے۔ اگر وہ دودھ چھوٹنے کا وقت
ہونے سے پہلے جدا ہو جائے گا تو راستہ
میں بیمار ہو جائے گا۔ اور دنیا اور خواہشات
میں گر پڑے گا اور یہی اس کی ہلاکت ہے
جیسے کہ فرزند صفت کا دودھ پینے کے وقت جدا
ہونا باعث ہلاکت ہے ایسا ہی ان دونوں میں
کوئی فرق نہیں اور یہ تو خود مشاہدہ ہے لیکن دیکھئے
کہ کس نیک بخت کو اس سعادت کی طرف
راستہ دیتے ہیں اور کس سیہ دولت و بدبختی
کو چھوڑتے ہیں، جیسا کہ کسی نے کہا تیری نالش
کس سے کریں کہ دوسرا حاکم نہیں ہے۔ اور

بزور بازوئے کسے نیست تا بخشندہ
داکر ابخشد (قطعہ)

شب تاریک دوستان خدائے
می تباید چو روزِ رخشندہ
ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اے برادر! جناں کہ صحبت ایں طائفہ عزیز و لطیف است۔ آداب صحبت ایشاں نیز عزیز و دقیق است۔ و رعایت آں ہمہ از واجبات صحبت است، ذکر آں جملہ (درینجا) در مکتوب نگنجد۔ العلم یوخذ من افواہ الرجال
بپرس ہر چند نہ دانی کہ ذلِ پرسیدن
دلیل راہ تو گردد بعز و دانائی
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پرسیدن کہ بدیں منزلت علوم چہ گونہ رسیدی؟ گفت ہر انچہ ندانستم از پرسیدن آں ننگ نداشتم۔

بزور بازو سے کوئی بخشا ہوا سچا نہیں ہے۔
جس کی تو رہبری کرتا ہے وہ گم نہیں ہوتا اور جس کو تو گم کرتا ہے اُس کا کوئی رہبر نہیں ہے (من یہد اللہ الخ) کسی کا بس نہیں کہ بخشنے والا کس کو بخشتا ہے یہ سعادت بازو کے زور سے نہیں ہے جب تک کہ خدا بخشنے والا نہ بخشے۔
اے بھائی! یہ گروہ عزیز و پاکیزہ گروہ ہے ان کی صحبت کے آداب بھی عزیز و دقیق ہیں ان کی صحبت کی رعایت واجبات سے ہے ان سب کا ذکر (ایک) مکتوب میں نہ سمائیگا۔ علم حاصل کیا جاتا ہے اور آدمیوں کے زبانوں سے۔ امام غزالی سے کسی نے پوچھا کہ علوم کے اس مرتبہ پر آپ کیونکر پہنچے انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ نہیں جانتا تھا اُس کے پوچھنے سے شرم نہیں کرتا تھا۔ جو کچھ تو نہیں جانتا ہے پوچھ لے کیونکہ پوچھنے کی ذلت تجھے عزت و دانائی کی طرف رہنما ہوگی۔

ارشاد مخدوم الملک کا خلاصہ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم الملک کے مندرجہ بالا مکتوب شریف کا مفہوم و خلاصہ جو خاص والاوت معنوی سے متعلق ہے لکھ دیا جائے (ملاحظہ ہو)

شعر

صحبت نیکاں زجہاں دور گشت — خانۂ عسل خانۂ زنبور گشت

ہر چند زمانہ ہم بے دولتوں کا ایسا ہی ہے لیکن اس طائفہ (اولیاء اللہ) کے اخلاق و اوصاف کی تحصیل جو کہ صاحب ولادت معنوی ہیں اور صاحب علم من لدنی آج بغیر اُن کے متعذر ہے، اور یہ جو کہتے ہیں کہ مرید فرزند پیر ہے تو یہ کہنا "اخلاق و اوصاف کی وجہ سے ہے نہ کہ صورت ظاہری کے اعتبار سے" اور یہ اخلاق و اوصاف بغیر صحبت و خدمت اس طائفہ عالیہ کے حاصل نہیں ہوں گے، اور وہ نسبت صفت کہ جو "الانتہا تابعہ" ہے بغیر اُن کے نہ پائی جائیگی - پس بقدر امکان (ان اخلاق و اوصاف و نسبت) کی طلب ضروری ہے۔

جب طالب صادق اس طائفہ کی صحبت میں داخل ہو کر ان حضرات کرام کے آداب سے مؤدب اور ان بزرگوں کے اخلاق سے متخلق (مہذب آراستہ) ہوجاتا ہے تو اب اسے احوال شریف اور معنیٰ لطیف (عالم غیب سے) میسر ہوتے ہیں صحبت کی "تاثیر" اس کے باطن میں سرایت کر جاتی ہے - جیسے کہ بے روشن چراغ روشن چراغ کے "ملنے" سے "روشن" ہوجاتا ہے - یہی مثال مرید اور پیر کی ہے - (کہ مرید بے روشن چراغ ہے اور پیر روشن چراغ) اور جو بھید کہ مریدی اور پیری کا ہے - اس (مثال) سے پورا پورا اد اور روشن ہوجاتا ہے اب حسن تالیف الٰہی سے بحکم برکت صحبت کہ درمیان پیر و مرید کے ہے مرید ایک جزو اجزائے پیر سے ہوجاتا ہے - فرزند ولادت صورت اجزائے پدر سے ایک جزو ہوتا ہے (جیسے کہ فقہا نے بھی باپ اور بیٹے کی جزئیت کو عند الشرع ثابت کیا ہے) پس اس محل پر سالک کو دو ولادتیں حاصل ہوتی ہیں - ایک صورت ظاہری کی راہ سے

کہ فرزند ہے اپنے باپ کا۔

اور ولادت ثانیہ ازراہ صفت باطنی ہے کہ فرزند ہے۔ اپنے پیر کا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ جو منقول ہے کہ لن یلج ملکوت السموٰت والارض من لم یولد مرتین) وہ کہ دوبارہ پیدا نہیں ہوا ہے۔ ملکوت آسمان و زمین میں داخل نہ ہوگا) {یہ اسی ولادت ثانیہ کی طرف اشارہ ہے} یعنی جیسا کہ ولادت صورت کے ظہور میں آنے پر انسان عالم ملک (دنیا) میں آتا ہے اور عالم دنیا کی چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے، ایسا ہی ولادت صفت (ولادت ثانی) حاصل ہونے پر سالک ملکوت آسمان و زمین میں داخل ہوگا (بغیر ولادت ثانیہ کے ملکوت آسمان و زمین میں داخل نہیں ہو سکے گا۔)

اور جو کچھ کہ ملکوت میں الٰہی اسرار اور خداوندی خزانے ہیں (اب ولادت ثانیہ کے بعد ہی وہ) ان تمام چیزوں کا مشاہدہ کریگا۔ اسی کو کشف کہتے ہیں اور ملک جہان ظاہر کو کہتے ہیں اور ملکوت عالم باطن کو جیسے کہ اللہ عزوجل کے فرمان وکذالک نری ابراہیم ملکوت السمٰوات والارض) میں ظاہر فرمایا گیا ہے۔

یہ جو ہم نے بیان کیں یہی باتیں اس آیت پاک سے ثابت ہیں۔

اور یقین کا حاصل ہونا اور موقنین کا اطلاق ہونا) "ولادت صفت" بدرجہ کمال حاصل ہونے پر موقوف منحصر ہے۔ اسی ولادت صفت کے حاصل ہونے پر سالک حضرات انبیاء علیہم السلام کی میراث کا مستحق ہوتا ہے' العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء وارث انبیاء ہیں) حقیقت میں اس کے مصداق یعنی وراثت حضرات انبیاء کے مستحق یہی حضرات

ولادت معنوی ہیں نہ کہ دوسرے لوگ بزرگوں نے فرمایا۔ جسے نبیوں کی وراثت نہیں ملی ہے وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوا ہے اگرچہ کمال دانش رکھتا ہو۔

اسے بھائی یہ سب دولت ونعمت اس طائفہ اولیاء اللہ کی صحبت وخدمت اور ان کے فیوض وبرکات کے حصول میں کامیاب ہونے) پر ہی موقوف ہے! اس زمانے میں (یہ حال ہے کہ) ہر شخص چاشت اور اشراق کی نفل نمازیں) پڑھ کر گھر بیٹھے یہ نعمت چاہتا ہے افسوس افسوس!!

حضرات اولیاء اللہ کا اجماع ہے۔ کہ مرید کو پیر کی حاجت دو وقتوں میں بہت ضروری رونا گزیر ہے، ایک تو شیر خواری کا زمانہ ہے۔ اس زمانے میں ضرورتیں اور دوسری نظام یعنی دودھ چھٹانے کے وقت ہیں جیسے کہ فرزند صورت کو۔ اگر فرزند صورت دودھ پینے کے دنوں میں دودھ پلانے والی ماں سے جدا ہو جائے تو ہلاک ہو جائیگا، ایسا ہی معاملہ فرزند صفت کا ہے کہ دودھ پینے کے زمانے میں اگر پیر سے جدا ہو جائے تو ہلاک ہو جائے گا (یعنی) یہ تو سب جانتے ہیں کہ فرزند صورت دودھ پینے کے وقت ماں سے جدا ہو جانے تو کیا ہو جائیگا۔ لیکن جانتے ہو؟ کہ فرزند صفت "وقت شیر خوری" اگر پیر سے جدا ہو جائے تو کیا ہو جائے گا؟ (لواب سمجھو)

مرید کے لئے زمانہ شیر خواری پیر کی صحبت کو لازم اور ضروری سمجھ لینے کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔ پس وہ مرید کہ فرزند صفت ہے اسے ہی لائق وسزاوار ہے کہ جب تک پیر کا فرمان نہ ہو جائے پیر سے جدا نہ ہو۔ مرید کے دودھ چھٹانے کا وقت کیا ہے؟ اسے پیر ہی جانتا ہے کہ مرید مستقل بذات خود ہو گیا ہے یا نہیں؟) اور مرید کے لئے مستقل بذات خود ہونے کا) وقت ہے۔ جبکہ مرید کے دل کی آنکھ روشن ہو جائے اور مرید میں تعریفات وتنبیہات

خدا وندی کی سُوجھ بُوجھ ہوجائے کہ (فلاں بات) اللہ کی طرف سے ہے (اور فلاں بات وسوسۂ نفسانی اور خطرۂ شیطانی ہے)

(پس) وقتِ فِطام (دودھ چھوٹنے کے زمانے سے پہلے اگر مُرید (پیر سے) جدا ہوجائے گا تو راستے میں بیچارا (دُنیا میں گرفتار اور خواہش نفسانی میں مبتلا ہوجائے گا اور اس میں مرید کے لئے ہلاکت و بربادی ہے جیسے کہ فرزند صورت کا شیر خواری کے زمانے میں ماں سے جُدا ہوجانا، اس شیر خوار کے لئے ہلاکت کا سبب ہے، بلا فرق یہ ہی حال ہے (فرزند صورت اور فرزند معنوی) دونوں کا۔ اور یہ خود مشاہدہ ہے ۵

این سعادت بزورِ بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مؤلف کتاب ہذا کی گذارش | ان اکابرین حضرات اولیاء اللہ کے مندرجۂ بالا ارشادات متفقہ طور پر ولادتِ معنوی اور ولادتِ ثانیہ کے دلیل و ثبوت ہیں

انہیں اہل حق کے اطمینان کے لئے کافی سمجھتا ہوں۔

شیطان شریعت و طریقت دونوں راستوں سے گمراہ کرتا ہے

اب تنقیح نمبر ۱ یعنی شیطان لعین نے شریعت و طریقت یعنی علم ظاہر و علم باطن دونوں راستوں سے لوگوں کو گمراہ اور خراب کیا ہے؟ اور گمراہ و خراب کرتا ہے۔ اس مہتم بالشان مسئلہ کے اثبات کا بیان کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید سے اثبات | قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

"ان الشیطان للانسان عدو مبین" (سورہ یوسف پ ۱۲)

(ترجمہ) تحقیق کہ شیطان واسطے انسان کے دشمن ظاہر ہے جس نے پیدائش حضرت آدم کے وقت سے عداوت کی ہے

ان عبادی لیس لک علیہم سلطان، الا من اتبعک من الغوین وان جہنم لموعدہم اجمعین۔۔ (پ ۱۴ سورہ حجر ع ۳)

(ترجمہ) تحقیق بندے میرے ایسے بھی ہیں کہ نہیں ہے واسطے تیرے اُن پر غلبہ لیکن جس نے پیروی کی تیری گمراہوں میں سے ہوا اور تحقیق دوزخ جگہ ان سب کے وعدے کی ہے

ان آیات مقدسہ سے پتہ ثابت ہے کہ شیطان بیشک دشمن انسان ہے اور اس نے انسان کو راہِ حق سے قیامت تک بہکانے کا قصد اور عہد کر رکھا ہے جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "ان عبادی لیس لک علیہم سلطان" (میرے خاص بندے تیرے قابو میں نہیں آئیں گے اُن پر تیرا کوئی داؤں نہ چلے گا) اور جو تیری پیروی کریں گے ان سب کو جہنم میں ڈالوں گا۔

دشمنی شیطان

حضرت آدم علیہ السلام سے شیطان نے جو دشمنی کی اس کا تذکرہ قرآن مجید میں کئی جگہ فرمایا گیا ہے۔

اس دشمن قدیم شیطان رجیم سے حضرات انبیاء علیہم السلام و حضرات اولیاء کرام ہمیشہ بچتے چلے آئے ہیں۔

جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علی نبینا وعلیہ السلام) منشاء خواب کو (ذبح فرزند کی انشائے غیبی کو) ظاہر میں پورا کرنے کو چلے تو شیطان نے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کو بہکایا جس کا تذکرہ احادیث شریفہ میں وارد ہوا ہے وغیرہ وغیرہ۔

حضرت سیدنا غوث اعظم سے مقابلہ

اس ابلیس لعین کی فریب کاری اور دھوکہ بازی سے تمام بزرگانِ دین خائف اور بیدار و ہوشیار رہے ہیں، پیر ان پیر دستگیر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس مردود شیطان کے دھوکہ دینے کا جو واقعہ پیش آیا، حضرت مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اُسے "اخبار الاخیار" میں تحریر فرمایا ہے اور وہ یہ ہے (اخبار الاخیار مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی صفحہ ۱۲)

"نقل است از شیخ ضیاء الدین ابونصر موسیٰ رح کہ گفت شنیدم از والد خود شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رح کہ در بعضے سیاحات بدشتے افتادم، کہ در آنجا آب نہ بود، آب نیافتم تشنگی غلبہ کرد حق سبحانہ تعالیٰ ابر بر گماشت کہ بر من سایہ کرد و قطرات چند از وے چکید، کہ تسکین یافتم پس نورے

(ترجمہ) شیخ ابونصر موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے انہوں نے اپنے والد شیخ محی الدین (غوث اعظم) عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) سے سنا۔ "میں بعض سیاحات (کے دوران) میں ایک جنگل میں جا پڑا جہاں پانی نہ تھا یعنی پانی نہیں پایا۔ پیاس نے غلبہ کیا حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک ابر کو مقرر کر دیا جس نے مجھ پر سایہ کیا اور چند قطرے

ساطع شد کہ تمام افق را در گرفت، و
صورتے عجیب از آں میاں ظاہر شد۔
وندا داد کہ یا عبد القادر منم پروردگار تو
حلال کردم بر تو ہر چہ حرام ساختم بر غیر ے
تو، بگیر آنچہ طلبی، و ہر چہ بکن ہر چہ خواہی گفتم
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم دور شو اے
ملعون ایں سخن چہ سخن است ، ناگاہ آن
روشنائی بتاریکی مبدل گشت و آں صورت
دود گشت ، گفت یا عبد القادر رض نجات
یافتی تو از من ، بواسطۂ علم تو با حکام پروردگار
وفقہ تو با حوالِ منازلات خود و من بمثل ایں
واقعہ ہفتاد تن را از اہل طریق از راہ بُردم
از بہا سجائے خود ایستادہ ۔ و ایں چہ علم و بداریت
است کہ حق تعالیٰ ترا عطا فرمود ، گفتم الفضل
و المنۃ و منہ الہدایۃ فی البدایۃ والنہایۃ

اس سے چمکے جس سے میں نے تسکین پائی ۔
اس کے بعد ایک نور چمکا ، جس نے تمام اُفق کو
گھیر لیا اور اس میں سے ایک عجیب صورت
ظاہر ہوئی اور آواز دی کہ اے عبد القادر رح
میں تیرا پروردگار ہوں ! جو چیز دوسروں کے
لئے حرام کی تیرے لئے حلال کر دی جو کچھ مانگنا
ہے لے لے ، وہ جو چاہا کریں اعوذ باللہ پڑھا کہ میں تیرے
مکر و فریب سے اللہ سے پناہ مانگتا ہوں دور
ہو جا اے ملعون شیطان رجیم ! یہ کیسی بات ہے
دعوے کی ، ناگاہ وہ روشنی اندھیرے سے
بدل گئی اور وہ صورت دھواں ہو گئی ، اور کہا
اے عبد القادر رض تو نے اپنے علم کے ذریعہ اور پروردگار
کے احکام کی وجہ سے نجات پائی اور اس طرح کے واقعات
سے میں نے ستر اہل طریق آدمیوں کو راہ سے
بھٹکا دیا ان میں کوئی اپنی جگہ قائم نہیں رہا یہ کیسا

جناب مولانا شیخ عبد الحق محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حضرت پیر و
مرشد سیدی الشیخ عبد الوہاب القادری
والمتقی ولی رحمۃ اللہ علیہ کے تحت ارشادات

وحالات لکھا ہے۔

"۔۔۔ فرمودند فاسقان و مبتدعان را نیز قوتے و تصرفات می دہند، کہ بدان جذب قلوب عوام الناس می توانند کرد، و آنہا را کہ در دین و شریعت قدم راسخ نہ ندارند۔ از جا می برند۔ موافق این حکایتے از سرگذشت احوال خود فرمودند۔ کہ وقتے در ایام مسافرت در شہرے از دیار ملیبار (مالابار) رفتیم۔ قاضی شہر مردے بود، شافعی مذہب عبدالعزیز نام کہ با درویشان و مسافران و خرقہ پوشان سرے داشت۔ ما را چون این لباس دید، پیش ما آمدہ صحبت تو ان داشت و گفت مردے ہست، و از اہل باطن، کہ اکثر مردم شہر معتقد او ہستند۔ ولیکن چون در ظاہر ارتکاب بعض نواہی الٰہی می کند۔ ما را با وے خواہش ملاقات نیست۔ روز دیگر کہ قاضی نشان دادہ بود۔ بدیدن آن مردم رفتم، دیدیم، کہ بر مکان مرتفع جائے ساختہ است، و دو سہ کس دیگر نیز با وے

فرمایا فاسقوں اور مبتدع لوگوں میں بھی تصرفات کی قوت دی جاتی ہے جس سے عوام الناس کے قلوب کو کھینچ سکتے ہیں اور جن کا قدم شریعت اور دین میں مضبوط نہیں ہوتا اُن کو ڈگمگا دیتے ہیں اسی کے موافق ایک حکایت اپنی سرگذشت کے احوال میں سے فرمائی کہ ایک وقت ایام مسافرت میں میرا گذر ملیبار (مالابار) کے دیار کے ایک شہر میں ہوا عبدالعزیز نام شافعی مذہب قاضی شہر تھا کہ جو درویشوں مسافروں اور خرقہ پوشوں سے میل و موافقت رکھتا تھا مجھے اس لباس میں دیکھ کر میرے پاس آکر ملنے لگا اور کہا کہ یہاں اہل باطن سے ایک آدمی ہے۔ شہر کے لوگ اس کے معتقد ہیں لیکن چونکہ یہ شخص ظاہر میں بعض نواہی الٰہیہ کا ارتکاب کرتا ہے مجھے اس سے خواہش ملاقات نہیں دوسرے دن قاضی کے بتائے ہوئے نشان پر میں وہاں گیا دیکھا کہ اس شخص نے بہت اونچی جگہ مکان بنا رکھا ہے اس کے ساتھ دو تین آدمی اور بھی وہاں رہتے تھے اس وقت دیکھا کہ مردوں

درآں جا ساکن اند۔ جماعتہ از مرد و زن
نشستہ است۔ ما چوں درآمدیم، خوشحال
شد۔ مرحبا می گفت بعد از ساعتے پیالہ
درمیان آورد۔ شراب خوردن بُنیاد کرد
مارا نیز اشارتے کرد کہ بخور۔ ما گفتم ایں
حرام است، خوردنی نیست۔ ہرچند مبالغہ
کرد۔ امتناع ما بیشتر گردید۔ گفت "نمی خوری؟
ببیں، کہ ترا چہ کنم" آخر از پیش او محزون
و مغموم برخاستم و پیش یاراں خود آمدیم۔ طعام
حاضر بود۔ خوردن خوش نیامد۔ ہمچناں بخواب
رفتیم۔ دیگر ہیچ یکے از اصحاب ایں قصہ در میاں
نیاوردیم۔ در خواب می بینیم بستانے است
لطیف پُر از اشجار و فواکہ و عیون و انہار زیادہ
برآنچہ تصور نتواں کرد و در راہ وے خارہا
و خسکہا و شدتہا کہ وصول بداں متعذر است
ہماں مرد پیالہ شراب در دست پیش ما می
آید و می گفت۔ کہ بخور من ترا دریں بستان
می رسانم۔ در خواب نیز از ارتکاب آں امتناع
و ابائے دست می دہد، کہ در بیداری دست

اور عورتوں کی ایک جماعت وہاں بیٹھی ہے جب
میں وہاں داخل ہوا تو (مجھے دیکھ کر) خوش
ہوا اور کہا مرحبا! تھوڑی دیر کے بعد ایک پیالہ
لایا اور شراب پینے لگا اور مجھے بھی اشارہ شراب
پی لینے کا کیا۔ میں نے کہا یہ حرام ہے پینے کے لائق
نہیں ہے۔ اس نے کتنا ہی مبالغہ (شراب پلانے
کا) کیا، مگر میں کنارہ کش ہوگیا۔ اور رُکا رہا آخر
اس نے کہا کہ کیا تو نہیں پیئے گا اچھا دیکھ لینا
تجھے کیا کرتا ہوں؟ میں محزوم و مغموم وہاں سے
اُٹھ کر اپنے یاروں کے پاس چلا آیا، کھانا موجود
تھا مگر کھانا اچھا نہیں لگا یونہی سو رہے اور اپنے
دوستوں میں کسی سے یہ قصہ نہیں کہا۔ خواب
میں کیا دیکھتا ہوں، ایک نہایت پاکیزہ باغ
ہے درختوں اور میووں سے بھرا ہوا اور تصور سے
زیادہ نہریں اور چشمے (جاری) ہیں لیکن اس
باغ کے راستے میں کانٹے ہیں تکلیفیں اور سختیاں ہیں
جن کی وجہ سے وہاں پہونچنا سخت دشوار ہے ناگاہ
کیا دیکھتا ہوں کہ وہی آدمی شراب کا پیالہ لئے
ہوئے میرے سامنے آیا اور کہا، پی تو تمہیں اس باغ

داده بود ہم دریں میاں بیدار شدیم
ولاحول گفتم۔ باز خواب برد ہمیں حالت
درخواب دیدہ شد۔ بخفتیم۔ والتجا بہ سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آوردیم و استغاثت
باآنحضرت نمودہ متوجہ گشتیم۔ ایں بار در
خواب می بینیم کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم حاضر اند۔ و من نیز در خدمت ایستادہ عصائے
در دست آنحضرت است ناگاہ آں مرد
مبتدع پیدا شدہ است، آنحضرت عصا را
بجانب وے انداختہ اند بصورت سگے
گشتہ از پیش آں حضرت گریختہ است
آنگاہ در آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمن
فرمودند۔ کہ وے گریخت، دیگر دریں شہر
نخواہد بود از خواب بیدار شدیم وضو تازہ
برآوردیم۔ دوگانہ شکر بگزاردیم و بجانب
منزل آں مرد رواں شدیم، دیدیم کہ ہیچ
آفریدہ درآنجا نیست او پیش از آمدن
گریختہ بود۔ مردم گفت کہ چند ساعت شد
کہ خانہ را ویراں کرد و رخت اقامت از یں

میں پہونچا دونگا! میں نے خواب میں بھی انکار
کردیا اور پرہیز رکھا اتنے میں جاگا اور لاحول
پڑھی پھر مجھے نیند آگئی اور وہی خواب میں (پھر سے بھی)
دیکھا (اور آنکھ کھلی) اور سرورِ کائنات (صلی
اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں التجا کی اور آنحضرت
کی استغاثت کی طرف متوجہ ہوا اس مرتبہ خواب میں دیکھا آنحضور
صلعم تشریف لے آئے اور میں خدمت میں کھڑا ہوا آنحضرت کے دست
مبارک میں عصا تھا اور وہ عصا آپ نے اس (فقیر) کی
طرف پھینکا، وہ مرد ایک کتے کی صورت میں ہوکر
آپ کے سامنے سے بھاگا اس وقت آنحضرت
نے مجھ سے فرمایا کہ (دیکھو!) وہ بھاگ گیا اب
(کبھی) اس شہر میں نہیں رہیگا۔ میں جاگ گیا اور
پھر تازہ وضو کیا اور دو نفل شکرانہ ادا کئے
(کہ اللہ نے اس مصیبت مرحومہ کو اس فتنہ سے نجات
بخشی) پھر اس آدمی کے گھر کی طرف روانہ ہوا
یہ دیکھا کہ وہاں کوئی نہیں ہے۔ میرے وہاں
پہنچنے سے پہلے وہ (ناپاک نفس) وہاں سے
بھاگ گیا تھا اور لوگوں نے کہا کہ تھوڑی
دیر ہوئی، وہ گھر کو ویران کرکے اور رہنا

جا برسبت رفت و السلام" (اخبار الاخیار صفحہ ۲۶۸ و ۲۶۹ مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی)

سامان باندھ کر یہاں سے چلا گیا (سب پڑھنے والوں پر) سلامتی ہو!

حضرت محبوب الٰہیؒ کے مرید مولانا وجیہہ الدینؒ کے ساتھ معرکہ

کتاب "سیر الاولیا" میں عالم متبحر استاد زماں، مقتدائے علمائے دوراں حضرت مولانا وجیہہ الدین پائلی رحمۃ اللہ کا واقعہ یوں لکھا ہے، (یہ بزرگ سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیاء رضی اللہ عنہ کے خاص مریدوں میں سے ہیں۔)

"... وقتے مولانا وجیہہ الدینؒ بخدمت سلطان المشائخ می آمدند۔ چوں درمیان باغات کرتہ رسید" دید" پیرے درصورت زہاد و در زیئے عبا و سجادہ بر دوش، و تسبیح در گردن پیش آمد سلام گفت و آغاز کرد، کہ من مردے ام از دور است رسیدہ، مراد بہر علمے مشکلے ماندہ است می خواہم از تو حل شود۔ مولانا وجیہہ الدینؒ گفت، فرمود کہ نیکو باشد آں مرد بہ تقریر دانشمنداں سوالات آغاز

ایک وقت حضرت مولانا وجیہہ الدین پائلی حضرت سلطان المشائخ (رضی اللہ عنہ) کی خدمت مبارک میں آرہے تھے۔ جب کرہ کے باغوں کے بیچ میں پہنچے تو ایک بڈھا (زاہدوں اور عابدوں) گداروں کی صورت و شکل کندھے پر سجادہ ہاتھ میں تسبیح سامنے آیا، سلام کیا اور کہنے لگا کہ میں دور دراز سے یہاں پہونچا ہوں ہر علم میں مجھے ایک مشکل پیش آگئی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ سے وہ مشکل حل ہو جائے مولانا وجیہہ الدینؒ نے فرمایا بہتر ہے (پوچھیے) اُس مرد نے عالمانہ تقریر سے سوالات شروع

کرد۔ مولانا وجیہہ الدّین جواب می گفت
در تحیّر می شد کہ ایں مرد از شہر نیست، چندیں
علوم از کجا تحصیل کردہ است۔ چوں از بحث
فارغ شد، مولانا وجیہہ الدّین ازو پرسید کہ شما
کجا می روید، مولانا فرمود بخدمت
سلطان المشائخ نظام الحق والدین آں
مرد گفت کہ سلطان نظام الدّین چنداں
علمے ندارد، من اورا بسیار دیدہ ام۔ شما
با چندیں علوم بیش او کجا می روید؟ مولانا
گفت، خیر۔ مولانا ازینہا چہ می فرمایند سلطان
المشائخ بحر است۔ و درونہ مبارک او
از علوم من لدنی آراستہ است، آں مرد
گفت، کہ کرامت با شیخ نظام الدّین ملاقات
کردہ ام، او چنداں علم ندارد۔ برو کجا می روی؟
مولانا وجیہہ الدین گفت، کہ لاحول ولا قوۃ
الا باللہ۔ (گفت) ازینہا مگو۔ ہمیں کہ کلمۂ
لاحول ولا قوت، مولانا وجیہہ الدّین بزبان
راند۔ آں مرد نزدیک شدہ، سخن می گفت
دور شدہ۔ مولانا وجیہہ الدّین دوم بار

گئے مولانا نے جواب دیئے اور حیرت میں تھے
کہ یہ آدمی شہر کا تو نہیں ہے، پھر اس نے اتنے
علوم کہاں سے تحصیل کئے جب بحث سے دونوں
فارغ ہو گئے تو (اس گنوار نے) مولانا سے پوچھا کہ
آپ کہاں جاتے ہیں؟ مولانا نے جواب دیا کہ
سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الحق والدین
کی خدمت میں اس نے کہا کہ سلطان نظام الدین (اتنا
علم نہیں رکھتے ہیں انکو بہت دیکھا ہے) آپ اتنے بڑے
عالم ہوتے ہوئے انکے پاس کہاں جاتے ہیں حضرت مولانا وجیہہ الدین نے فرمایا کہ
خیر ہے مولانا آپ کیا فرماتے ہیں حضرت سلطان
المشائخ تو علم کا سمندر ہیں، اور اُن کا قلب علوم
"من لدنی" سے آراستہ ہے۔ اس نے پھر یہی کہا
کہ میں نے شیخ نظام الدین سے بارہا ملاقات کی ہے
وہ اتنا علم نہیں رکھتے، آپ کہاں جاتے ہیں؟ واپس
چلے جایئے مولانا وجیہہ الدّین نے پڑھا لاحول ولا
قوۃ الا باللہ اس نے کہا، مولانا ایسا نہ کہو،
جوں ہی مولانا نے زبان سے کلمۂ لاحول نکالا وہ
آدمی جو قریب بیٹھا باتیں کر رہا تھا چلا آ رہا تھا یکبارگی دور
ہو گیا مولانا نے دوبارہ کلمۂ لاحول کہا تو وہ آدمی

کلمۂ لاحول گفت، ایں مرد دورتر شدہ
چوں خدمت مولانا بخدمت سلطان
المشائخ رسیدہ، پیش از آنکہ، ایں ماجرا
عرض می دارد، بہ نور باطن فرمود کہ آں مرد
را نیکو شناختی۔ والّا راہ تو زدہ بود۔

بہت دور چلا گیا۔
جب مولینا حضرت سلطان المشائخ (محبوب الٰہی) رضی اللہ عنہ کی خدمت میں
حاضر ہوئے تو پیشتر اسکے کہ مولانا یہ ماجرا عرض کریں آپ نے
نور باطن سے دیکھ لیا اور معلوم فرما کر خود ہی ارشاد فرمایا کہ
"مولانا آپ نے اس آدمی کو خوب پہچانا ورنہ وہ تو آپ کو گمراہ کر دیتا"

دشمنِ قدیم کا بہکانا ثابت ہے

برادرانِ اسلام! حضرات
انبیاء علیہم السّلام و اولیائے
کرام کو شیطانِ مردود کا دھوکہ دینا قرآن مجید حدیث
شریف اور سیر کی مستند کتابوں سے اچھی طرح ثابت
ہے۔ یہ چند واقعات تمثیلاً لکھے گئے ہیں۔

ان حوالجات کی روشنی میں، ہمارے حضرت
پیر و مرشد (روحی فداہ) کے ارشاد (مسئلہ
شقیق منبر ۲) کی صداقت و حقانیت صاف
طریقہ سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ شیطان نے حضرات
انبیاء و اولیاء کو دھوکہ دیا ہے، جس کے دھوکہ اور
فریب سے، حضراتِ مقبولین بارگاہ کو محفوظ رکھنے
والا خود حق سبحانہٗ تعالیٰ ہے، جس کا روزِ ازل سے فرمان
ہو چکا ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ یہی
وعدۂ حق ہے، جو اللہ کے مقبول بندوں کے لئے سچا

کی پناہ گاہ اور حصنِ حصین ہے۔

کن لوگوں پر فریبِ شیطان کارگر ہوتا ہے

اور شیطان رجیم کے فریب اور دھوکہ

میں برباد ہونے والے حقیقت میں وہی لوگ ہیں

جو شریعت مطہرہ کی حد سے باہر نکلے ۔ اور

حفاظت اور بچاؤ کی اس الٰہی پناہ گاہ سے خود

ہی محروم ہوگئے۔

انہی کے حق میں اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا ان جہنّم لموعدھم اجمعین (میں ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا) یہی فریب خوردہ شیطان چند گمراہ لوگ ہیں جن کا ذکر محض ہدایت مخلوق اور مفاد عامّہ کی غرض سے "رازِ فنا" میں فرمایا گیا ہے۔

اب اسی "رازِ فنا" کے بعض مضامین کی تشریح اور وضاحت درج کتاب کی جاتی ہے، جیسے حضرت فخر العارفین روحی فداہٗ نے ہم خادموں کے سامنے زبان حق ترجمان سے ارشاد فرمایا۔

رازِ فنا کی کچھ توضیحات و تشریحات

سیدنا و مرشدنا حضرت فخر العارفینؒ نے ارشاد فرمایا۔

آدمی سے پہلے دنیا کی آبادی

"آج ہم ایک قصہ سناتے ہیں، دنیا میں انسان سے پہلے جن آباد تھے۔ کچھ عرصہ بعد ان میں وہ برائیاں پیدا ہوگئیں جو اب انسانوں میں ہیں ایک دوسرے سے جھگڑے، فساد اور بہت سی بری باتیں کرنے لگے تو ان پر خدا کا قہر نازل ہوا اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ جنوں کو جنگلوں اور پہاڑوں اور پانیوں میں بھگا کر خود دنیا میں آباد ہو جائیں اور ہماری عبادت کریں۔ حکم الٰہی کے موافق فرشتے جنوں کو نکال کر اور خود دنیا میں رہ کر خدا کی عبادت کرنے لگے۔ قوم جن کا ایک لڑکا تھا وہ فرشتوں سے مانوس ہوگیا اور فرشتوں میں شامل ہو کر خدا کی عبادت میں مشغول ہوگیا۔ جو راستہ فرشتے ایک مہینے میں طے کرتے تھے ابلیس ایک روز میں طے کر جاتا تھا، اس کی روح میں انتہا سے زیادہ پرواز تھی۔ اس نے چالیس ہزار برس زمین پر اور چالیس ہزار برس فرشتوں کے ساتھ عبادت الٰہی کی اور چالیس ہزار برس عالم الملکوت پر فرشتوں کا استاد رہا پھر اپنے پندار اور تکبر و غرور و نافرمانی کی پاداش میں مردود ہو گیا۔

حضرت مولانا روم مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

صد ہزاراں سال ابلیس لعین ‌ ‌ ‌ ‌ بود ابدال و امیر المومنین

ترجمہ: ابلیس لعین ایک لاکھ برس ‌ ‌ ‌ ‌ ابدال و امیر المومنین رہا

ابلیس آدمی زنی کیسے کر سکتا ہے فرمایا: "ہم نے کل مولوی شہاب اللہ کے بڑے بھائی سے دریافت

کہا کہ شیطان فرشتوں سے عمر میں بھی کم اور عبادت میں بھی کم، پھر کیا سبب ہے کہ شیطانی طاقت ملکوتی (یعنی فرشتوں کی) طاقت پر غالب آ گئی اس نے خدا تک پہنچنے کا کون سا راستہ اختیار کیا جس راستے سے وہ فرشتوں پر سبقت لے گیا اور اس قدر مقبول ہوا کہ فرشتوں کا معلم بن گیا (یعنی) اس نے کونسا ایسا ذریعہ اختیار کیا کہ جس سے وہ اس قدر جلد خدا تک پہونچ گیا؟۔

تین راستے ہیں

"وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ تو ہم سے محبت رکھتے ہو، اس لئے ہم تمہیں بتلاتے ہیں خدا تک پہنچنے کے تین راستے ہیں۔ ایک کو جمالی کہتے ہیں۔ دوسرے کو جلالی اور تیسرے درمیانی راستہ کو بین الجلال والجمال (خوف و اُمید کی راہ درمیانی) کہتے ہیں۔ راہِ جلال میں خوف بیم (اور دہشت) کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس راستے سے کوئی نہیں جا سکتا کیونکہ خوف محض کی وجہ سے نا امیدی پیدا ہو جاتی ہے راہِ جمال میں صرف اُمید ہے خوف کا نام نہیں ہے اور بیچ کے راستے میں خوف و رجا (ڈر اور اُمید) دونوں ہیں۔

تمام مقبولین بارگاہِ الٰہی کی راہ

"تمام حضرات انبیاء و اولیاء نے یہی درمیانی راستہ اختیار کیا ہے (جس میں اُمید بھی ہے اور دہشت بھی) اس کی رفتار آہستہ ہے مگر سب سے سیدھا راستہ یہی (بیچ کا) راستہ ہے جمالی راستے میں رجا ہی رجا (امید ہی اُمید) ہے اور رفتار بہت تیز ہے۔ شیطان اسی راستے سے گیا تھا۔ فرشتوں نے گھاؤ کے راستے سے ترقی کی تھی اور شیطان نے قریب کے راستے سے"

لیکن جو اس راستے سے چلا (اور جس سے کہ شیطان چلا تھا) وہ آخر میں گرا۔"

حافظ فیض الرحمٰن نے شیطانی راستہ اختیار کیا تھا!

جو بھی راہ شیطانی چلا وہ گرا

فرمایا: "حافظ فیض الرحمٰن بارگاہ الٰہی کے مردود نے بھی یہی راستہ اختیار کیا تھا، اس راستے سے رفتار اتنی تیز ہے کہ مہینوں کا راستہ گھنٹوں میں اور برسوں کا راستہ مہینوں میں طے ہو جاتا ہے، مگر جو بھی اس راستے سے گیا وہ ضرور گرا اور آخر بارگاہ الٰہی سے مردود ہوا۔

شیطان کا سجدۂ تعظیمی سے انکار

"شیطان نے اسی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو (تعظیمی) سجدہ کرنے سے انکار کیا کہ اس کے دل میں ادب اور خوف خدا نہ تھا) اور کہا کہ میں ناری آگ کا ہوں اور آدمؑ خاکی ہیں۔ میرا مقام ان سے بہت بلند ہے۔ گویا اس نے بارگاہِ خداوندی کی بے ادبی کی، خدا کو ناانصاف بنایا اور معاذ اللہ خدا کو ظالم ٹھہرایا۔"

"جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا "انی جاعل فی الارض خلیفہ" (تحقیق میں زمین پر اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں) تو ابلیس لعین نے (خلیفۃ اللہ) حضرت آدمؑ کی توہین کی اور ان پر تھوکا۔ امید ہی امید کی وجہ سے ابلیس کو اس کا گمان بھی نہ تھا کہ وہ خدا کی بارگاہ میں مردود ہو جائے گا۔ وہ اپنے آپ کو تنہا مقبول بارگاہ سمجھتا تھا۔ اور غرور و پندار کی وجہ سے) نہیں سمجھتا تھا، کہ خدا کی بارگاہ میں کوئی مقبول اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

فیض الرحمٰن نافرمان نے بھی یہی راستہ اختیار کیا تھا۔ فیض الرحمٰن بھی خدا اور

رسول کو گالیاں دیا کرتا تھا، اس نے نہیں سمجھا کہ جو دے سکتا ہے وہ پھر لے بھی سکتا ہے
یہ اُس کی بڑی حماقت تھی (وہ دُرگویا) شہزادہ تھا، اور شاہ احمد اللہ بادشاہ تھے یعنی شاہ
احمد اللہ کے بعد ان کے خاندان میں حافظ فیض الرحمٰن سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہوا،
اس کی فقیری بہت زبردست تھی مگر خدا کے قہر نے اُسے نیست و نابود کر دیا، ورنہ انسان
کی کیا مجال تھی کہ اس پر ہاتھ ڈالتا۔ اُسے "ولادتِ معنوی" تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی
کو بھی ولادتِ معنوی تھی۔

"ولادتِ معنوی" کے بعد کشف ہوتا ہے۔ حافظ فیض الرحمٰن کی حالت ہر شخص
نہیں سمجھے گا؟"

معمولی حیثیت کا آدمی اور اتنا کروفر

"حافظ فیض الرحمٰن اس قدر معمولی حیثیت کا آدمی تھا کہ اگر کوئی مہمان آ جائے تو دو گائیں بھی ذبح نہیں کر سکتا
تھا مگر اُس نے گدی نشین ہونے کے وقت کہا کہ اگر میں سو گائیں ذبح نہ کر سکا تو میں اپنا
گلا کٹوا دوں گا، اس نے ایک سو چار گائیں ذبح کرائیں۔ اُس نے سچ کہا تھا، اس میں
اتنی ہی طاقت تھی جو کہا تھا، اُسے پورا کر دکھایا، دنیا سو گائیں ذبح کرا سکتا تھا۔ ہم نے سنا ہے
کہ بعد میں اس نے کہا تھا کہ آئندہ میں پانچ سو گائیں ذبح کراؤں گا! ہم نے یہ سن کر کہا کہ وہ
پانچ سو گائیں تو ایں وقت ذبح کر سکتا ہے اُس میں بہت بڑی قوت تھی۔"

۱۰۴ گائیں

"اُس نے ایک وقت میں ایک سو چار گائیں ذبح کیں تو اگر ایک گائے کا ایک
من گوشت رکھا جائے تو ایک سو چار من گوشت ہوا، اگر ہر گائے میں دو من
گوشت فرض کیا جائے تو دو سو آٹھ من گوشت ہوا (اتنے گوشت کے لئے) چاول کتنے
خرچ ہوئے ہوں گے۔ اور مصالحہ وغیرہ دوسرا خرچ اس کے علاوہ ہے۔"

مخاطب سے فرمایا: "آپ نے کہیں دیکھا یا سُنا ہے کہ کسی (ایسی حیثیت کے آدمی) نے اس قدر گوشت کھلایا ہو؟"

"حافظ فیض الرحمٰن بہت غریب آدمی تھے، مگر اُن کو اس قدر ہمت کیوں ہوئی اس میں ایک راز ہے!"

تصرف کی قوت

فرمایا: "اسے بہت قوت تھی، بہت تصرف تھا وہ صاحب مقام رہا اس کی فقیری بہت زبردست تھی صرف جوش و خروش کی فقیری نہ تھی۔ کیونکہ اُسے ولادتِ معنوی تھی، وہ شہزادہ (یعنی شاہ احمد اللہ کا ولی عہد تھا۔ مگر خدا کے آگے کچھ بھی نہ تھا، غضبِ الٰہی نے اُسے نیست و نابود کردیا، ایسا واقعہ اور کبھی نہیں ہوا (کہ اس مقام کا درویش اور اس قوت کا آدمی یوں ہلاک ہوا ہو)۔

ترکِ ادب

"شاہ احمد اللہ کا مزار فیض الرحمٰن کے مکان کے اُتر کی طرف ہے ہم نے سنا کہ گدی نشین ہونے کے بعد فیض الرحمٰن اُتر کی طرف پاؤں کرکے سوتا ہے اور کہتا ہے کہ اب شاہ احمد اللہ کے پاس کچھ نہیں رہا، اُن کا ذکر مت کرو، یہ پہلے ادبی ناپاک ولادتِ معنوی کی ایک علامت و تاثیر تھی۔ ہم نے سُن کر کہا اس نے سچ کہا شاہ احمد اللہ کے پاس جو کچھ بھی تھا (ناپاک) ولادتِ معنوی ہونے کے بعد، اُس نے سب لے لیا۔

"شاہ جارج پنجم اگر یہ کہیں کہ ملکہ (وکٹوریہ اور ایڈورڈ ہفتم) کے پاس کچھ نہیں رہا اب میں بادشاہ ہوں، اور اب میری ہی سلطنت ہے" (تو ان کا یہ کہنا) ٹھیک ہے یا نہیں؟"

"ولادتِ معنوی حاصل ہونے کے بعد ایسا ہی فیض الرحمٰن نے کہا (اس نے واقعی) شاہ احمد اللہ کا سب کچھ لے لیا تھا"

اسی طرح ناپاک "ولادتِ معنوی" کے خواص اور تاثیر کی وجہ سے (جیسا کہ "راز تھا"

ہیں بیان کیا گیا ہے ۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کی جناب میں گستاخیاں اور بے ادبیاں کی ہیں، جیسے کہ کہا ع ۔

عیسیٰ کجا است تا بہ نہد پا بہ منبرم

ع

ابنِ مریمؑ کے ذکر کو چھوڑو　　اس سے بہتر غلام احمد ہے

فرمایا: "ولادت معنوی (کسی مرید کو دینی) پیر کے اختیار میں نہیں ہے، خدا جس کو چاہتا ہے اس کو دیتا ہے۔ جیسے کہ جارج پنجم کا ملکہ کا پوتا ہونا نہ ملکہ کے اختیار میں تھا نہ ملکہ کے لڑکے کے اختیار میں تھا، اسی طرح شاہ احمد اللہ کے بھی اختیار میں نہ تھا۔

فرمایا: "یہ باتیں ہمیں اسی سال (۱۳۳۵ھ) میں معلوم ہوئیں، ہم نے نہ تو کسی کتاب میں دیکھا، نہ کسی سے سنا کہ ولادت معنوی پاک اور ناپاک (دونوں طرح کی) ہوتی ہے!"

یہ باتیں کب معلوم ہوئیں؟

مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات کی تشریح

۱۰۶ ★ ۷۷

مظاہر الاسلام (ساکن میرٹھ) سے ارشاد فرمایا۔

رشد و ہدایت میں سب سے بڑھ کر

"دنیا میں جتنی مخلوق ہے اس مخلوق میں اوّل درجۂ ہدایت پر کون ہے؟" خود ہی فرمایا "سب سے اوّل درجۂ ہدایت پر حضرات انبیاء علیہم السّلام ہیں۔ کیونکہ انہیں غیب سے ہدایت ہوتی ہے، اُن پر وحی نازل ہوتی ہے (حضرات انبیاءؑ کے بعد) ہدایت کے دُوسرے درجے پر حضرات اولیاء اللہ ہیں تیسرے درجے پر عوام" (مومنین ہیں) پھر فرمایا "اس کا کیا سبب ہے کہ مرزا غلام احمد کو حضرت عیسٰی (علیٰ نبینا وعلیہ السّلام) کی وفات کا اور اپنے مسیح موعود ہونے کا یقین ہوا، اُن کے قلب میں کیا بات آئی تھی کی وجہ سے انہیں ایسا یقین ہوگیا؟ کیا کسی نے اس کا سبب لکھا ہے؟"

(مخاطب نے عرض کیا نہیں)

آوازِ غیبی دو طرح کی

خود ہی ارشاد ہوا "یقین غیبی آواز سے پیدا ہوتا ہے، آوازِ غیبی دو قسم کی ہوتی ہے۔ پاک، ناپاک، پاک آوازِ غیبی خدا کی طرف سے ہوتی ہے جسے نبی و رسول سنتے ہیں اور اسی آوازِ غیبی کے سننے پر انہیں اپنے نبی و رسول ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ اگر تمام دُنیا اُن کی مخالف ہو (اُن پر دنیا میں ایک شخص بھی ایمان نہ لائے) تو بھی اُن کا یقین یہی ہوگا کہ میں نبی اور پیغمبر ہوں، کیونکہ غیبی آواز نے یہی بتایا ہے

اگر اُن کے سامنے آسمانی کتاب بھی رکھدی جائے تو وہ یہی کہیں گے کہ یہ حکم منسوخ ہے (جیسے جو حکم خدا سے ملا اب اس پر عمل کرنا ہوگا")

نبی ہونے کا یقین

"اگر ہمارے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو کوئی بھی نبی نہ مانتا تو بھی آپکو اپنی نبوت کا یقین اسی آوازِ غیبی (وحی) کی وجہ سے ہوتا"

(یہ ہے پاک آوازِ غیبی -)

ناپاک آوازِ غیبی

"دوسری ناپاک آوازِ غیبی ناپاک جنوں اور خبیثوں کی ہوتی ہے (یہ ہے ناپاک غیبی آواز) اسی ناپاک آوازِ غیبی سے مرزا غلام احمد کو گمراہ کیا"

جس طرح پاک آوازِ غیبی کی وجہ سے اوّل درجہ ہدایت پر حضراتِ انبیاء ہیں۔ اسی طرح جن اور موکل کی ناپاک غیبی آواز کی وجہ سے اول درجے کے گمراہ یہ لوگ ہوتے ہیں" (جیسے کہ یہ تین اشخاص جن کا مذکور رازِ فنا میں ہوا ہے۔

"مرزا غلام احمد کا یہ خیال تھا کہ وہ غیبی آوازیں سنتے تھے اور انہیں یقین تھا کہ عیسیٰ موعود میں ہوں، اور یہ یقین موکلین کی غیبی آواز پر ہوا اُن کو غیبی آواز سنائی دیتی تھی، بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ زبان سے ایک بات کہتے ہیں، مگر دل میں اپنے آپ کو جھوٹا سمجھتے ہیں، مگر مرزا غلام احمد ایسے نہ تھے کہ اُن کے دل میں کچھ اور زبان پر کچھ ہو۔ اس کا سبب وہی آوازِ غیبی تھی جسے وہ سنتے تھے۔ اگر تمام دنیا اُن کو نہ مانتی جب بھی مرزا غلام احمد اپنے آپ کو مسیح موعود ہی سمجھتے"

(جیسے کہ رازِ فنا میں تحت عنوان "مرزا غلام احمد قادیانی" لکھا گیا ہے کہ)

زعیم باطل

"(معنوی) ولادت کے ساتھ ساتھ ظاہر و باطن میں انہیں موکلین کی آوازیں دینے اور غیبی خبریں سنانے لگے، اور کہا کہ عیسیٰ مرگیا ہے اس کی روح

تمہارے دل میں داخل ہو پیدا ہو گئی ہے۔ تم ہی عیسیٰ ہو۔ اُن کے دل میں یہ یقین پیدا ہوا کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ کی روح میرے اندر داخل ہو گئی ہے۔ اسی وجہ سے عیسیٰ مسیح موعود) ہونے کا دعویٰ کرنے لگے۔ مگر درحقیقت اُن کا یہ یقین محض زعم باطل پر مبنی تھا۔ کیونکہ جس عیسیٰ کی قوت اُن کے اندر آ گئی تھی وہ فی الواقع (خدا کے برگزیدہ پیغمبر حضرت عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) کی نہ تھی بلکہ اُس سالک متوکلؒ فقیر یعنی عامل کی تھی۔" (جس کا نام عیسیٰؒ تھا)

قبر عیسیٰ کشمیر میں

(از مؤلف کتاب) واضح ہو کہ مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو جانے کے مدعی تھے اور کہا کرتے تھے کہ مجھے ان کی قبر بھی معلوم ہے جو کشمیر میں ہے اور اس مدفون قبر کا نام عیسیٰ ہے)

تمیز مشکل ہے!

فرمایا: "یہ پاک اور ناپاک غیبی آواز کی تمیز (بلحاظ مقصد و بشری) ناممکن ہے جب تک خدا نہ بتائے، جس طرح فرشتوں کو خدا نے طاقت دی ہے کہ جس شکل میں چاہیں اپنے آپ کو بدل سکتے ہیں، اسی طرح جنوں کو شیطان کو (اور اس کی ذریات کو) یہ قوت بخشی ہے کہ جس صورت میں چاہے اپنے آپ کو بدل سکتا ہے اور آواز دے سکتا ہے۔"

(فرشتے مختلف صورتیں اختیار کر سکتے ہیں) چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل (علیہ السلام) مختلف صورتوں میں آئے ہیں کبھی دحیہ کلبیؓ صحابی کی صورت میں، کبھی کسی بدوی سائل کے روپ میں وغیرہ!

"اس بات کی تمیز کہ یہ فرشتہ ہے یا جن ہے (دیو ہے یا پری) کا بہت مشکل ہے خدا ہی پہچان دے تو ہو سکتی ہے۔"

ایک نام کے دو شخصوں کی آواز

فرمایا: "اچھا ایک بات بتایئے، دو شخص ہیں دونوں کا نام زید ہے۔ ایک زید عالم اور بزرگ مشہور ہے اور دوسرا زید چور اور غیر معروف ہے آپ رات کے وقت اندھیرے کمرے میں بیٹھے ہیں، کہ اُس زید نے جو چور ہے کمرے کے باہر سے آواز دی، اور اپنا نام بتایا کہ میں زید ہوں نام سنتے ہی آپ کو خیال ہوا کہ یہ وہی زید ہیں جو عالم اور بزرگ ہیں، اور آپ کو اس کا یقین کامل ہو گیا تو اسے محاورہ اُردو میں کیا کہیں گے (کن لفظوں میں اس کی تعبیر کریں گے؟")

علماء کے محاورہ میں ایسے موقع پر "جہل مرکب" مستعمل ہے" میاں رحمت علی نے "مغالطہ" اس کے معنی بتائے۔ لیکن مغالطہ کے معنی دھوکہ دینے کے ہیں۔ اور وہ زید دھوکہ نہیں دیتا ہے، بلکہ اس نے آواز دی، اور پھر اپنا نام سچ بتایا اور آپ کو یقین ہو گیا (کہ یہ وہی مشہور و معروف بزرگ زید ہے۔

مرزا صاحب کا ماجرا یہی تھا

فرمایا: "مرزا غلام احمد قادیانی کا یہی حال تھا۔ کہ موکلین آوازیں دینے اور غیبی خبریں اُنہیں سنانے لگے اور کہا کہ عیسٰی مر گیا ہے، اُس کی رُوح تمہارے دل میں داخل اور پیدا ہو گئی ہے۔ تم ہی عیسٰی ہو"

(یہ آوازیں سُن کر) "اُن کے دل میں یقین پیدا ہوا کہ حقیقتاً حضرت عیسٰی (علیہ السّلام) کی رُوح میرے اندر داخل ہو گئی ہے، موکلوں کو نہیں پہچانا: اُن کو فرشتہ اور اُن کی آواز کو وحی یقین کیا، اور عیسٰی موعود ہونے کا دعویٰ کرنے لگے

"مگر اُن کا یہ یقین زعم باطل پر مبنی تھا"

سچ اور جھوٹ کیا ہے؟

مخاطب سے فرمایا: "بتاؤ! سچ اور جھوٹ کے کیا معنی ہیں؟"
فرمایا: "اگر کوئی شخص کہے کہ شمس الاسلام آیا، مگر دل میں وہ جانتا ہے کہ شمس الاسلام نہیں آیا، تو تم اسے جھوٹا کہو گے۔ کیونکہ اس کے دل میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ ہے۔"

"لیکن ایک شخص کہے کہ شمس الاسلام آیا، اور اُسے شمس الاسلام کے آنے کا یقین ہے، مگر واقعہ یہ ہے کہ شمس الاسلام نہیں آیا تو ایسے آدمی کو تم سچا کہو گے یا جھوٹا؟ اُس کا دل اور اس کی زبان تو ایک ہے، لیکن واقعہ خلاف ہے یعنی اُسے یقین ہے اور اُس کو کسی نہ کسی طرح علم ہے کہ شمس الاسلام آیا ہے، مگر نفس واقعہ یہ ہے کہ شمس الاسلام نہیں آیا ہے تو ایسا شخص جھوٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ کیونکہ وہ اپنے علم کے مطابق سچ کہہ رہا ہے۔ اگرچہ نفس واقعہ اس کے خلاف ہے۔"

مظاہر الاسلام نے عرض کیا: "ایسی صورت میں اس سے مواخذہ کیسے ہوگا؟"

مواخذہ اس لئے ہوگا

فرمایا: "کفر کو کافر، اور عیسائیت کو عیسائی سچا جانتے ہیں اور انہیں اپنے مذہب کی سچائی کا یقین ہے مگر (اس کے باوجود) وہ گمراہ ہیں اور خدا کا ان پر عذاب ہوگا کہ دین حق کا پیغام کیوں نہ قبول کیا؟ اور خدا کے آخری اور کامل و اکمل قانون کی کیوں پیروی نہ کی۔" یہی حال مرزا غلام احمد قادیانی اور حافظ فیض الرحمٰن کا ہے، کہ وہ خود جو آوازیں سنتے تھے (ان کو کتاب و سنت پر کیوں نہیں پیش کر لیتے تھے اور ان آوازوں کو قرآن مجید اور حدیث شریف سے پڑھ کر سچا کیوں سمجھتے تھے، اور مرزا غلام احمد کو تو یہ دعویٰ رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو گئی ہے۔ پس یہ لوگ کتاب اللہ اور سنت

رسول اللہ کی پناہ سے رد (نستنہ) باہر نکلتے نتیجہ یہ ہوا کہ شیطان مردود کے شکار ہو گئے
ایسے شخص سے مواخذہ کیوں نہ ہو؟"

یقین کے آثار

فرمایا: "یقین کے بعد کیا ہوتا ہے؟ یقین کے بعد جوش پیدا ہوتا ہے؟ تقریر پُر جوش ہو جاتی ہے اور چہرے پر رونق اور نور آ جاتا ہے جس طرح کہ کسی مکان میں آگ خواہ مالک کے ہاتھ سے لگے۔ خواہ کسی چور کے ہاتھ سے لگ جائے۔ مگر وہ ہر صورت میں جلائے گی۔ کیونکہ آگ کا کام جلانا اور روشن کر دینا ہے۔ اسی طرح یقین، خواہ پاک ہو۔ خواہ ناپاک دونوں حالتوں میں جوش پیدا ہوگا اور چہرے پر نور آئیگا۔"

نور کے اقسام

"نور کی دو قسمیں ہیں، رحمانی اور شیطانی۔ چہرے پر نور دونوں قسم کے یقین کی وجہ سے آسکتا ہے۔"

فرمایا: "رحمانی اور شیطانی نور کی پہچان ہر شخص کے لئے بہت مشکل ہے ظاہری علم و فضل سے اس کی تمیز نہیں ہو سکتی، ورنہ مرزا غلام احمد جیسے عالم و فاضل گمراہ نہ ہوتے جس کو خدا علم عطا فرمائے وہی تمیز کر سکتا ہے۔"

نہ دیکھا نہ سنا

فرمایا: "یاد رکھنا کہ ان تین شخصوں کے حالات میں یہ باتیں جو ہم تم سے کہتے ہیں کہ آواز غیبی پاک اور ناپاک دونوں ہوتی ہے ہمیں پیشتر کچھ معلوم نہ تھی بہت کتابیں تصوف اور حدیث و فقہ و تفسیر کی ہیں، مگر یہ باتیں ہم نے کسی کتاب میں نہیں پڑھیں، اور نہ ہم نے کسی سے سنیں، اور نہ ان باتوں کا تعلق علم ظاہر سے ہے اصل حق سبحانہ تعالیٰ نے عالم غیب سے خواب اور مکاشفے میں ہمیں علم دیا۔

بے کتاب و بے معید و استا | بینی اندر دل علوم انبیاء

ان تینوں کے حالات معلوم ہونے کے بعد بہت سی غلط باتیں صحیح ہوگئیں اور بہت سی صحیح باتیں (جن کا علاقہ حقائق الٰہیہ اور حقائق کتاب و سنت سے نہ تھا) غلط ہوگئیں۔

زمانہ حال کے دو دجال

فرمایا: "حافظ فیض الرحمٰن پر خدا کا عذاب یہاں (دنیا ہی میں) نازل ہوا اور (قہر الٰہی نے) اُسے نیست و نابود کر دیا، اور مرزا غلام احمد پر وہاں (دوسرے عالم میں) عذاب ہوگا، اور وہ خدا کے سامنے جوابدہ ہوگا۔ مرزا غلام احمد کہتے تھے کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے اور حافظ فیض الرحمٰن نے اپنے آپ کو یہ مشہور کیا کہ میں (غیبی) محکمہ تار برقی اور محکمہ احکام غیبی ہوں۔ ہمارے زمانے میں یہ دونوں دجال ہوئے ہیں۔ ایک ہندوستان کے پچھم سرے پر، اور دوسرا ہندوستان کے پورب سرے پر۔ ان کے اندرونی حالات اس قدر پیچیدہ (اور اتنے گہرے) ہیں، کہ علم ظاہر سے ان کا سمجھنا محال ہے۔ لیکن جس کو خدا بتلائے!"

ہلاکت کے خواب

۲۷ ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ شب جمعہ کو جس رات حافظ فیض الرحمٰن اور مرزا غلام احمد قادیانی اور شاہ احمد اللہ کی قوتیں مؤثرہ اور نفیری غضب الٰہی سے ہمارے حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہ کے دست حق پرست سے ہلاک ہوئی۔ اُسی شب میں حافظ فیض الرحمٰن کے گاؤں (رسانت بارا) کے رہنے والے دو شخصوں نے خواب میں دیکھا،

(الف) ہمارے حضرت قبلہ قدس سرہ کے ہاتھوں حافظ فیض الرحمٰن کی نفیری کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک و برباد کر دیا۔

(ب) غالباً اسی رات میں منشی عبد القدیر نے دہلی میں دیکھا کہ مرزا غلام احمد کی لاش کفن میں لپٹی ہوئی ہمارے حضرت قبلہ فخر العارفین قدس سرہ کے سامنے رکھی ہوئی ہے

معلوم ہوا کہ اُس نے ہمارے حضرت قبلہ کا مقابلہ کیا تھا اور بے ادبی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔

جب یہ خواب خدمت مبارک میں عرض کیا گیا تو آپ نے خواب کو سُن کر فرمایا۔

"منشی عبد القدیر کا خواب سچا ہے، لکھ لیا جائے۔"

رویائے صادقہ

مؤلف کتاب خواب کی تعبیر تو عرض نہیں کرتا، مگر ظاہراً یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں گمراہوں کی قوت موثرہ اور ولادت معنوی کی ہلاکت کا جو معاملہ عالم غیب میں گذرا اس کی اطلاع بذریعہ رویائے صادقہ" اللہ تعالیٰ کی جانب سے ظاہر فرمائی گئی!"

قادیانی جماعت کا حال

راقم ثنا کی اشاعت کے بعد میرٹھ کے مظاہر الاسلام، خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اُن سے دریافت فرمایا کہ مرزا غلام احمد کی جماعت کی اب کیا حالت ہے؟ اور ہندوستان میں اب لوگوں کے اُن کے متعلق کیا خیالات ہیں؟ انہوں نے عرض کیا، کہ قادیانی جماعت دو فرقوں میں تقسیم ہو چکی ہے ایک فرقہ احمدی لاہوری کہلاتا ہے دوسرا احمدی قادیانی (پہلا فرقہ مرزا غلام احمد صاحب کو نبی و رسول نہیں مانتا صرف مجدد مانتا ہے اور دوسرا فرقہ نبی مرسل رسول مانتا ہے) ہندوستان میں اب اس جماعت کا اگلا سا حال و اعتبار نہیں رہا، پول کھل گیا ہے اور عام طور پر لوگ واقف و آگاہ ہو چکے ہیں کہ قادیانی تحریک کا منشا و مقصد تو بارگاہ رسالت سے کھلم کھلا بغاوت ہے"

(مرزا صاحب کے جانشین اور بیٹے کا تو مندرجہ ذیل اعلان ہے۔)

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب قادیانی) کا نام بھی نہ سنا ہو

وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں" (نعوذ باللہ) آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

استخارہ حق معین میں نہیں ہے

مظاہر الاسلام نے دوران تذکرہ میں یہ بھی عرض کیا کہ ایک قادیانی نے کہا کہ میں نے تو استخارہ دیکھ کر قادیانی مذہب اختیار کیا ہے؟ اس لئے میں نے ٹھیک کام کیا ہے۔

فرمایا: "حق کی دو قسمیں ہیں۔ حق معین اور حق دائر۔ حق معین وہ ہے جو خود حق ہے جیسے کہ اسلام اور اس کا مد مقابل بھی باطل جیسا کہ کفر و شرک اور حق دائر وہ ہے جو خود حق ہے اور اس کا مد مقابل بھی حق ہے۔ جیسے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی (حضرات ائمہ مجتہدین کے یہ چاروں مذاہب حق دائر ہیں، استخارہ حق معین میں جائز نہیں، حق دائر میں جائز ہے۔"

لہٰذا (قادیانی کا یہ کہنا کہ حق معین میں استخارہ دیکھ کر قادیانی مذہب اختیار کیا" یہ سراسر باطل بلکہ کفر ہے کیونکہ حقیقت میں تو قادیانی مذہب اسلام کا مد مقابل اور باطل ہے' اسے اختیار کرنے کے لئے استخارہ کا کیا محل اور کیا جواز؟)

قادیانی مذہب کا عروج و زوال

(از مؤلف) اور ہمارے حضرت پیر و مرشد حضرت فخر العارفین کے الہامی ارشادات اور غیبی پیشین گوئی کی تصدیق ملاحظہ ہو)

قادیانیت کا عروج مرزا غلام احمد صاحب کے انتقال کے بعد قادیانی مذہب کو اور بھی ترقی ہوئی تھی، خود قادیانیوں کا دعویٰ تھا کہ "اب اُن کی تعداد پانچ لاکھ ہے" (خود مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی زندگی میں دعویٰ کیا تھا کہ قریباً ۴ لاکھ انسان اُن سے بیعت کر چکے ہیں (خلیفۃ الوحی صفحہ ۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی)

" اور قادیانی جماعت کی انجمنیں ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں قائم ہوگئی تھیں پر جوش تقریریں ہوتی تھیں اور قادیانیت کی اشاعت کی جاتی تھی مسلمانوں سے مناظرہ و مباحثہ اور مجادلہ کرتے تھے، کثرت سے پمفلٹ اور اخبار و اعلان شائع کئے جاتے تھے قادیانی وفد ہندوستان بھر میں دورے کرتے اور قادیانیت کی اشاعت کرتے تھے۔ . . .
. . . . اور علماء اسلام، گوشہ گوشہ میں قادیانیت کی تردید زبان و قلم سے کرتے تھے (جزاہم اللہ) اس کے باوجود قادیانیت کا عروج بڑھتا ہی جاتا تھا انگلستان اور برلن (جرمنی) تک قادیانی مشن قائم ہوگئے تھے۔ قرآن مجید کے انگریزی ترجمے شائع کئے جاتے تھے۔ جو ترجمے کہ قادیانی معتقدات سامنے رکھ کر کئے جاتے تھے اور اس طریقے سے قادیانیت کی اشاعت کی جاتی تھی۔ ان سب باتوں کا مجموعی اثر

نتیجہ یہ نکلتا کہ قادیانی مذہب کو عروج ہوتا چلا گیا۔

"قادیانی تحریک پر ایک وقت تو ایسا گذرا تھا کہ ایک ایک دن میں پانچ پانسو اور ہزار ہزار مسلمانوں نے قادیانی مذہب قبول کیا۔

قادیان کے اخبار "الفضل" نے لکھا تھا کہ:-

"۱۹۱۰ء میں چار لاکھ کی جماعت مرزا غلام احمد کو مسیح موعود مانتی تھی"

(الفضل مورخہ ۲۷ر فروری ۱۹۲۷ء جلد ۱۱ - نمبر ۶۷)

خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد صاحب نے سب جج گورداسپور کے اجلاس میں بیان دیتے ہوئے کہا:-

"میں جماعت (قادیانی) کی تعداد کا اندازہ لگا سکتا ہوں۔ چار پانچ لاکھ کی جماعت ہے" (اخبار الفضل قادیان ۲۷ر جون ۱۹۲۲ء)

یہ قادیانیت کے عروج کا حال تھا۔ اب تنزل ملاحظہ ہو کہ

قادیانیت کا تنزل

"۱۴ر ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ مطابق ۹ دسمبر ۱۹۱۰ء کی شب کو ان کی قوت موثرہ خدا کے غضب سے ہلاک کر دی گئی۔ اسی دن سے انکے مذہب کا تنزل شروع ہوا"

قادیانی خواہ لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے ہوں۔ یا مرکز (قادیان) سے دونوں کا جوش و خروش ٹھنڈا پڑ چکا ہے تمام مذکورہ باتیں مفقود ہیں۔ اب تو یہ لوگ لکیر کے فقیر ہیں۔ اب کچھ آثار نظر آ رہے ہیں تو یہ دیکھا ہیں ہم برطانوی حکومت کی طرف سے اس جماعت کی "وفاداری" کے صلہ کے طور پر وقتاً فوقتاً اعلیٰ و ارفع ملازمتوں اور سرکاری تقرر و ائیوں کی صورت میں بخشش ہوئے تھے۔

واضح ہو کہ قادیانی اس پندار اور اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ ہماری تعداد چار پانچ لاکھ سے بڑھ کر اور زیادہ ہوگئی ہوگی۔ لہذا قادیانی جماعت نے ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں اسلامی جماعت سے اپنا علیحدہ اندراج کرایا، تاکہ عوام پر اپنی ترقی کا اثر ڈالا جائے۔

صرف چھپن ہزار نکلے

مگر خدا کے فضل سے قادیانیوں کو اپنے ارادے اور منصوبے میں شکست کا منہ دیکھنا پڑا، ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کی سرکاری رپورٹ میں قادیانیوں کی کل تعداد ۵۶ ہزار نکلی!

(کتاب "قادیانی مذہب" مصنفہ جناب پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب صفحہ ۳۰۴ بحوالہ اخبار الفضل قادیان ۱۲ رجون ۱۹۳۴ء)

پھر ہمت نہ ہوئی

۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں قادیانیت کے زوال کا نقشہ مستند طریقے سے سامنے آگیا تو ۱۹۴۱ء کی مردم شماری میں اپنا علیحدہ اندراج کرانے کی ہمت نہ ہوئی اور عام مسلمانوں کے ضمن میں قادیانیوں نے اپنا اندراج کاغذات مردم شماری سرکاری میں کرایا، تاکہ پردہ ڈھکا رہے۔

اور بھی زوال ہوگا

پس "رازِ فنا" میں ہمارے حضرت قبلہ فخر العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے جو ارشاد فرمایا تھا وہ حق ثابت ہوا، حرف بحرف پورا ہوا اور تمام و کمال پورا ہو کر رہیگا۔ کہ قادیانی مذہب کا آیندہ اور بھی زوال ہوگا۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

"مرزا صاحب کے انتقال کے بعد قادیانی مذہب نے ترقی کی تھی۔ کیونکہ اُن کی قوت موثرہ باقی تھی) ۱۳۲۵ھ کے اوّل چند مہینوں کے بعد سے ترقی ختم ہو کر تنزل شروع ہوگیا۔ کیونکہ غضب الہٰی سے وہ قوت موثرہ ہلاک ہوگئی۔ جو قلوب کو کشش کرتی تھی اب

حق سبحانہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ یہ تنزل کہاں تک پہونچے گا۔"

قادیانی مذہب کے تنزل کے متعلق آپ کا دوسرا ارشاد یہ ہوا تھا:
درخت جڑسے کاٹ ڈالا گیا ہے | "جو پیپل کا درخت اگر جڑ سے کاٹ دیا جائے تو اس کے خشک ہونے میں بھی دیر لگتی ہے۔ اسی طرح سمجھو کہ مرزا صاحب کی قوت مؤثرہ جس سے اُن کے مذہب کو ان کی زندگی میں اور اُن کے بعد ترقی ہوئی تھی خدا کے غضب سے ہلاک کردی گئی، جڑ کٹ گئی اور (یہ درخت) رفتہ رفتہ خشک ہوجائیگا۔" انشاءاللہ تعالیٰ

ہمارے حضرت فخرالعارفین رہنمائے دین متین، ناصرالاسلام والمسلمین نے جو فرمایا اس کی صداقت اور سچائی دوپہر کے چمکتے ہوئے آفتاب کی طرح ظاہر اور روشن ہوگئی کہ قادیانی مذہب کی ترقی ختم ہوئی اور تنزل اس درجے تک پہونچا کہ پچیس ہزار کی تعداد ہی کائنات اس جماعت کی رہ گئی۔

آیندہ حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے اُمید ہے کہ اور زیادہ تنزل ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

سُنا جاتا ہے کہ اَب مرکز قادیان کی یہ کوشش ہے کہ قادیان کو آگرہ کا دوسرا دیال باغ بنادیا جائے۔ جہاں صنعتی اور تجارتی کاروبار ہے۔ پس قادیان میں بھی صنعتی کارخانے کھولے جائیں اور تجارت بڑھائی جائے، اور یہ اس لئے کہ مستقبل تاریک ہے، مادّی ترقی سے ہی اپنی ہستی کی بقاوالسنہ سمجھتے ہیں۔

یہی حال دوسرے دونوں شخصوں کا ہوا | یہی حال شاہ احمد اللہ کے طریقے کا ہوا کہ اُن کا عروج ختم ہوکر تنزل شروع ہوا، صرف کچھ لوگ لکیر کے فقیر رہ گئے ہیں وہ بھی رفتہ رفتہ ختم ہورہے ہیں۔

اور حافظ فیض الرحمٰن کا عروج ۱۳۳۵ھ میں ختم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وہ جتنے دن زندہ رہے گمنام اور خراب و خستہ حال رہے۔ اب ان کے طریقے کا کوئی نام لیوا باقی نہ رہا۔ وما علینا الا البلاغ۔

اب اس کے بعد "رازِ فنا" کے بعض دوسرے مضامین متعلقہ ولادتِ معنوی اور قوتِ موثرہ وغیرہ کی وضاحت کی جاتی ہے۔

مولائی مُرشدی حضرت فخر العارفین صؒ کی ایک پُر اسرار تقریر

سترہ ماہ ذی القعدہ ۱۳۳۰ھ کی تاریخ ہے، چاشت کا وقت ہے مجلس خاص ہے جس میں علوم اسلامیہ کے عالم و فاضل بھی حاضر خدمت اقدس ہیں اور نئے مغربی تعلیم یافتہ بھی اور بہت سے طالبان خدا، لکھے پڑھے اصحاب بھی ہیں، مرشدنا و مولانا حضرت فخر العارفین رح نے مسئلہ ولادت معنوی، اور قوت موثرہ اور اس کی وضاحت اور تفصیل میں اور اس کے حقائق و اسرار میں آغاز کلام فرمایا اور ایسی پر اسرار تقریر ارشاد فرمائی جس سے طریقت کے بعض پوشیدہ اور اہم مسائل بے نقاب ہوگئے اور اسلام کی حقانیت و صداقت عالم تاب آفتاب کی طرح ظاہر ہوگئی۔ اور تمام دیگر اہل مذاہب کی غلط فہمی، فریب خوردگی اور پاک و ناپاک تغیری کی تفریق واضح ہوگئی۔ سبحان اللہ کیا مبارک وقت تھا۔

اس مجلس شریف کے آخر میں آپ نے فرمایا تھا۔

تیرہ۱۳ صدی میں پہلی بار | "تیرہ سو سال کے اندر کسی بزرگ نے ولادت معنوی کی توضیح اور تفصیل بیان نہیں فرمائی"۔ البتہ ولادت معنوی کے متعلق اشارے کئے۔ آج خدا جانے کیا سبب ہے کہ ہم نے تم لوگوں سے اتنی باتیں کہدیں"۔ پھر آپ نے ہم خادموں کے حق میں دُعا فرمائی۔

اس مبارک ارشاد کے بعض حصے یہ خادم (مؤلف کتاب) اپنی یادداشت اور اپنے فہم کے مطابق قلمبند کرتا ہے، بعونہ اللہ تعالیٰ سبحانہ،

تقریرِ مبارک و پُر اسراریہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت قبلہ فخر العارفین قدس سرّہ نے حاضرین سے ارشاد فرمایا۔

بچہ شیر کی ہلاکت

"راز نما" میں حافظ فیض الرحمن کی فقیری ہلاک ہونے کا ذکر ہے کہ ایک جانداراچیز شیر کے بچے کی صورت میں تھی۔ اُسے مار کر اور جلا کر نالاب میں گاڑ دیا۔ بتاؤ وہ کیا چیز تھی؟"

سب حاضرین دربار چپ رہے۔

جواب سوال میں خود ہی فرمایا "وہ چیز حافظ فیض الرحمٰن کی قوّتِ موثرہ تھی، جو ذات سے علیحدہ صفات ہے۔ اگر یہ قوّت باقی رہجاتی۔ تو اس قوت سے ان کے طریقے کا عروج ہوتا اور اس کے ذریعہ سے وہ مسلمانوں کو گمراہ کرتے۔

یہ چار حقائق بیان فرمائے

مذکورہ بالا ارشاد میں چار باتیں آپؒ نے فرمائیں

(۱) حافظ فیض الرحمٰن کی فقیری (عالم غیب میں) شیر کے بچے کی صورت میں تھی۔

(۲) وہ اُن کی قوّت موثرہ تھی۔

(۳) قوتِ موثرہ ذات سے علیحدہ صفات ہے۔

(۴) قوتِ موثرہ پر ہلاک اور قتل وارد ہوسکتا ہے۔

ان چار حقائق کی تصریح اب جو ارشاد پاک بیان کیا جاتا ہے۔ ان چار امور کا ثبوت اور ان کی تصریح و تشریح ہے۔

قوت موثرہ، ناپاک ولادت معنوی کی تمثیل فرمایا: "کہ شیخ سدّو اور علاء الدین جن کا چراغ شہرت رکھتا ہے ہندوستان میں عام طور سے مشہور ہے کہ یہ ناپاک اور خبیث ہیں۔ جو لوگوں کو ستاتے اور تکلیف پہونچاتے" ہیں۔ بتاؤ کہ یہ کیا بات ہے؟ کیونکہ جب انسان کا انتقال ہو جاتا ہے اور اس کے جسم سے رُوح نکل جاتی ہے تو اب وہ مردہ (لاشۂ بیجان) ہے، پھر اس انسان کے مردہ ہو جانے اور دنیا سے گذر جانے کے بعد یہ کیا چیز ہے جو اس عالم میں ظاہر ہوتی اور تصرف کرتی ہے جس طرح کہ شیخ سدّو وغیرہ سے ان کے مرنے کے بعد ظاہر ہوتی ہے؟

جواب ارشاد فرمایا: "یہ اُن کی قوت موثرہ، ناپاک ولادت معنوی ہے کہ جو ذات سے علیحدہ صفات ہے!"

ثبوت دلائل شرعیہ سے فرمایا: "قرآن مجید اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس آدمی کا انتقال غیر ایمان (کفر) پر ہوتا ہے اس کی روح سجّین میں جاتی ہے اور جس آدمی کا ایمان کے ساتھ انتقال ہوتا ہے تو اس کی رُوح علیّین میں جاتی ہے اور جسم قبر میں رہتا ہے اور دونوں کی رُوح قیامت تک وہیں (سجّین یا علیّین میں) محفوظ و محصور رہتی ہے۔

قرآن میں فرمایا قرآن مجید میں ارشاد ہوا

اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّیْنٌ ۝ کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ (۳۰ پارہ عم سورہ مطففین)

(ترجمہ، تحقیق اعمالنامہ بدکاراں کا البتہ بیچ سجّین کے ہے اور کیا جانے تو کیا ہے سجّین، دفتر ہے لکھا ہوا)

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے تفسیر فتح العزیز میں اس آیت

تفسیر | کی تفسیر میں جو فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے (مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۹۴-۹۵)

"سجّین صیغہ مبالغہ سجن سے ہے معنی زندان تنگ و تاریک یہ مقام سجین زمین کے ساتویں طبقہ کے نیچے ہے (یہود و نصاریٰ) جنیوں کے مرنے کے بعد اُن کی ارواح کا قید خانہ ہے اور (یہ) بدکاروں کی رُوح کے رہنے کی جگہ ہے، قیامت تک اُن پر طرح طرح کا عذاب اس قید خانے میں ہوگا۔"

نیکوں کی جگہ | اسی سورت کی دوسری آیت پاک میں ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝	(ترجمہ) تحقیق عمل نامہ نیکوں کا البتہ
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝	بیچ علیین کے ہے اور کیا جانے تو کیا ہے
كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝	علییون؟ دفتر ہے لکھا ہوا!

اس کی تفسیر میں مولانا شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں (جس کا خلاصہ یہ ہے)

"مقام علیّین ساتوں آسمان کے اوپر ہے، موت کے بعد نیکوں کی ارواح وہاں جاتی ہیں۔ اور (یہ مقام علیّین) مقربان یعنی انبیاؑ و اولیاء کی ارواح کا مستقر رہنے کی جگہ ہے"

اس تفسیر سے ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد نیکوں کی رُوح علیین میں اور بدوں کی رُوح سجّین میں رہتی ہے تو پھر شیخ سدّو وغیرہ سے جو تصرفات اس دنیا میں ہوتے ہیں وہ در اصل ان کی رُوح کے تصرفات نہیں ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کی رُوح اپنے اپنے مقام میں محصور و محفوظ ہے، بلکہ یہ تو اُن کی قوتِ موثرہ ناپاک کے تصرفات ہیں۔

قوت موثرہ پاک ولایت معنوی کی دوسری تمثیل | قوتِ موثرہ ناپاک ولادت معنوی کا بیان

فرمانے کے بعد حضرت قبلہ (روحی فداہ) نے پھر حاضرین کو مخاطب کیا اور فرمایا۔

"بتاؤ حضرات انبیاء علیہم السّلام کے دنیا سے گذر جانے کے بعد، اُن کے مذہب کا عروج وترقی، اور ان سے ہدایت مخلوق کس طرح ہوتی ہے۔ کیونکہ دنیا سے تو یہ حضرات رحلت فرما چکے اور جیسا کہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے ان حضرات کی ارواح مقدسہ کا مستقر مقام علیین ہے (پھر وہ کونسی قوت ہے کہ جس سے ان حضرات کے پردہ فرمانے کے بعد اُن کے مذہب کو عروج ہوتا ہے) چنانچہ ہمارے حضرت نبی کریم علیہ التحیّۃ والتسلیم اور اکثر انبیاء علیہم السّلام کے مذہب کا عروج، اِن کے بعد ہوا ہے!"

حاضرین متحیّر اور خاموش رہے، جواب میں فرمایا۔

"یہ عروج اور ترقی اور ہدایت مخلوق، اِن حضرات کی قوّت موثرہ پاک ولادت معنوی کے تصرف سے ہوتی ہے، (جب تک حق سبحانہ تعالیٰ کو منظور رہے)"

چند امور موقوف علیہ

آپ کے مندرجہ بالا پُر اسرار کلام کو سمجھنے کے لئے چند امور موقوف علیہ کو بطور مقدمہ پہلے جان لینا مفید اور ضروری ہے۔ یہ کہ:۔

(۱) قوتِ مؤثرہ نتیجہ ہے اعمال کا (وما کسبت ایدیکم) خواہ وہ عمل جلالی اسمائے حُسنیٰ کی تاثیر کا ہو۔ خواہ اسمائے حُسنیٰ جمالی کی تاثیر کا۔

(۲) عالم مثال مستقر ہے، قوّت موثرہ کا

(۳) اقسام فنا۔

(۴) عالم مثال سے قوّت موثرہ کا تعلق اور اس کی ترقیات۔

(۵) ولادت معنوی دو طرح کی ہے پاک اور ناپاک۔

(۶) قوت موثرہ رُوح کی صفت ہے۔

(۷) قوتِ مؤثرہ پر ہلاکت اور سلب کا وارد ہونا۔

اُمورِ مندرجۂ بالا کی توضیح

۱۔ قوّتِ مُؤثرہ نتیجہ ہے اعمال کا خواہ عمل اسمائے حُسنیٰ جمالی کی تاثیر کا ہو خواہ جلالی اسمائے حسنیٰ کی تاثیر کا"۔ (دو ماکیبست ایدیکم) . . .

ارشاد فرمایا: " سالکوں میں جو مرتاض لوگ ہوتے ہیں۔ اور ذکر و شغل اور ریاضت میں مشغول رہتے ہیں۔ کثرتِ ریاضت کی وجہ سے پہلے اُن کے قلب میں فضائے قلب گرم ہوا حرارت پیدا ہوتی ہے اور ایک زمانہ دراز تک ریاضت و مجاہدہ و تصفیہ و تجلیہ کرنے سے یہ قوت اُن کے دلوں میں اس طرح کی پیدا ہو جاتی ہے جس سے بے شمار کشف و کرامات یا استدراج کا اُن سے ظہور ہوتا ہے"۔

"اُس کو اصطلاح میں قوّت موثرہ کہتے ہیں"۔

"دوسرا طریقہ قوت موثرہ کو وراثتاً حاصل کرنے کا یہ ہے کہ کسی درویش سے، یا عامل موکل فقیر کی قوّت مُوثرہ سے کسی سالک کے دل میں قوّت پیدا ہو جائے"۔

"اس کو ولادت معنوی کہتے ہیں"۔

"ولادتِ معنوی کے ساتھ ساتھ بغیر ریاضت کے وراثتاً اسے قوت موثر حاصل ہوتی ہے، جیسے کہ بادشاہ کو مرنے کے بعد ولی عہد کو سلطنت وراثتاً پہنچتی ہے"۔

"مگر فنا ہر ایک سالک کو حاصل نہیں ہوتی ہے، جس سالک کی یہ قوّت موثرہ ترقی کرتے کرتے فنا کے درجے تک پہونچتی ہے بس فنا اُنہی کو حاصل ہوتی ہے۔

اقسامِ فنا | فنا کے سات درجے ہیں۔

"جمادی۔ نباتی۔ حیوانی۔ انسانی (یہ چار فنائیں ناسوتی کہلاتی ہیں) باقی تین فنائیں۔ ملکوتی۔ جبروتی۔ لاہوتی کہلاتی ہیں۔"

سات فناؤں کا ثبوت

اِن سات درجوں کی فنا کے ثبوت میں آپ نے مثنوی حضرت مولانا روم کے یہ اشعار ارشاد فرمائے (از دفتر سویم مثنوی مولانا روم مطبوعہ نامی پریس کانپور صفحہ ۳۳۴ تحت عنوان گفتن عاشق عاذلان و تہدید کنندگان را)

از جمادی مردم و نامی شدم	(حاصل مطلب) جمادات سے فنا ہو کر نباتات
وز نما مردم زحیواں سرزدم	اور نباتات سے فنا کر حیوانات اور حیوانات
مردم از حیوانی و آدم شدم	سے فنا ہو کر انسانیت میں فنا
پس چہ ترسم کے زمردم کم شدم	ہوا پس میں ایسی فنا سے کیوں ڈروں
حملۂ دیگر بمیرم از بشر	اور انسانیت میں فنا ہو کر ملکوتی فنا ہوگی
تا بر آرم از ملائک بال و پر	ملائک کے پر پرواز نصیب ہوں گے
از ملک ہم بایدم جستن زجو	پھر فنائے ملکوتی سے فنا ہو کر آگے بڑھے
کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ	(جبروت میں فنا ہوئے کہ) خدا کی ذات
بار دیگر از ملک قرباں شوم	کے سوا سب کو فنا ہے اور یہ وہ مقام ہے
آنچہ اندر وہم نایدآں شوم	کہ فرشتے قربان ہوں اور جو قیاس و وہم میں نہ آتے
پس عدم گردم عدم چوں ارغنوں	وہ ہو جاؤں پھر عدم ہو جاؤں (لاہوت میں فنا ہو جاؤں)
گویدم کانّا الیہ راجعون	"بیشک ہماری بازگشت خدا ہی کی طرف ہے"

(مثنوی حضرت مولانا روم کے دوسرے دفتروں میں بھی اِن سات درجوں کی فنا کا ذکر ہے۔)

(۳) واضح ہو کہ انسان اس دنیا میں آباد ہے جو عالم مادی ہے، اور جسے عالم اجسام اور عالم ناسوت کہتے ہیں۔ اور اس عالم اجسام سے بالا عالم مثالی ہے اور یہ عالم مثال غیر مادی ہے اور داخل ہے عالم ملکوت میں اور درمیان میں ہے عالم ارواح اور عالم اجسام کے اور یہ مستقر اور قرار گاہ ہے، اعمال کے مناسب حال صورتوں کا۔

عالم مثال، جو مستقر ہے نوعیت موجودہ کا

اور عالم ارواح مقدار اور مادہ دونوں سے منزہ اور مقدس ہے۔ اور عالم اجسام مادی ہے اور عالم مثال مادہ نہیں رکھتا لیکن مقدار رکھتا ہے، اس مقدار کی مثال یوں سمجھیں کہ جس طرح آئینہ میں شبیہہ مقابل نظر آتی ہے اور اس کے رنگ، روپ، اور خدوخال اس میں نمایاں ہوتے ہیں اور یہ شبیہہ جو آئینہ میں منعکس ہے مادہ آئینے کے اندر مادے سے خالی ہے، البتہ مقدار کے ساتھ نمایاں ہے۔ یہی حال عالم مثال کا ہے۔ اس میں اشیاء کی شبیہہ بلا مادہ، صرف مقدار کے ساتھ وجود میں آتی اور نمایاں ہوتی ہے۔

مثال عالم مثال

اور عالم مثال کا وجود شریعت و طریقت کی رُو سے جمیع حضرات صوفیہ کرام، اور اکثر محدثین عظام کے نزدیک ثابت ہے۔

اور وجود عالم مثال کے جو حضرات اکابرین اسلام قائل ہیں ان میں قابل الذکر حضرت علامہ قرطبی، حضرت علامہ سیوطی، حضرت مولانا شاہ تراب علی صاحب، حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، حضرت علامہ طیبی، حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی، حضرت مولانا مرتضیٰ صاحب اور حضرت مولانا امام غزالی رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں

قائلین

اور جن حضرات نے عالم مثال کے وجود سے انکار کیا ہے وہ انکار اصول علم فلسفہ کی بنا پر ہے اور وہ مذہب فلاسفہ کے مسائل کو دلیل میں پیش کرتے ہیں۔

منکرین

سبب اس اختلاف کا یہ ہے کہ حدیثوں میں وارد ہے، قیامت کے دن خدا
کے سامنے نماز، روزہ اور حج اور اسلام کی دوسری نیکیاں وغیرہ جسم اور صورت
میں متشکل ہو کر آئیں گی، اور اپنے صاحب (فاعل) کے لئے شفاعت کریں گی۔ فلاسفہ اور حکماءؔ
وغیرہ کہتے ہیں کہ اعمال جوہر و اعراض کی قسم سے ہیں۔ اور جوہر و اعراض و
معانی کا جسم میں منقلب ہونا عقلاً محال ہے جیسا کہ علم فلسفہ میں بیان کیا گیا ہے
لہٰذا وہ ایسی حدیثوں کی تاویل کرتے ہیں جن حدیثوں میں اعمال کا منقلب بجسم اور متشکل ہونا
وارد ہوا ہے اور ان حدیثوں کو اس معنی پر برقرار نہیں رکھتے۔

جوہر اعراض

جب اس گروہ کے نزدیک اعمال کا جسم و صورت میں متشکل ہونا عقلاً محال ہے، تو
پھر ان کو وجود عالم مثال تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں رہی، کیونکہ عالم مثال تو اعمال کی وصفی
صورتوں کا مستقر اور قرار گاہ ہے۔

لیکن حضرات صوفیہ کرام اور حضرات علمائے محققین محدثین جو وجود
عالم مثال کے قائل ہیں، ان حدیثوں کو اسی لفظ و معنی پر برقرار رکھتے
ہیں تاویل نہیں کرتے اور یہ ان کے آداب سے ہے۔

حدیثوں کا اصلی مفہوم

کیونکہ محدثین کا مسلک علی العموم یہ ہے کہ تمام نصوص (کہ کلام الٰہی و نبوی سے ہیں)
اپنے ظاہر معنی پر محمول کئے جائیں گے، اور ظاہر معنی سے بغیر قوی قرینہ کے، عدول نہیں کیا
جائیگا۔

حضرت علامہ قرطبیؒ اسی مذہب پر ہیں، انہوں نے کتاب تذکرۃ الموت میں اور علامہ
سیوطی نے اپنے رسالہ کتاب المعنی الدقیقہ فی ادراک الحقیقہ میں تحریر فرمایا ہے کہ:-
"جوہر و اعراض کا منقلب بجسم ہونا اگرچہ (فلاسفہ کے نزدیک) محال عقلی ہو سکتا

خداوند تعالیٰ کے نزدیک (محال نہیں) تمام امور معقولہ جن کا ہم تصور کرتے ہیں یعنی معانی اور جوہر و اعراض وغیرہ اگر وہ بصورت اجسام اس عالم میں متشخص ہوں تو اس کی قدرت کے آگے کیا بڑی بات ہے؟ اور اس کا مانع کون ہے" البتہ ہم اس عالم کی حقیقت کو نہ ادراک کر سکتے اور نہ محسوس کر سکتے ہیں (اور یہ) اپنے حجاب کی وجہ سے) اور یہ امر مسلم ہے کہ عقل انسانی تمام عوالم الہٰیہ کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ لہٰذا احادیث کے الفاظ کی اس کے معنی کے مطابق تسلیم و تصدیق کرنی ایک ادنیٰ درجے کا ایمان ہے"۔ اور فرماتے ہیں " اولیاء اللہ نے ایسا ہی مشاہدہ کیا ہے اور ہمیں اطلاع دی ہے کہ معانی اور اعمال جسم کی صورت میں متشکل ہوتے ہیں جیسے کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے فیوض و برکات سے ہمیں نفع پہونچائے اور ہمارا حشر اُن کے زمرۂ مریدین میں کرے (آمین)

(حضرت علامہ قرطبی اور علامہ سیوطی کا مضمون ختم ہوا)

بیان عالم مثال | اور حضرت مولانا شاہ تراب علی صاحبؒ کاکوری نے کتاب مطالب رشیدی میں فرمایا (مطالب رشیدی صفحہ ۷۳)

"بداں کہ عالم مثال عالمے است مابین عالم اجسام و عالم ارواح، فوق از اول در سعت و لطافت و تحت از ثانی و عالم ارواح مقدس است از ہمہ دو نمد یعنی نہ مادہ دارد نہ مقدار و عالم اجسام ہمہ مادہ دارد و ہم مقدار و عالم مثال مادہ نہ دارد امامقدار می دارد و بیشتر حکماء و جمہور متکلمین عالم مثال را انکار کردند نشناختہ اند و حکماء اشراق

وجمہور صوفیۂ کرام بداں قائل اند وعقل صحیح
بداں حاکم است، چوں قادر مطلق علمے آفرید
کہ از مادہ و مقدار منزہ است، و علمے دیگر کہ بہرۂ
موصوف بسعت قدرت چناں می خواہد کہ عالمے
مابین ہر دو می باشد کہ مادہ ندارد و مقدار دارد
امّا آنچہ مقدار ندارد و مادہ نہ دارد منصور نیست کہ
نمودے بے تقدر نباشد۔ و نزد محققان بیشتر احکام
آخرت کہ شرع مطہر بداں ناطق است، بہماں
عالم تعلق دارد۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور اثبات عالم مثال

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب
"حجۃ اللہ البالغہ" کے (مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴) ایک پورا باب ثبوت عالم مثال میں تحریر فرمایا
ہے جس کی اصل عبارت مع ترجمۂ اردو درج ذیل ہے۔

اعلم انہ دلت احادیث	"جاننا چاہئے کہ بہت سی حدیثوں سے
کثیرۃ علی ان فی الوجود عالماً	ثابت ہوتا ہے کہ عالم موجودات میں
غیر عنصری تتمثل فیہ المعانی	ایک ایسا عالم بھی ہے جو غیر عنصری
باجسام مناسبۃ لہا فی الصفۃ	ہے، اور جس میں معانی ان اجسام کی
و یتحقق ھنالک الاشیاء قبل	صورت میں تشکل ہوتے ہیں جو اوصاف
وجودھا فی الارض نحوا من	کے لحاظ سے اُن کے مناسب ہیں، پہلے

التحقيق فاذا وجدت كانت هي
هي بعينها من معاني هو هو وان
كثيرا من الاشياء مما لا جسم
لها عند العامة تنتقل وتنزل
ولا يراها جميع الناس قال
النبي صلى الله عليه وسلم لما
خلق الله الرحم قامت فقالت
هذا مقام العائذ بك من
القطيعة وقال ان البقرة و
آل عمران تاتيان يوم القيمة
كأنهما غمامتان او غيايتان
او فرقان من طير صواف
تحاجان عن اهلهما وقال
تجئ الاعمال يوم القيامة فتجئ
الصلاة ثم تجئ الصدقة ثم تجئ
الصيام الحديث وقال ان
المعروف والمنكر لخليقتان
تنصبان للناس يوم القيامة
فاما المعروف فيبشر اهله

اس عالم میں اشیاء کا ایک گونہ وجود ہو لیتا
ہے۔ تب دنیا میں اُن کا وجود ہوتا ہے' اور
یہ دُنیاوی وجود ایک اعتبار سے بالکل اس
عالم مثال کے وجود کے مطابق ہوتا ہے'
اکثر وہ اشیاء جو عوام کے نزدیک
جسم نہیں رکھتیں اس عالم میں منتقل ہوتی
ہیں۔ اور اترتی ہیں۔ اور عام لوگ اُن
کو نہیں دیکھتے۔ آں حضرت (صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ جب خدا نے
رحم کو پیدا کیا تو وہ کھڑا ہو کر بولا کہ یہ اس
شخص کا مقام ہے جو قطع رحم سے پناہ مانگ
کر تیرے پاس پناہ ڈھونڈھتا ہے۔ اور
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سورۂ بقرہ اور آل عمران
قیامت میں بادل یا سائبان یا صف بستہ
پرندوں کی طرح آئیں گی اور ان لوگوں کی
طرف سے وکالت کریں گی جنھوں نے اُن
کی تلاوت کی ہے'

اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت میں
اعمال حاضر ہوں گے تو پہلے نماز آئیگی' پھر

واما المنكر فيقول اليكم اليكم
ولا يستطيعون له الا لزوما
وقال ان الله تعالى يبعث
الايام يوم القيامة كهيئتها ويبعث
الجمعة زهراء منيرة وقال
يؤتى بالدنيا يوم القيامة في
صورة عجوز شمطاء زرقاء
انيابها مشوه خلقها و
قال هل ترون ما أرى انى لأرى
مواقع الفتن خلال بيوتكم كمواقع القطر
وقال في حديث الاسراء فاذا اربعة انهار
نهران باطنان ونهران ظاهران
فقلت ما هذا يا جبريل قال
اما الباطنان ففي الجنة واما
الظاهران فالنيل والفرات
وقال في حديث صلاة الكسوف
صورة لي الجنة والنار وفي
لفظ بيني وبين جدار القبلة
وفيه انه بسط يده ليتناول

خیرات، پھر روزہ الخ۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ نیکی اور بدی، دو مخلوق ہیں جو قیامت
میں لوگوں کے سامنے کھڑی کی جائیں گی۔
تو نیکی اپنی والوں کو بشارت دیگی اور برائی
برائی والوں کو کہیگی ہٹو ہٹو! لیکن وہ لوگ
اس سے چمٹے ہی رہیں گے، اور آنحضرت نے
فرمایا کہ جتنے دن ہیں قیامت میں وہ معمولی
صورت میں حاضر ہوں گے لیکن جمعہ کا دن
چمکتا دمکتا آئے گا۔

اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ قیامت
میں دنیا ایک بڑھیا کی صورت میں لائی جائیگی
جس کے بال کھچڑی (کچھ سیاہ اور کچھ سفید)
دانت نیلے اور صورت بدنما ہوگی۔

اور آنحضرت (روحی فداہ) نے اصحاب
سے، فرمایا جو میں دیکھتا ہوں کیا تم بھی
دیکھتے ہو؟ میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمہارے
گھروں پر اس طرح برس رہے ہیں جس
طرح بادل کے قطرے۔

عنقودا من الجنة وانه تکعکع
من النار ونفخ من حرها
ورای فیها سارق الحجیج
والامرأة التی ربطت الهرة
حتی ماتت ورای فی الجنة
امرأة موسلة سقت الکلب
ومعلوم ان تلك المسافة لا
تسع للجنة والنار باجسادهما
المعلومة عند العامة وقال
حفت الجنة بالمکاره وحفت
النار بالشهوات ثم أمر
جبریل ان ینظر الیهما و
قال ینزل البلاء فیعالجه
الدعاء وقال خلق الله العقل
فقال له اقبل فاقبل وقال
له أدبر فأدبر وقال هذان
کذابان من رب العالمین الحدیث
وقال یوتی بالموت کانه کبش
فیذبح بین الجنة والنار و

اور آں حضرت ؐ نے معراج کی حدیث میں
فرمایا کہ (مجھے) اچانک چار نہریں نظر
آئیں دو نہریں اندر مخفی اور دو باہر بہتی
جبریل ؑ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ بولے اندر
کی نہریں تو جنت کی ہیں اور باہر کی نیل و فرات ہیں
آنحضرت ؐ نے کسوف کی نماز کے متعلق
فرمایا کہ بہشت اور دوزخ میرے سامنے
مجسم کر کے لائی گئیں اور ایک روایت میں ہے
کہ میرے اور قبلہ کی دیواروں کے بیچ میں
بہشت اور دوزخ مجسم ہو کر آئیں۔ میں نے
ہاتھ پھیلائے کہ بہشت میں سے انگور کا
ایک خوشہ توڑ لوں۔ لیکن دوزخ کی گرمی کی
وجہ سے رک گیا۔

اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت ؐ نے حاجیوں
کے چور کو اور ایک عورت کو دوزخ میں دیکھا
جس نے ایک بلی کو باندھ کر مار ڈالا تھا اور ایک
فاحشہ عورت کو جنت میں جس نے کتے کو پانی پلایا تھا
اور یہ ظاہر ہے کہ بہشت اور دوزخ کی
وسعت جو عام لوگوں کے خیال میں ہے وہ

قال تعالیٰ فارسلنا الیہا روحنا
فتمثل لہا بشرا سویا واستفاض
فی الحدیث ان جبریل کان
یظہر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
ویترأی لہ فیکلمہ ولا یراہ
سائر الناس وان القبر یفسح
سبعین ذراعا فی سبعین او
یضم حتی تختلف اضلاع
المقبور وان الملائکۃ تتنزل
علی المقبور فتسألہ وان عملہ
یتمثل لہ وان الملائکۃ تنزل الی
المحتضر بأیدیہم الحریر او
المسح وان الملائکۃ تضرب
المقبور بمطرقۃ من حدید
فیصیح صیحۃ یسمعہا ما بین
المشرق والمغرب وقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لیسلط
علی الکافر فی قبرہ تسعۃ وتسعون
تنینا تنہشہ وتلدغہ حتی

اس قدر (یعنی کعبہ کے چار دیواری کی)
مسافت میں نہیں سماسکتی۔
اور حدیث میں ہے کہ بہشت کو مکروہات
نے، اور دوزخ کو شہوات نے چاروں طرف
سے گھیر لیا ہے، پھر جبرئیل کو خدا نے حکم
دیا کہ دونوں کو دیکھیں۔
اور حدیث میں ہے کہ بلا اترتی ہے تو
دُعا اس کا مقابلہ کرتی ہے، اور حدیث میں
ہے کہ خدا نے عقل کو پیدا کیا کہ آگے آ۔
تو وہ آگے آئی۔ پھر کہا کہ پیچھے ہٹ
جا۔ تو ہٹ گئی۔
اور حدیث میں ہے کہ دونوں کتابیں پروردگار
عالم کی طرف سے ہیں الخ
اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن موت
ایک مینڈھے کی شکل میں لائی جائیگی اور بہشت
اور دوزخ کے درمیان ذبح کردی جائیگی۔
(اور قرآن میں) خدا نے فرمایا کہ ہم نے
روح، مریم کے پاس بھیجی تو وہ اُن کے سامنے
ٹھیک آدمی کی شکل بن کر آئی۔

تقوم الساعة و قال اذا ادخل
الميت القبر مثلت له الشمس
عند غروبها فيجلس يمسح
عينيه و يقول دعوني اصلي
واستفاض في الحديث ان
الله تعالى يتجلى بصور كثيرة
لاهل الموقف وان النبي صلى
الله عليه وسلم يدخل على
ربه وهو على كرسيه وان
الله تعالى يكلم ابن آدم
شفاها الى غير ذلك مما لا يحصى
كثرة والناظر في هذه
الاحاديث بين احدى ثلاث
اما ان يقر بظاهرها فيضطر
الى اثبات عالم ذكرنا شأنه
وهذه هي التي يقتضيها
قاعدة اهل الحديث نبه
على ذلك السيوطي رحمه الله
وبها اقول واليها اذهب او

اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ
جبریل ع آنحضرت م کے سامنے
آتے اور آپ سے باتیں کرتے تھے
اور کوئی اُن کو نہیں دیکھتا تھا۔
اور حدیث میں ہے کہ قبر
ہفتاد در ہفتاد گز چوڑی ہوجاتی ہے
یا اس قدر تنگ آتی ہے کہ مُردہ
کی پسلیاں بھڑکس ہو جاتی ہیں۔
اور حدیث میں ہے کہ فرشتے
قبر میں آتے اور مُردہ سے سوال کرتے
ہیں، اور مُردہ کا عمل مجسّم ہوکر سامنے
آتا ہے، اور نزع کی حالت میں
فرشتے حریر یا گزی کا کپڑا لے کر
آتے ہیں۔ اور فرشتے مردہ کو (جو
دُنیا سے بے ایمان گیا ہے) لوہے کے
گُرز سے مارتے ہیں۔ مُردہ شور کرتا ہے
اور اس کے شور کی آواز تو مشرق سے
مغرب تک کی چیزیں سنتی ہیں۔
اور حدیث میں ہے کہ قبر میں

يقول ان هذه الوقايع تترى
بحس الرائى و تتمثل له فى بصره
وان لم تكن خارجة حسه وقال
بنظير ذلك عبد الله بن مسعود
فى قوله تعالى يوم تاتى السماء
بدخان مبين انهم اصابهم
جدب فكان احدهم ينظر
الى السماء فيرى كهيئة الدخان
من الجوع ويذكر عن امام الاجتهاد
ان كل حديث جاء فى الانتقال
والرؤية فى المحشر فمعناه
انه يغير ابصار خلقه فيرونه
نازلا متجليا و يناجى خلقه و
يخاطبهم وهو غير متغير عن
عظمته ولا منتقل ليعلموا
ان الله على كل شى قدير
او يجعلها تمثيلا لتفهم معانى
اخرى ولست ارى المقتصر
على الثالثه من اهل الحق۔

کانشر پر تنا نوے اژ دہے
مسلط ہوتے ہیں۔ جو اس کو کاٹتے
ہیں۔ تا قیامت۔ اور حدیث
میں ہے کہ جب قبر میں مردہ
آتا ہے تو اُسے نظر آتا ہے۔ کہ
آفتاب غروب ہو رہا ہے۔ اور
وہ اُٹھ بیٹھتا ہے۔ اور کہتا ہے
ٹھہرو! میں نماز پڑھ لوں۔

اور حدیث میں اکثر جگہ
آیا ہے کہ قیامت میں خدا بہت
سی مختلف صورتوں میں لوگوں کے سامنے
جلوہ گر ہوگا، اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ و
وسلم) خدا کے پاس اس حالت میں جائیں گے
کہ خدا اپنی کرسی پر بیٹھا ہوگا اور یہ کہ خود
لوگوں سے بالمشافہ بات چیت کریگا۔

اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں جن کا شمار
نہیں ہو سکتا۔ ان حدیثوں کو جو شخص
تین باتوں میں سے ایک
یا تو ان تمام حدیثوں

وقد صور امام الغزالی فی
عذاب القبر تلك المقامات
الثلاث حيث قال امثال هذه
الاخبار لها ظواهر صحيحة و
اسرار خفية ولكنها عند ارباب
البصائر واضحة فمن لم ينكشف
له حقايقها فلا ينبغي ان ينكر
ظواهرها بل اقل درجات
الايمان التسليم والتصديق
(فان قلت) فنحن نشاهد
الكافر في قبره مدة ونراقبه
ولا نشاهد شيئا من ذلك
فما وجه التصديق على خلاف
المشاهدة (فاعلم)

ان لك ثلاث مقامات
في التصديق بامثال هذه احدها
وهو الاظهر والاصح والاسلم
ان تصدق بانها موجودة وهي
تلدغ الميت ولكنك لا تشاهد

لے' اور اس صورت میں اس کو ایک ایسے
(عالم المثال) کا قائل ہونا پڑیگا جس کی کیفیت
ہم اُوپر بیان کر چکے' اور یہ وہ صورت ہے جو
اہل حدیث کے قاعدہ کے مُطابق ہے چنانچہ
علامہ سیوطی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے
اور خود میری بھی یہی رائے اور یہی
مذہب ہے' یا پھر وہ اس بات کا قائل ہو کہ دیکھنے
والے کو حالت میں یہی شکل نظر آتی ہوگی لو
اس کی نظر میں وہ اسی طرح جلوہ گر ہوں گے
گو اس کے خیالات کے باہر اُن کا وجود نہ ہو
چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ "آسمان اس دنیا
صاف دھواں بن کر نظر آئیگا" اس کے معنی
عبداللہ ابن مسعودؓ نے اسی کے قریب قریب
لئے ہیں۔ یعنی یہ کہ لوگوں پر قحط پڑا تھا، تو
جب کوئی آسمان کی طرف دیکھتا تھا۔ تو
اس کو بھوک کی وجہ سے آسمان دھواں سا
معلوم ہوتا تھا۔ ابن ماجشون (مشہور محدث)
سے مروی ہے کہ جن حدیثوں میں خدا کے
اُترنے اور مرئی ہونے کا ذکر ہے اُن کے معنی یہ ہیں

١٦٧٠٩

ذلك فان هذه العين لا تصلح
لمشاهدة الامور الملكوت و
كل ما يتعلق بالآخرة فهو من
عالم الملكوت اما ترى الصحابة
رضى الله عنهم كيف كانوا يؤمنون
بنزول جبريل عليه السلام
وما كانوا يشاهدونه ويؤمنون
بانه عليه السلام يشاهده فان
كنت لا تؤمن بهذا فتصحيح
اصل الايمان بالملائكة و
الوحي اهم عليك وان كنت
امنت به وجوزت ان يشاهد
النبي صلى الله عليه وسلم
ما لا تشاهد الامة فكيف لا
تجوز هذا في الميت وكما ان
الملك لا يشبه الادميين و
الحيوانات فالحيات والعقارب
التي تلدغ في القبر ليست من
جنس حيات عالمنا بل هي جنس

کہ خدا مخلوق کی نظر میں۔ ایسا تغیر پیدا
کر دے گا، کہ وہ خدا کو ایسی حالت میں
دیکھیں گے کہ وہ اُتر رہا ہے اور تجلی کر رہا
ہے، اور اپنے بندوں سے گفتگو اور
خطاب کر رہا ہے، حالانکہ خدا کی جو شان
ہے نہ اُس میں تغیر ہو گا نہ خدا منتقل ہو گا
اور یہ اس لئے ہو گا، کہ لوگ جان لیں کہ
خدا ہر چیز پر قادر ہے، تیسری صورت یہ
ہے کہ یہ سب باتیں بطور تمثیل بیان کی
گئی ہیں۔ جن سے دوسرے مطالب کا
ذہن نشین کرنا مقصود ہے، لیکن جو شخص
صرف اس احتمال پر بس کرتا ہے میں اس کو
اہل حق میں شمار نہیں کرتا ۔

آخر و تدرك بحاسة اخرى
المقام الثانى ان تتذكر اس
النائم وانه قد يرى فى نومه
حسية تلدغه وهو يتألم
بذلك حتى تراه ربما يصيح
ويعرق جبينه وقد ينزعج
من مكانه كل ذلك يدركه
من نفسه ويتأذى به كما يتأذى
اليقظان وهو يشاهده و
انت ترى ظاهره ساكنا ولا ترى
حواليه حية ولا عقربا والحية
موجودة فى حقه والعذاب
حاصل ولكن فى حقك غير
مشاهد اذا كان العذاب
فى الم اللذع فلا فرق بين حية
تتخيل او تشاهد المقام الثالث
انك تعلم ان الحية بنفسها لا
تؤلم بل الذى يلقاك منها هو
الم السم ثم السم ليس هو

الالم بل عذابك فى الاثر
الذى يحصل فيك من السم فلو
حصل مثل ذلك الاثر من غير
سم لكان العذاب قد توفر و
كان ولا يمكن تعريف ذلك
النوع من العذاب الا بأن
يضاف الى السبب الذى يفضى
اليه فى العادة فانه لو خلق
فى الانسان لذة الوقاع مثلا
من غير مباشرة صورة الوقاع
لم يمكن تعريفها الا بالاضافة
اليه لتكون الاضافة للتعريف
بالسبب وتكون ثمرة السبب
حاصلة وان لم يحصل صورة
السبب والسبب يراد لثمرته
لا لذاته وهذه الصفات المهلكات
تنقلب مهلكات موذيات و
مولمات فى النفس عند الموت فيكون
آلامها كالالام لذع الحيات من

غیر وجودھا انتہیٰ۔

یہ ہے "عالم مثال پر" حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تقریر کا اقتباس،

ان کی تقریر کی اس عبارت، آغاز سے لے کر "جاننا چاہئے... ان الفاظ تک کہ "عالم مثال کے وجود کے مطابق ہوتا ہے" چار باتیں ثابت ہوئیں۔ | چار باتیں ثابت ہوئیں

نمبر ا۔ عالم موجودات میں ایک ایسا بھی عالم ہے، جو غیر عنصری ہے۔ "عالم مثال" اس عالم کا نام ہے۔

نمبر ۲۔ اس غیر عنصری عالم مثال میں معانی، یعنی اعمال اُن اجسام کی صورت میں متشکل ہوتے ہیں جو بلحاظ اوصاف ان اعمال کے مناسب حال ہیں۔

نمبر ۳۔ پہلے اس عالم مثال میں اُن اشیا کا ایک گونہ وجود ہو لیتا ہے، تب اُتا بنا دنیا میں اُن کا وجود ہوتا ہے۔

نمبر ۴۔ اور یہ دُنیاوی وجود ایک اعتبار سے بالکل اُس عالم مثال کے وجود کے مطابق ہوتا ہے!"

یہ ہے چار نمبروں میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ کی تقریر کا خلاصہ۔

اب سیدنا حضرت فخر العارفین قدس سرہٗ کے ارشادات مندرجہ "رازونا" کے ساتھ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی ثابت کردہ چار باتوں کی تطبیق ملاحظہ ہو۔ | تطبیق

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں

۱ ــــ عالم موجودات میں ایک غیر عنصری عالم مثال ہے۔

۲ ــ شاہ صاحبؒ نے عالم مثال میں اعمال کی وصفی صورت کا وجود میں متشکل ہونا فرمایا

۳ ــ جناب شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اولاً اس عالم مثال میں انبیاءؑ کا ایک گونہ وجود ہو لیتا ہے تب (ثانیاً) دنیا میں اُن کا وجود ہوتا ہے

۴ ــ جناب شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ دنیاوی وجود ایک اعتبار سے بالکل

حضرت فخر العارفینؒ فرماتے ہیں

۱ ــ آپؒ نے اسی عالم مثال کو "عالم غیب" سے تعبیر فرمایا، عالم ظاہر کے متقابل ہونے کی رعایت سے،

۲ ــ حضرت فخر العارفینؒ نے راز فنا میں اعمال کی وصفی صورت کو اس تصریح کے ساتھ بیان فرمایا کہ عالم مثال (عالم غیب) میں جمادی صورت میں یا نباتی یا حیوانی یا انسانی شکل میں متشکل ہوتی ہے۔

۳ ــ حضرت قبلہ فخر العارفینؒ "راز فنا" میں فرماتے ہیں کہ: "سالکوں میں جن کو فنا حاصل ہوتی ہے پہلے ان کی قوت مؤثرہ کسی جمادات میں داخل ہو کر عالم مثال (عالم غیب) میں وہ ایک جمادی صورت بنجاتی ہے" اور دوسرے مقام پر فرمایا: "(رتبۂ ثانیاً) سالک کے دل میں وہی عالم مثال والی صورت پیدا ہوتی ہو"

۴ ــ حضرت قبلہ فخر العارفینؒ راز فنا میں فرماتے ہیں کہ "ولادت معنوی کے بعد سالک

اُس عالمِ مثال کے وجود کے مُطابق ہوتا ہے	کے دل میں (عالمِ مثال والی) صورت پیدا اور نمودار ہوتی ہے (یعنی مشبّہ اور مشبّہ بہ کی مثالی صورت میں مطابقت ہوئی ہے)

حق واضح ہوگیا

اس تطبیقِ کلام سے مقصود یہ ہے کہ عالمِ مثال (عالمِ غیب) کے متعلق حضرت قبلہ فخر العارفینؒ کے ارشاد کا تمام وکمال صحیح اور برحق اور محقق حضرات اکابرین اسلام سے مطابق ہونا ہر شخص کے رُوبرو آئینہ ہوجائے اسی معنی کی دلیل میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے یہ الفاظ بڑی اہمیت رکھتے ہیں جو آپ ابھی پڑھ چکے ہیں کہ

"... یہ وہ صورت ہے جو کہ اہلِ حدیث کے قاعدے کے مطابق ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور خود میری بھی یہی رائے ہے

اور میرا بھی یہی مذہب ہے"

ولادتِ معنوی کی قوتِ مؤثرہ

اب ولادتِ معنوی کی قوتِ مؤثرہ کے متعلق مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ یہ مسئلہ چونکہ اسرارِ الٰہی سے ہے حضرات بزرگانِ دین نے اس کی وضاحت میں لب کشائی نہیں فرمائی۔ صرف مجملاً و اشارۃً ذکر فرما دیا جسے بس خواص ہی جان سکیں نہ کہ عوام

اس مسئلہ میں حضرت فخر العارفینؒ کی شان ایک امتیازی شان ہے چونکہ آپ اس کے اظہار کے لئے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے مامور و محکوم فرمائے گئے تھے اس لئے آپ نے بحکم خداوندی اس مسئلہ کو کافی و شافی تصریح و تشریح و توضیح کے ساتھ ظاہر فرمایا تاکہ وہ عام فہم ہوجائے اور اہلِ اسلام گمراہی سے بچیں۔

پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت فخر العارفینؒ نے جو فرمایا شریعت اور طریقت کے عین مُطابق ہے اور یہی مذہب ہے حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ ولی اللہؒ کا اور یہی منشا و مقصود ہے

حضراتِ صوفیۂ کرام و محدّثین عظام کا، رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

مختصر یہ کہ عالمِ مثال مستقر اور قرارگاہ ہے، اعمال کی مُناسب اَشکال (وصفی صورتوں کا) اور اعمال کی تاثیر سے عالمِ مثال میں جو قوت اور صورت سالک کے دل میں پیدا ہوتی ہے، اسی کو اصطلاحاً قُوّتِ مؤثرہ کہتے ہیں، کما لا یخفیٰ۔

قوتِ مؤثرہ کی ترقیات اور عالمِ مثال سے اُس کا تعلق

مؤلف عرض کرتا ہے کہ سالک کا ذکر، شغل، ریاضت، مجاہدہ کرنا نیز اس کا ہر فعل اور ہر کام یہ اُس کے اعمال ہیں اور قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ کراماً کاتبین (دو فرشتے) نیک و بد تمام اعمال انسانی کو روزانہ ہر انسان کے نامۂ اعمال میں لکھتے رہتے ہیں۔

پس جس طرح اس احکم الحاکمین عادل کریم منصفِ حقیقی نے اپنے بے پایاں مملکت کے اندر اعمال کے روزنامچہ میں بذریعہ ملائکہ درج ہوتے رہنے کا انتظام فرمایا تاکہ سب کے عمل ضبطِ تحریر میں آتے رہیں اور پھر قیامت میں پیش ہوں، اسی طرح عمل کی تصویر پیدا ہونے کا عالمِ مثال میں ایک نظام مقرر فرمایا، اس لئے ان اعمال کی صورتیں عالمِ مثال میں اُن اجسام کی صورتوں میں متشکل اور منقلب ہوتی ہیں۔ جو اوصاف کے لحاظ سے اُن اعمال کے مناسبِ حال ہیں اور یہ شکلیں سامنے قیامت میں ظاہر ہوں گے۔ تمثیلاً یوں سمجھئے کہ: ۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ "سورۂ بقرہ اور سورۂ آلِ عمران قیامت کے دن بادل یا سائبان یا صف بستہ پرندوں کی طرح آئیں گی، اور اپنے تلاوت کرنے والے کی وکالت کریں گی۔"

پس یہ تلاوت کرنے والے کے عمل کی مثالی شکل ہے، جو عامل کے عمل تلاوت

قرآن کے اوصاف کے مناسب حال۔ صورت حیوانی (پرند) کی شکل میں قیامت کے دن نمودار ہوگی۔ دیگر اعمال کے اوصاف کے مناسب حال کن کیا صورتیں ہیں جو وجود میں آتی ہیں۔ اس کو عالم الغیب حق سبحانہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

لیکن جتنا کہ احادیث شریف میں وارد ہوا ہے یا حضرات اہل اللہ کے ارشاد مبارک سے معلوم ہوا ہے، سمجھنے کے لئے اور ہدایت کے لئے کافی ہے۔

مثلاً حدیث شریف میں ہے:-

ظالم چیونٹی کی صورت میں

یحشر الظالم علی صورۃ الذر (ترجمہ) ظالم کا حشر چیونٹی کی صورت میں ہوگا۔

ارشاد عالی

اور حضرت فخر العارفین نے راہ فنا میں سالک کے عمل سے قوت مؤثرہ کی ترقیات فنائے ناسوتی میں اوّل جمادات سے ترقی کرکے نباتات میں اور نباتات سے حیوانات اور انسانات میں رواں اور متشکل ہونے کو فرمایا ہے اور وہ قوت مؤثرہ سالک کی حیات اور مرنے کے بعد بھی قائم اور باقی رہتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس صورت میں جان پیدا ہوتی ہے، اور انسانی حواس اور طبیعت حاصل کرلیتی ہے اور اس کی نشو ونما ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی پوری جسامت اور طاقت کو پہونچ جاتی ہے اور وہ عالم غیب میں انسان کہلاتی ہے۔

اور حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ نے مثنوی شریف میں، انہیں امور اور صورت عالم مثالی کی طرف یوں اشارہ فرمایا ہے۔

اشعار مثنوی

آں ترقی کہ بے بدن داری بدن	(ترجمہ) مرنے کے بعد اس بدن عنصری کے سوا دوسرا
پس مترس از جسم جاں بیروں شدن	جسم مثالی ہے۔ پس مت ڈر انتقال کرنے سے
ہر خیالے کو کند در دل وطن	جو خیال تیرے دل میں گھر بنائے گا اور رہے گا

روز محشر صورتے خواہد بدن	قیامت کے دن وہ نتیجہ صورت میں نمایاں ہوگا
سیرتے کندر وجودت غالب است	تیرے وجود دل کے اندر جو صورت و خصلت غالب
ہم بران تصویر حشرت واجب است	ہوگی اسی صورت میں تیرا حشر واجب ہے

اور حضرت مولانا قدسی رحمہ بھی اسی معنی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ	من نیز حاضر می شوم تصویر جاناں در بغل

حضرت قدسی کا اشارہ اسی "صورت مثالی" کی طرف ہے جو عالم مثال کے اندر وجود میں آنے کے بعد سالک کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور عالم مثال کی صورت کے مطابق ہو بہو ہوتی ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے فرمایا ہے ۔

ایک تشریح

البتہ یہ بات غور کے قابل ہے کہ جب عوالم مختلف ہیں یعنی عالم ناسوت و ملکوت و جبروت و لاہوت، اور ان کے ذکر و شغل بھی مختلف اور جداگانہ ہیں جس کی تصریحات حضرات اولیاء اللہ کے مصنفات میں موجود ہیں تو پھر ان اعمال کی وصفی مناسب حال صورتیں بھی مختلف ہوں گی، مثلاً اگر عمل، عالم اجسام و ناسوت کے مرتبہ کا ہے تو یہ اس کی صورتیں اسی عالم اجساد و ناسوت کی شبیہ کے موافق ہوں گی، اور اگر عمل عالم ملکوت کا ہے تو اس کی صورتیں اسی عالم کے موافق ہوں گی۔

حضرات اہل اللہ کی تصریحات اور استقراء کے تتبع اور تلاش سے عالم ناسوت کی صورتوں کا انحصار جمادی یا نباتی یا حیوانی یا انسانی ان چاروں صورتوں میں اور شکلوں میں معلوم ہوا"

اور یہ ہی "راز فنا" میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ حافظ فیض الرحمٰن کی قوت مؤثرہ صورت حیوانی شیر کے بچے کی صورت میں تھی")

ولادت معنوی کا بیان (۵) ولادت معنوی کی دو قسمیں ہیں، اسماء جمالی کی تاثیر سے پاک

اور اسماء جلالی کی تاثیر سے ناپاک ولادت معنوی ہوتی ہے، پاک سالکوں سے پاک اور ناپاک سالکوں سے ناپاک ولادت ہوتی ہے، پاک سے ناپاک اور ناپاک سے پاک ولادت ہرگز نہیں ہو سکتی اسی طرح قوت موثرہ کی بھی دو قسمیں ہیں، پاک ولادت معنوی کی تاثیر سے جو قوت موثرہ حاصل ہوتی ہے وہ پاک ہے اس سے ہمیشہ افعال محمودہ اور اعمال صالحہ نیک اور اچھے کام ہوں گے، اور ناپاک ولادت معنوی کی تاثیر سے جو قوت موثرہ حاصل ہوگی، اس سے ہمیشہ افعال غیر محمودہ اور اعمال غیر صالحہ (بد اور برے کام) ہوں گے۔ (جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا حافظ فیض الرحمن کو ناپاک ولادت معنوی حیوانی شیر کے بچے کی صورت میں حاصل تھی جس کو حضرت فخر العارفین رضؓ نے اللہ تعالیٰ کے حکم وارادہ سے (اور اسی کی دی ہوئی قوت سے) مار کر جلا دیا، اور نالاب میں گاڑ دیا، یعنی وہ قوت قتل کر دی گئی، اب مسلمانوں کو گمراہ نہیں کر سکتی)۔

قوت موثرہ صفت ہے

(۶) اب یہ امر کہ قوت موثرہ ذات سے علیحدہ صفات ہے جیسا کہ حضرت قبلہ فخر العارفین رضؓ نے فرمایا اس کی دلیل یہ ہے کہ:۔

صفات جمع ہے صفت کی (اور تعریف صفت کی یہ ہے) صفت وہ تابع ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے، جو اس کے متبوع کی ذات میں حاصل ہو۔ مثلاً زیدٌ عالمٌ، ترکیب میں زید، موصوف، اور عالم اس کی صفت ہوئی، اور علم کی اسناد زید کی طرف کی گئی ہے۔ اور وہ غیر ہے، ذات زید سے۔

اسی طرح "قوت موثرہ" غیر ہے، فیض الرحمن کی ذات سے، کیونکہ وہ وصفی ہونے مثالی ہے۔ پس فیض الرحمن موصوف اور متبوع ہوا، اور اس کی قوت موثرہ صفت اور تابع ہوئی۔ اس لئے ذات سے علیحدہ صفات ہے)

قوت موثرہ پر سلب و ہلاکت کا وارد ہونا

(۷) اب قوت موثر پر سلب یا ہلاک وارد ہونے

کا معاملہ یہ ہے، کہ رازِ فنا میں حضرت قبلہ فخر العارفین رح نے حافظ فیض الرحمٰن کی فقیری
یعنی قوّت مؤثرہ کے ہلاک ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

واضح ہو کہ قوّت مؤثرہ پر سلب اور ہلاک دونوں واقع ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ سُنا
ہوگا کہ فلاں نے فلاں کا حال سلب کر لیا، سلب یعنی حبس اور قید کے ہے، جس کی
خلاصی اور رہائی، مدت پوری ہونے پر ہو سکتی ہے جس طرح کسی قیدی کو جیسا سزا پوری ہو جانے پر قید خانے سے رہائی
حاصل ہوتی ہے اسی طرح سلب حال بھی واپس ہو سکتا ہے ہلاک یعنی قتل ہے اس کی واپسی نہیں ہو سکتی،
یہ مانند موت ہے، یعنی اگر کسی کو پھانسی پر موت آجائے تو پھر وہ زندہ نہیں ہو سکتا۔

سلب و ہلاک کے واقعات

تصوّف اور سیر کی کتابوں میں سلب حال اور ہلاک و
قتل کے واقعات بہت لکھے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا
شیخ عبد الحق رح محدث دہلوی نے کتاب "زبدۃ الآثار" (مطبوعہ "مکبن لنگ کمپنی صفحہ ۸۶)
میں لکھا ہے کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رض نے دو شخصوں کی نسبت
فرمایا کہ "ہم نے خدا کی بارگاہ میں اُن کی گردن مار دی۔

"گردن مار دینے" کے یہ معنی ہیں کہ ان لوگوں کی قوّت مؤثرہ کو خدا کے حکم سے
حضرت غوث اعظم رض نے، عالم مثال میں ہلاک اور قتل کر دیا، اس قوّت موثرہ سے
اب کوئی تصرف صادر نہیں ہو سکتا۔

حضرت فخر العارفین رح نے بھی خدا کے حکم سے یہی خدمت اسلام انجام دی

اسی طرح حافظ فیض الرحمٰن اور مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ کی قوّتِ موثرہ بحکم
خدا غضب الٰہی سے ہمارے حضرت مرشد و مولا فخر العارفین رح کے دستِ
حق پرست سے قتل و ہلاک کر دی گئی ہے۔ اب اس قوّت سے کسی تصرّف

ظہور نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ان کے طریقے کا عروج ہو سکتا ہے۔ بلکہ تنزل ہی
ی تنزل ہوتا رہیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔
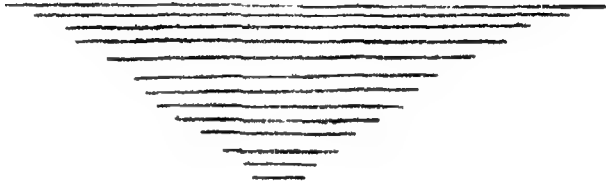
راز فنا کے بعض مضامین کی کچھ اور وضاحت

ولادتِ معنوی اور قوتِ مؤثرہ!

مذکورہ بالا مضامین سے "ولادت معنوی" اور "قوت موثرہ" کے دلائل از روئے شریعت وطریقت ثابت ہوئے، اور اس کی توضیحات و تشریحات سے قارئین کرام مستفیض ہوئے، اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ تناسخ اور بروز اور ولادت معنوی کا فرق و امتیاز کیا ہے؟

دوسرے مذاہب والوں کی غلط فہمی

ارشاد فرمایا: "دوسرے مذاہب والوں نے "تناسخ" کو لکھا ہے، مگر غلط لکھا ہے، جو معنی وہ بیان کرتے ہیں اُسے تناسخ نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ تو رُوح کا تصرف ہے جسے بروز کہتے ہیں، بروز زندہ بھی کر سکتا ہے اور مردہ بھی، مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے "فتاویٰ عزیزیہ" میں بروز کے مسئلہ کو لکھا ہے۔"

بروز کے لغوی معنی ہیں باہر نکلنا، ظاہر ہونا اور اصطلاح صوفیہ کرام میں، ایک رُوح کے دوسرے کی رُوح میں تصرف کرنے کو بروز کہتے ہیں۔

فتاویٰ عزیزیہ میں لکھا ہے

اب فتاویٰ عزیزیہ کی اصل عبارت لکھی جاتی ہے۔ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مضمون اور تنوع کسی خط اور

فتویٰ کے جواب میں تحریر فرمایا تھا (ملاحظہ ہو ترجمہ فتاویٰ عزیزی موسومہ سرور عزیزی مطبوعہ تحفۃ المطابع لکھنؤ جلد اول صفحہ ۲۸۳)

بُروز — "مولانا شاہ عبد العزیز (اپنے مخاطب کو لکھتے ہیں) مسئلہ بروز و تناسخ میں جو کسی کتاب سے نقل کیا تھا ، درست ہے اور جو فرق بروز و تناسخ میں لکھا تھا۔ وہ بھی صریحاً فرق ہے بلکہ صوفیاء کے نزدیک تصرف رُوح کا یعنی بروز روح کا رُوح میں زندہ یا مُردہ کے اصل میں خواص سے حقیقۃ الحقائق تعالیٰ تقدس کے ہے اور چونکہ نسبت اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے ساتھ نسبت ظاہر کی ، ساتھ مظاہر ، اور قیومیت کے ہے اس واسطے مخلوقات میں بھی اس طرح کا تصرف ثابت ہے ، البتہ اس طرح کا تصرف مخلوقات سے جو کہ ملائکہ اور جن سے ہیں' ان کی عادت میں داخل ہے اور عام طور پر یہ تصرف سب ملائکہ اور جن میں ہے اور بعض دیگر مخلوقات کہ ارواح بنی آدم کے ہیں۔ اُن سے اگر صدور اس طرح کے تصرفات کا ہووے تو اُن کے بارے میں خرق عادت سمجھا جاتا ہے اور قصص الانبیاء میں ایسے تصرف کا صدور بہت منقول ہے' اور خود شیخ اکبر (ابن عربیؒ) نے اس بارے میں اس قدر روایت کی ہے جو اس مسئلہ کی تحقیق کے لیئے کافی ہے اور روح ارواح جن کے ساتھ ارواح بنی آدم کی مشارکت ہو جاتی ہے چنانچہ یہ امر شیخ سدّو وغیرہ میں ثابت ہے تو اس مشارکت کی وجہ سے اس شخص میں کچھ نقصان یا قدح لازم نہیں آتا ، جس شخص میں کہ یہ مشارکت پائی جاتی ہے اس واسطے کہ مشارکت و تشکیل اشکال مختلفہ میں' درمیان ملائکہ و شیاطین کے ثابت ہے اور اولیاء اللہ سے بھی بہت منقول ہے ، چنانچہ قصہ چہل غزل سید علی ہمدانی قدس سرہٗ وغیرہ کا اسی قبیل سے

ہرگز قدح اور اس سے اولیاء اللہ اور ملائکہ میں ...

ونقصان لازم نہیں آتا۔ تو اگر شیاطین کو' بہ سبب اقتضائے سرشتہ اُن کے اس قدر مشابہت ملائکہ اور اولیاء کے ساتھ حاصل ہوجائے تو اس میں کیا مضائقہ ہے' اس واسطے کہ ہر جنس میں نیکوں اور بدوں میں باہم اکثر اُمور میں مشارکت رہتی ہے اور مثل مشہور ہے ع ' آنچہ آدم می کند' بوزینہ ہم '

اور نیک و بد کے اس تصرف میں فرق ہے' اس واسطے کہ شیاطین شیخ سدّو وغیرہ کے مانند' یہ تصرف اس غرض سے کرتے ہیں کہ بنی آدم کو تکلیف دیں اور اپنے معبود ہونے کا بنی آدم کو گمان کرادیں تا بنی آدم ان کی عبادت کریں' اور ان کی نذر مانیں اور ان کے نام پر جانور ذبح کریں اور ارواحِ مقدسہ یہ تصرف اس واسطے کرتے ہیں کہ دوسروں کی رُوح میں کیفیت محمودہ حاصل ہووے' اور نیکوں اور بدوں کے تصرف میں جو فرق ہے اس کا دارومدار نیت پر ہے یعنی نیکوں کی نیت صالح ہوتی ہے اور بدوں کی نیت فاسد ہوتی ہے' اور یہ عمل دونوں کا بظاہر ایک ہی طور پر ہوتا ہے' چنانچہ طریقہ کفار و مجاہدین . . .
. . . . دونوں کا استعمال آلاتِ جنگ میں' اور تلوار چلانے میں اور برچھا سے مارنے میں' اور قواعد سپہ گری میں یکساں ہوتا ہے' اور فرق کفار و مجاہدین میں باعتبار نیت کے ہے' مجاہدین کی نیت صالح ہوتی ہے اور کفار کی نیت فاسد ہوتی ہے۔

اور مشابہت ارواحِ مقدسہ کی اس عمل کی شیخ سدو وغیرہ شیاطین کے اس عمل کے ساتھ صوفیاء کے نزدیک چنداں مستبعد نہیں' اور یہ تائید میں شیخ ابن فارض مصری رحمۃ اللہ علیہ کے واقع ہے۔

اور مولانا روم قدس سرہٗ نے وہی معنی فارسی میں فرمائے ہیں۔ (مثنوی)

چوں پری غالب شود بر آدمی　　گم شود از مرد وصف مردمی
چوں پری را ایں دم و قانون بود　　کردگار آں پری خود چوں بود

اور سِر (بھید) یہ ہے کہ جو نسبت قیومیت روح کو اپنے بدن کے ساتھ ہوتی ہے روح وہ نسبت دوسرے کی روح میں پہنچا سکتی ہے، بشرطیکہ اس دوسری روح کو اس روح کے ساتھ (رابطہ اور) مناسبت ہو اور وہ دوسری روح گویا اس روح کی روح ہو جاتی ہے، اور جس قدر زیادہ مناسبت اس روح کو دوسری روح کے ساتھ ہوتی ہے اسی قدر اس تصرف کا زیادہ ظہور اس دوسری روح میں ہوتا ہے، حتیٰ کہ حقیقۃ الحقائق میں کہ روح جمیع ارواح کی ہے۔ یہ معنیٰ نہایت کامل اور نہایت متحقق ہوتا ہے۔ اور اس جہت سے ہر روح پر اس تصرف کا فیضان ہو سکتا ہے، البتہ قبول کرنے والے کی استعداد شرط ہے، اور یہ امر تصوف کے قواعد کے مطابق ہی ہو سکتا ہے، لیکن علمائے ظاہر اس تصرف کو تلبیسات و شیاطین (جن) پر حمل کرتے ہیں، اس واسطے کہ اس طرح کے تصرف کا اثر جس شخص پر ہوتا ہے تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب اس سے پوچھا جاتا ہے تو وہ اپنا نام کسی بزرگ کا نام بتلاتا ہے تاکہ لوگ اس کو بُرا نہ جانیں، اور اس کی تعظیم کریں۔ اور اس کی بات پر اعتقاد کریں اور مسائل تصوف اور مضامین مخصوص کو جان لینا جن اور شیاطین کے لئے آسان کام ہے، البتہ بعضے شیاطین اس طرح کے تصرف سے صریحاً بہکانے کا قصد کرتے ہیں۔ تو خواص اس فریب میں نہیں آتے اور بعضے شیاطین اس تصرف کے ذریعے سے پہلے ارشاد و تعلیم کرتے ہیں اور اس طریقے سے لوگوں کو اپنی تعلیم و ارشاد کا خوگر بناتے ہیں تاکہ لوگ اُن کی طرف مائل ہوں اور اس فریب میں عوام کے ساتھ خواص بھی آجاتے ہیں، اور اسی غرض سے وہ شیاطین اپنا نام بزرگان دین میں سے کسی بزرگ کا نام بتلاتے ہیں

چنانچہ یہ خبر متواتر ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں (یعنی ظہورِ قدسی حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے زمانے میں) شیاطین بعضے اشخاص پر مثلاً سطیح اور سطیح اور اس وقت کے دیگر کاہنوں پر اسی طور سے آتے تھے اور یہ چیز قابلِ انکار نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور اس دعوے کی دلیل علمائے ظاہر کے نزدیک یہ ہے کہ اگر ثابت ہو لے کہ صدور اس طرح کے تصرفات کا ارواحِ طیبۂ انبیا، اولیا سے اور ملائکہ سے اور حق تعالیٰ سے بھی ہوتا ہے۔ حالانکہ یقیناً قطعی طور پر ثابت ہے کہ اس طرح تصرف کا صدور شیاطین اور ارواحِ خبیثہ سے ہوتا ہے تو بعضے امورِ شرعیہ میں اشتباہ قوی لازم آئیگا اس واسطے کہ جب دجال کذابین کی خبر شرع سے ثابت ہے تو ممکن ہے کہ وہ دجال کذابین اس طرح کا فریب کریں کہ بروز روحِ مقدسہ کا اپنے میں غلط دعویٰ کریں یعنی اپنا نام مثلاً انبیا میں سے کسی نبی کا نام بتا دیں اور انکے افعال اقوال صادر کریں تو یہیں انکی جگہ ہوگی اور دنیا کذابین اہلِ حق کو ستایا کرینگے بلکہ دجال اکبر کہ بروز حق تعالیٰ کا اپنے میں غلط دعویٰ کریگا تو اسکو بھی ستایا کرنا اور الزام دینا ممکن نہ ہوگا

اور بعضے اولیاء کرام سے جو قصہ منقول ہے جیسے کہ نفحات (حضرت مولانا جامی رح) میں (حضرت) اوحدالدین کرمانی رح کے ذکر میں ہے اور ایسا ہی "فتوحاتِ شیخ اکبر" میں مذکور ہے تو وہ واقعہ اولیاء کا اُن کے زمانۂ حیات میں ہوا کہ ان اولیائے کرام نے کسی دوسرے زندہ شخص کی روح میں اپنا تصرف کیا اور اس کی روح کو معطل کر دیا، اور بجائے اس کے، اس شخص کی زبان سے خود کلام کیا اور یہ امر مقامِ اشتباہ نہیں۔ اس واسطے کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں فریب کرے اور زندہ لوگوں میں سے کسی کی روح کے بروز کا اپنے میں غلط دعویٰ کرے، یعنی فریب سے اپنا نام اس شخصِ زندہ کا نام بتا دے تاکہ لوگوں کو مغالطہ دیوے، کہ اس شخصِ زندہ کی روح کا حلول اس شخص کے بدن میں ہوا ہے، اور

اس شخص کے قول و فعل کے مانند یہ شخص زیر مشاہدہ قول و فعل صادر کرے، تو ممکن ہے کہ یہ شبہہ اس طرح دفع کر لیا جائے کہ اس شخص زندہ سے دریافت کیا جائے کہ آیا فی الواقع اس دوسرے شخص کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا غلط ہے تو اس امر کی تحقیق ہو جائیگی اور شبہہ رفع ہو جائے گا۔ بخلاف ان ارواح کے جو عالم برزخ میں ہیں اور بخلاف ملائکہ اور حضرت حق تعالیٰ کے، کہ اگر کوئی شخص فریب دیوے اور برزخ کی ارواح میں سے کسی کی روح کا بروز اپنے میں گمان کر لے، تو ایسی صورت میں اشتباہ رفع کرنا ممکن نہ ہوگا۔ اس واسطے کہ ممکن نہیں ہے کہ ان ارواح میں سے جو برزخ میں ہیں اور ملائکہ سے اور حضرت حق تعالیٰ سے حقیقت حال دریافت کی جائے کہ اشتباہ رفع ہو جائے۔

اور صوفیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے کہ ارواح اولیاء کا بروز ہر حال میں کسی دوسرے میں ہو سکتا ہے خواہ وہ اولیاء زندہ ہوں، یا اموات سے ہوں تو صوفیہ (علمائے ظاہر کی) اس دلیل کے جواب میں کہتے ہیں کہ جو اشتباہ و تلبیس کہ سریع الزوال (جلدی دور ہو جاتا ہو) اس سے کچھ حرج لازم نہیں آتا، اور یہ تلبیس و اشتباہ ایسا ہی ہے کہ دلائل کتاب و سنت و احکام شرعیہ میں کچھ بھی غور کرنے سے زائل ہو جائے۔ (پس) اس شخص کے افعال و اقوال میں غور کرنا چاہئے، اگر وہ قواعد شرعیہ کے موافق ہوں تو جاننا چاہئے کہ بروز روح پاک کا اس میں ہوا ہے اور اگر اس کے اقوال و افعال قواعد شرعیہ کے خلاف ہوں تو سمجھنا چاہئے کہ بروز روح خبیث کا اس میں ہوا ہے الخ

ضرورت کے بقدر

اس مسئلے کی تحقیق اور اثبات کے لئے فتاویٰ عزیزیہ کی جتنی عبارت ضروری تھی اس کتاب کے مؤلف نے نقل کر دی اور طوالت کے خیال سے اختصار پیش کیا۔ شائقین تصوف کی کتابوں میں اس کی تصریحات ملاحظہ کر سکتے ہیں اور نفحات

اور فتوحات وغیرہ جن کتابوں کا نام حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے تکثیر معلومات کے لئے اُن کو دیکھ سکتے ہیں۔

بروز و تناسخ کا فرق | بروز میں تصرف ایک رُوح کا دوسرے کی رُوح میں ہوتا ہے، اور اس کی مختلف صورتیں ہیں، جیسے، بروز تنازعہ وغیرہ، مگر وہ نادر اور قلیل الوقوع ہے۔

بروز جس طرح نیک انسان سے ہو سکتا ہے اُسی طرح بد انسان اور جن، پری اور خبیث شیطانی رُوحوں سے بھی ہو سکتا ہے۔

بروز زندہ بھی کر سکتا ہے اور مردہ بھی۔ اور اِس رُوح زندہ متصرف غالب کا تعلق اپنے جسم و قالب سے بھی باقی رہتا ہے، اور مغلوب اور منفعل ہونے والی روح کی رُوح ہو جاتی ہے اور اس میں تصرف کرتی ہے اور اس رُوح مغلوب انسانی سے استدراج یا خرقِ عادات و کمالات کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

یہ بروز بیشتر تو تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے اور زیادہ چند گھنٹوں کے لئے اور آؤ (ردوروں) کے ساتھ بھی ہوتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ وہ متصرف غالب رُوح شخص مغلوب و منفعل میں دوام اور ہمیشگی کے ساتھ حیات طبعی اور حس و حرکت بخشش کرتی ہو جیسے کہ تناسخ میں بیان کیا جاتا ہے بلکہ وہ شخص مغلوب و منفعل تو بروز سے پہلے بھی زندہ اور حساس اور متحرک تھا اور بروز کے بعد بھی ہے)

ہندو مذہب میں جو تناسخ بیان کیا جاتا ہے، بروز میں اور تناسخ میں فرق یہ ہے کہ تناسخ عبارت ہے منتقل و متعلق ہونا ایک رُوح کا اپنے بدن عنصری سے مفارقت کر کے، دوسرے قالب عنصری میں! "یعنی (ایک چولے سے دوسرے چولے میں جنم لینا)، خواہ

وہ چولہ اعلیٰ درجے کا ہو یا ادنیٰ درجے کا اور یہ تعلق اسی بدن عنصری میں عمر طبعی تک ایجاد اور شہوت حیات اور حس و حرکت پیدا کرنے کی غرض سے ہوگا۔

اور تناسخ میں استدراج یا خرقِ عادات یا اظہار کمالات مقصود نہیں ہوتا، اور اس روح کو اوّل قالب سے تعلق نہیں رہتا اور نہ وہ کسی زندہ اور مردہ کی رُوح سے مغلوب و منفعل ہوتی ہے نہ دوسری رُوح کا اس میں تصرف ہوتا ہے جیسے کہ بروز میں ہوتا ہے۔

اس خلاصہ سے ناظرین پر بروز اور تناسخ کا فرق صاف طریقہ سے ظاہر ہوگیا، اب اس معنی کی مزید وضاحت کے لئے بطور تمثیل ایک حکایت لکھی جاتی ہے۔

آواگون کا تماشہ

چند سال ہوئے کہ دہلی کے بعض غیر مسلم اخباروں میں تناسخ (آواگون) کے ثبوت کا بہت بلند آہنگ تذکرہ ہوتا رہا کہ دہلی کے قریب ایک ہندو لڑکی ہے جو اپنے پچھلے جنم کی باتیں ٹھیک ٹھیک بتاتی ہے کہ اس کا پچھلا جنم کہاں اور کس گھر میں ہوا تھا اس کے رشتے دار کہاں اور کون تھے، جُوق جُوق لوگ اُسے دیکھنے اور اس کی باتیں سُننے کے لئے جاتے آتے رہے چند روز کے بعد یہ چرچا ختم ہوگیا۔ اس کی نسبت پھر کچھ سُننے میں نہیں آیا۔

حقیقت

یہ تناسخ نہ تھا اور نہ بروز تھا، کسی جن یا کسی خبیث رُوح یا شیطان نے اس لڑکی کی رُوح کو مغلوب کر کے یہ باتیں اس کی زبان سے کہلائیں تاکہ مخلوق متعجب اور متحیر ہو کر "آواگون" کے غلط اعتقاد پر یقین کرلے۔

حقیقتاً یہ بروز تھا، اگر اخبار والے اور دوسرے معتقدین عقیدۂ تناسخ اسلام کی روشنی میں اس واقعہ کی تحقیقات کرتے سمجھتے اور دیکھتے تو اس مغالطے میں نہ پڑتے۔

خود ہندو عقیدہ ہے کہ مطابق ایک مردہ کی رُوح کا دُوسرے قالب میں جنم لینا ہوا اگون یا پُنر جنم ہے۔ کہ خرقِ عادات ظاہر کرنے والے پچھلے جنم کی باتیں بتائیں!

تناسخ اور ولادتِ معنوی کا فرق

تناسخ اور بروز کا فرق بیان کرنے کے بعد جو بیان کہ تحت ارشادِ مبارک درج کیا گیا۔ اب تناسخ اور ولادتِ معنوی یعنی ولادتِ ثانیہ) کا فرق ذیل میں لکھا جاتا ہے۔!

ارشاد فرمایا:- "تناسخ اور ولادتِ معنوی (یعنی ولادتِ ثانیہ) میں فرق یہ ہے کہ تناسخ میں بقولِ حکماء ایک کی عین رُوح دوسرے قالب میں داخل ہوتی ہے۔ اور ولادتِ معنوی میں ایک کی "قوّتِ موثرہ" سے دوسرے میں ایک قوّت پیدا ہو جاتی ہے عین رُوح نہیں جاتی اور وہ رُوح کی ایک صفت ہے!"

یہ ہے "ولادتِ معنوی" اور "تناسخ" کا فرق و امتیاز! اوپر جو مضمون تحریر ہوا ہے دونوں کا فرق و امتیاز اس سے صاف ظاہر ہے۔

تناسخ کا مفہوم سمجھنے میں مغالطہ

جو لوگ کہ تناسخ (ایک رُوح کے دوسرے جسم میں جنم لینے اور چولہ بدلنے کے قائل ہیں) اُن کو مغالطہ اور غلط فہمی "تناسخ کی اصلیت کے سمجھنے میں ہوئی" اور اس غلط فہمی کا سبب "ولادتِ ثانیہ" کی اصلیت کو نہ جاننا ہے "ولادتِ ثانیہ" کی اصلی صورت کو تو نہ سمجھا۔ ایک دوسرا خاکہ اور ڈھانچہ غلط طریقے پر اپنی طرف سے بنا لیا۔

قوّتِ موثرہ کا اثر دوسرے پر

ارشاد فرمایا: "تناسخ کی حقیقت ولادتِ ثانیہ ہے" جیسے ہم نے رسالہ "رازِ فنا" میں لکھا ہے کہ کسی اہلِ تصرف درویش یا جوگی وغیرہ کی "قوّتِ موثرہ" سے اگر کسی دوسرے شخص کے دل میں قوت

پیدا ہو جائے تو اس کو ولادتِ معنوی یا ولادتِ ثانیہ کہتے ہیں۔ الخ"

چکر میں پڑ گئے

قائلینِ تناسخ نے اس کی حقیقت کو نہ پایا۔ اس قوتِ مؤثرہ کو عین روح سمجھ کر روح کے دوسرے قالب میں داخل ہونے کا یقین کیا۔ حقیقت کے سمجھنے میں مغالطہ ہوا اور دراکون کے چکر میں پھنس گئے۔ راہِ حق سے دور ہو گئے۔ اگر تناسخ کو ولادتِ ثانیہ کا مترادف یعنی دونوں کو ایک ہی بات سمجھتے جو واقعہ کے مطابق اور اسلامی اصول کے موافق ہے تو پھر تناسخ کی حقیقت واحد تھی جس کے ماننے میں کوئی مضائقہ بھی نہ تھا مگر۔

چوں نہ دیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

انکشافِ حقیقت مشاہدہ سے ہوا

ارشاد فرمایا "سچی بات یہ ہے کہ جنہوں نے مشاہدہ کے ذریعے سے دیکھا، صحیح بات وہ جانتے ہیں۔ دوسروں کو اس بات کا علم نہیں مگر جنہوں نے مشاہدہ . . . .

. . . . کیا (دیکھا) انہوں نے لکھا نہیں اور جنہوں نے لکھا، انہوں نے دیکھا نہیں (اس قیاس آرائی کی اور سُنی سنائی باتوں پر اعتقاد اور بھروسہ کیا لہٰذا) غلط لکھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ علم دیا اور ہمیں دکھایا گیا۔" یہ باتیں بھٹکے گمراہ لوگوں کے سلسلۂ بیان میں آپ نے ارشاد فرمائیں۔ اس لئے کہ آپؒ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (اس کے لئے مامور) فرمائے گئے تاکہ مخلوق حق و باطل میں تمیز کرے اور اسلام کی ہدایت پر چلے۔ وما علینا الا البلٰغ۔

انجہانی بزرگانِ ہنود سے باتیں

فرمایا "ایک روز (عالمِ ارواح میں) ہم وہاں گئے جہاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے زمانے کے ہندو فقیر تھے ان لوگوں نے کہا کہ ولادتِ معنوی اور تناسخ کو آپ نے جو دیکھا اور سمجھا ہی ٹھیک ہے

خدا کے احکام اور قانون بدلا کرتے ہیں"۔

(انہوں نے کہا) "اس زمانے کے ہندو فقیر جس تناسخ کے قائل ہیں وہ غلطی پر ہیں (زمانہ حال کے) ہندوؤں کا یہ تناسخ انہیں نہیں ماننا چاہئیے"۔

(اس کے بعد) آپؒ نے فرمایا: "ہم نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے زمانے کے ہندو فقیروں کی فقیری ہیں ہم کو کلام نہیں، ہر نبی کے وقت کے احکام بہت صحیح اور ان احکام پر چلنے والوں کی فقیری بہت ٹھیک ہے، لیکن اللہ تعالی نے ہمارے حضرت رسول کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو شریعت اور جو طریقت منصب نبوت کے ساتھ عطا فرمائی (وہ آخری اور جامع ہے) اب اس سے حرام وحلال اور پاک وناپاک کی تمیز ہوئی۔ بکری حلال ہوئی اور خنزیر حرام، اب اسی شریعت و طریقت پر چلنے سے (پاک) فقیری حاصل ہوگی اور سابق کے سب دین اور اُن کی فقیری منسوخ ہوگئی، واصل خدا ہونے کا اور نجات کا تنہا راستہ اب صرف اسلام ہے!"

التماس مؤلف

عیسائیوں کی غلط فہمی

جس طرح تناسخ کے معنی سمجھنے میں یعنی ولادت معنوی اور ولادت ثانیہ کی حقیقت نہ پہچاننے میں صاحبانِ مذہب ہندو سے غلطی ہوگئی، اسی طرح ولادتِ معنوی کو نہ سمجھنے سے عیسائی اور یہودی صاحبان نے دھوکہ کھایا۔ مسیحی مذہب والوں کے مغالطہ کا سبب تو یہ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عیسائیوں کا مقولہ ہے کہ حضرت مسیح وعلی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کو باپ کہا ہے (جیسا کہ موجودہ انجیل میں ہے) تو عیسائی صاحبان نے اس کے ظاہری معنی لئے چونکہ آپؑ قدرتِ خداوندی سے بے باپ کے محض اپنی والدہ حضرت بی بی مریم علیہا السلام کے شکم مقدس سے پیدا ہوئے تھے مثل حضرت آدم کے،

جن کی پیدائش بے باپ اور بے ماں کے محض قدرتِ الٰہی سے ہوئی، انّ مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم (قرآن مجید) اور چونکہ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا خدا کو اپنا باپ کہہ کر پکارنا دیکھا، اس سے عیسائیوں کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ آپ واقعی خدا کے بیٹے ہیں۔

اگر بالفرض حضرت مسیح کا خدا کو باپ کہہ کر پکارنا مان بھی لیا جائے کہ آپ نے واقعی ایسا فرمایا ہے، تو یہ ولادتِ معنوی کے اعتبار سے ہی صحیح ہو سکتا ہے۔

حضرات انبیاء کی ولادت معنوی

اس لئے کہ حضراتِ انبیاء علیہم السّلام کی ہدایتِ دینی اور ولادتِ معنوی مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدس کے ساتھ کسی نبی کے لئے بھی۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدس کے سوا کوئی دوسرا ہادی ہادی نہیں ہو سکتا، بایں معنی نبی، صاحبِ مولود، اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہادیٔ برحق اور والدِ معنوی ٹھہرا، اور یہ ولادت عالمِ منزّہ و مقدس کی ولادت ہوئی، نہ یہ کہ اس عالمِ مادی کی طرح ظاہری ولادت، جیسے کہ عرفاً انسان کو، باپ اور ماں دونوں سے فرزند و جنین ہونے کی ولادت ہوتی ہے۔

رموز و اسرار نہ سمجھے

پس حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا خدا کو باپ کہنا جو ولادتِ معنوی کے مفہوم پر منطبق ہے، عیسائیوں نے اس ولادتِ معنوی کے رموز و اسرار کو نہ سمجھ کر ظاہری ولادتِ دنیاوی پر محمول کیا، اور کفر و شرک میں مبتلا ہوئے اور صراطِ مستقیم سے بھٹک گئے، تعالیٰ اللہ عما یصفون۔

نبی اور امتی کا فرق

حضرات انبیاء علیہم السّلام کی ولادتِ معنوی اور امتی کی ولادتِ معنوی میں یہ فرق ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السّلام کی ولادتِ معنوی تو بغیر کسی واسطہ مبدأ انبیاء عزّ ذاتہٗ (حق) سے ہے اور امتی کی حضرات انبیاء علیہم السلام اور انکی امت کے اولیائے کرام کے ذریعے اور واسطہ سے ہوتی ہے۔

یہود کی غلط فہمی

آغازِ اسلام کے زمانے میں یہود کا جب، یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں، تو یہ بھی ان کا زعم فاسد تھا اگر حقیقتِ ولادتِ معنوی سے آگاہ ہوتے تو وہ بھی دھوکہ اور مغالطہ میں نہ پڑتے۔

التماس مؤلف کتاب

مؤلّف، ہر مذہب کے لوگوں اور تمام بندگانِ خدا کا بھلا چاہتا ہے اُسے کسی مذہب اور کسی فرقہ سے مخاصمت ذاتی نہیں، پس ہر مذہب کے اصحاب سے التماس ہے کہ اس کتاب کے مضمون کو سمجھنے کی کوشش کریں تعصب کی نظر سے مطالعہ نہ کریں، بلکہ حق شناسی اور حق بینی کے نقطہ نظر سے دیکھیں، دُعا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ سب کو اسلام کے فیضان و برکات سے بہرہ ور فرمائے آمین۔

التماس حضرات اہل اسلام سے

اور خصوصیت کے ساتھ حضرات اہل اسلام سے درخواست ہے کہ بے شرع کسی درویش اور غیر اسلام کسی فقیر کی طرف منسوب نہ ہوں، خواہ اس سے کیسے ہی کمالات کا اظہار ہوتا ہو۔

اسلام کی پاک فقیری کے سوا، غیر اسلام، اور غیر شریعت اسلام ہر ایک فقیری بے سود اور منسوخ ہے، جس سے نہ کمال نصیب ہو سکتا ہے نہ نجات۔

کُلیۂ فقہیہ

فقہیہ اسلامی کا یہ کلیہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو چیز حرام و حلال دونوں سے مرکب ہوتی ہے اس کا مجموعہ بھی حرام ہے، پس پاک درویشی کو ناپاک درویشی سے نہ ملانا چاہیئے۔

نصائح حضرت فخر العارفین رح

اس محل پر مولائی و مرشدی حضرت فخر العارفین قدس سرہٗ نے مریدین کے لئے اور عامۃ المسلمین کے لئے جو نصیحتیں فرمائی ہیں، ان نصیحتوں اور ساتھ ہی دوسرے ناپاک درویشوں کے

حالات کا جو علم عالم غیب سے اللہ تعالے نے آپ کو عطا فرمایا ان کا بیان اب درج کتاب کیا جاتا ہے!

خدا اہلِ اسلام کو ناپاک فقیری سے بچائے

اب فقیری کی انتہائی شان اسلام ہی میں ہے!!

غیر اسلام فقراء

ارشاد فرمایا:۔ "فقیری جوگیوں میں بھی ہے، ان میں زبردست فقیری ہوتی ہے، مگر ناپاک، ہندو مذہب میں ایک تو وید شاستر) ہے اور دوسرا یوگ (وید) شاستر ان کی شریعت ہے، اور جوگ (یوگ) ان کی طریقت شاستر کے ماہر کو پنڈت کہتے ہیں اور جوگ (یوگ) کے ماہر کو جوگی (یوگی) اور سوامی کہتے ہیں۔

عیسائی مذہب میں بھی فقیری ہے، عیسائی شریعت (بائبل) کے ماہر کو قسیس اور (بلا شادی بیاہ تنہا رہ کر زندگی بسر کرنے والے) فقیر کو راہب کہتے ہیں، قرآن مجید میں دونوں کا تذکرہ ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا الخ

ان میں قسیس (علماء) اور رہبان (درویش) ہیں۔

یووہ مذہب کے فقیر کو (اس ملک میں) بھنگی کہتے ہیں۔

پس کونسا مذہب ہے جس میں فقیری نہیں ہے، مگر (بعثت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد) سب ناپاک (منسوخ) ہے، ہمیں تو اس فقیری کی ضرورت ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔

جس طرح اسلام کے بعد تمام مذاہب منسوخ ہوگئے اسی طرح اُن تمام دینوں اور مذہبوں کی فقیری بھی منسوخ ہو گئی۔

اسلام کی شریعت و طریقت دونوں کامل و اکمل ہیں

اسلام کامل و مکمل مذہب ہے۔ اسلام کی فقیری بھی کامل و مکمل (و اکمل) ہے نہیں اور کسی مذہب کی فقیری کی ضرورت نہیں۔ ہم وہ فقیری چاہتے ہیں جو ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے سکھائی۔

اسی سلسلہ میں یہ بھی فرمایا:- کہ کبیر داس، فقیر ہوئے ہیں، بہت زبردست رہے اور دوسرے (زبردست) فقیر بھی ہوئے ہیں، مگر (ان کی فقیری کیا تھی؟ ہمارے لئے) ناپاک!

حضرت خواجہ بزرگؒ اور معرکہ اجمیر

غریب نواز، نائب رسول اللہ فی الہند، خواجہ بزرگ حضرت خواجہ معین الدین (رضی اللہ عنہ) سے جے پال جوگی کا جو باطنی معرکہ ہوا اور جو لڑائی ہوئی تم نے سُنی ہوگی۔ جے پال جوگی نے (مدۃ العمر کی محنت و) ریاضت سے (ایسی جسمانی لطافت حاصل کرلی تھی کہ ہوا پر اڑتا تھا، اور بعض تصرفات بھی اس نے دکھائے، حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کھڑاؤں کو حکم دیا کہ جاؤ اور جے پال کو ہوا سے اتار لاؤ (چنانچہ آپؒ کے پائے مبارک کی) وہ کھڑاؤں اُڑی اور اُس کے سر کو مارتی ہوئی، اُسے زمین پر اتار لائی، مقابلہ میں ایسی بڑی شکست کھانے کے بعد آخر جے پال نے حضور غریب نواز کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔

دیگر واقعات

حضرات اولیاء اللہ سے ایسے واقعات اور بھی ظاہر ہوئے کہ ناپاک فقیروں اور جوگیوں نے بزرگان اسلام سے باطنی لڑائی کی اور شکست

کھانے کے بعد اسلام قبول کر لیا۔

ناپاک فقیری سے آگے ترقی نہیں کرسکتے

فرمایا: "ہم یہ تو نہیں جانتے تھے کہ فقیری پاک اور ناپاک دو طرح کی ہوتی ہے۔ مگر اس سال حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا کہ بہت سی فقیریاں پاک اور بہت سی فقیریاں ناپاک ہیں، ان ناپاک لوگوں کی فقیری بھی بہت زبردست ہوتی ہے۔ مگر عالم ناسوت (یعنی) اسی عالم تک رہتی ہے، عالم ملکوت، اور جبروت اور لاہوت میں اُن کا کوئی دخل نہیں ہے۔"

دوسرے مذاہب کی فقیری

پھر یہ فرمایا: "بکری کا گوشت گوشت ہے یا نہیں، اور سور کا گوشت بھی گوشت ہے یا نہیں؟ دونوں گوشت ہوتے ہیں پھر مسلمان سور کا گوشت کیوں نہیں کھاتے؟ اس لئے نہیں کھاتے کہ سور (خنزیر) کا گوشت (ہمارے لئے) حرام اور ناپاک ہے یہ تو نہیں کہتے کہ سور کا گوشت گوشت نہیں ہے اس لئے اُسے نہیں کھاتے، اور بکری کا گوشت کھاتے ہیں!"

"اسی طرح پاک اور ناپاک فقیری کا معاملہ ہے) ہم جوگیوں اور دوسرے مذاہب والوں کی فقیری کے منکر نہیں ہیں۔ اُن میں بھی بڑی زبردست فقیری ہے۔ مگر ہمارے لئے ناپاک ہے! جس طرح کہ مسلمانوں کے لئے سور کا گوشت ناپاک ہے اسی طرح وہ فقیری بھی ناپاک ہے۔"

"کیا ہماری اسلامی پاک فقیری نامکمل (ادھوری) ہے، کہ ہم جوگیوں وغیرہ سے فقیری سیکھیں؟

اسلام میں سب کچھ ہے

ہندوستان کے بعض درویشی طریقوں میں ہندو جوگیوں کے

اذکار و اشغال، مخلوط ہوگئے ہیں، کوئی شغل آفتابی کرتا ٹکٹکی باندھ کر سورج کو تکتا ہے اور کوئی شغل ماہتابی وغیرہ کرتا ہے، ہم ان سب باتوں سے علیحدہ ہیں اسلام سے باہر کے کوئی شغل ہم نہیں کرتے ہیں"

(مخاطب سے فرمایا) "تم نے کتاب آئینۂ جہانگیری میں اشغال انبیا علیہم السلام دیکھے ہوں گے، ہم یہ شغل کرتے ہیں (ہماری راہ مشکوٰۃ حضرات انبیاء سے استفادہ کی راہ ہے)

"اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت و طریقت نامکمل ہو تب ہم دوسروں سے لیں (اور جبکہ اسلامی طریقت جامع ہے، تمام پاک طریقوں کی تو) ہمیں کیا ضرور ہے کہ غیر اسلام کی طرف دیکھیں (اور بارگاہِ شہنشاہ اعظم حضرت نبی اکرمؐ کے سوا غیروں کے آگے ہاتھ پھیلائیں)

پھر فرمایا: "بے شمار قسم کی فقیری پاک اور ناپاک ہے، ہندوستان کی (موجودہ) فقیری بہت مخلوط ہوگئی ہے، اور پاک میں ناپاک کی آمیزش ہوگئی ہے، یہ سب واہیات ہے" (کوئی غیر اسلام فقیری اب اللہ تعالیٰ تک پہونچانے والی، روئے زمین پر باقی نہیں ہے) اب تم سمجھے کہ ناپاک فقیری بھی ہوتی ہے!"

برزخ غلط ہوگیا

فرمایا "حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا کہ فلاں شاہ کے سلسلے کا ایک افسر (کرد) ہندو ہے، لیکن ان کا شجرہ بہت صحیح ہے، البتہ برزخ غلط ہے، ماجرا یہ پیش آیا کہ (یا تو خود انہوں نے، یا ان کے پیران سلسلہ میں سے کسی نے بیعت تو اپنے پیر سے کی، اور تعلیم کسی ہندو جوگی ہندو فقیر سے حاصل کی) چونکہ جوگی صاحب السند راسخ اور قوی التصرف تھا، اس لئے جوگی کا برزخ اپنے پیر کے برزخ پر غالب آگیا، اور نتیجے

برزخِ شیخ کے اُس جوگی کا برزخ قائم ہوگیا (تمثیلاً فرمایا) جیسے کہ کوئل نے کوّے کا انڈا کھا کر اپنا انڈا رکھ دیا۔

فرمایا:- "اُس جوگی کے ماتحت گروہ میں (چیلے) ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی

چھوت چھات | اور (مسلمان چیلوں میں بھی اُسی کا غیر اسلامی چلن ہے، چنانچہ) ان شاہ صاحب کے سلسلے کے لوگ برتن الگ الگ رکھتے ہیں، جیسے کہ ہندو میں چھوت ہے (ایک دوسرے کا بچا ہوا کھانا نہیں کھاتے، ایک برتن میں نہیں کھاتے" ایسا ہی ان کا چلن ہے) یہ اثرات اسی جوگی کے ہیں۔

ولید پوری درویش | بنارس کے رہنے والے ایک صاحب نے عرض کیا کہ فلاں شاہ صاحب نے (جو ضلع اعظم گڈھ کے ہیں) اپنی کتاب میں طریقۂ جوگیہ لکھا ہے کہ "یہ صوفیہ کی اصطلاح میں یہ کہتے ہیں اور جوگی اسے یہ کہتے ہیں اور یہ کہ ان کو طریقۂ جوگیہ کی تعلیم پیروں سے پہنچی ہے۔"

یہ سن کر آپ رنجیدہ ہوئے اور دیر تک لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور استغفر اللہ پڑھتے رہے، ارشاد فرمایا:- "جوگیوں کی شریعت ہمارے لئے ناپاک ان کی طریقت بھی ہمارے لئے ناپاک ہے جس کا ظاہر ناپاک اسکا باطن کیسے پاک ہوسکتا ہے؟ وہ طریقت (راہِ اصول الی اللہ) کے ساتوں درجے طے نہیں کر سکتا، وہ صرف عالم ناسوت کے چاروں درجوں (یعنی جمادی، نباتی، حیوانی، انسانی) کو ہی طے کر سکیگا اور آگے کے تین درجے ملکوت، جبروت اور لاہوت وہی طے کر سکیگا جس کا ظاہر اور باطن پاک ہے۔

(پھر فرمایا) "ہمارے مذہب (اسلام) میں کیا کمی ہے جو ہم غیر مذاہب کے سامنے ہاتھ پھیلائیں؟"

فقیری کی انتہائی شان اسلام ہی میں ہے | :- "فقیری کی جو انتہائی شان اسلام میں نصیب ہے

وہ کسی مذہب میں نہیں، فقیری ہر مذہب میں ہے، مگر اسلام کے پاک سالکوں کے
. . . . . . علاوہ کسی مذہب کا سالک عالمِ ناسوت سے آگے کے مراتب ہرگز طے نہیں
کر سکتا، جس طرح نبیوں میں ہمارے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برگزیدہ ہیں اسی
طرح مذہب اسلام سب مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے۔

غیر اسلام نامقبول ہے

"جب طالب اپنے شیخ کے سوا کسی جوگی کے آگے تعلیم کی غرض سے
سر جھکائے گا تو گویا وہ اپنے شیخ سے محبت و اعتقاد نہیں رکھتا اور محبت
شیخ کو اپنے لئے کافی و شافی نہیں سمجھتا) ایسے لوگوں کے دل میں بارگاہ نبوی (حضرت نبی
کریم علیہ التحیۃ والتسلیم) کی محبت نہیں ہو سکتی، ہرگز نہیں ہو سکتی (کہ شیخ اوّل و اعظم تو آپ ہی ہیں)

ع: — پیرِ اوّل مصطفےٰ، پیرِ ثانی مرشد است

(اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے)

ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن	اگر کوئی چاہے کہ سوا حکم برداری اسلام کے دوسرا دین ہو
یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین	تو اسکو ہرگز قبول نہ کیا جائیگا اور آخرت میں ٹوٹا پانیوالوں میں ہے
ان الدین عند اللہ الاسلام	(دینِ حق تو) خدا کے نزدیک یہی اسلام ہے۔

فرمایا ہمارے حضرت پیر و مرشد والد ماجد قبلہ قدس سرہٗ

خاص نسبت مصطفوی

کی شان میں شاعر نے جو شعر لکھا، ہمیں بہت پسند ہے ؎

قطبِ عالم، غوثِ اعظم پیرِ کابل، باخدا
مصطفیٰ سے خاص نسبت ہے ہمارے پیر کی

فرمایا جس شخص نے حضرت رسولِ مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں اس نے
کیا فقیری کی افسوس کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو پہچانا نہیں اور جوگیوں کے ہاتھ لگے (جوگیوں کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیئے)

لگے ۔!

ہم کو پہلے معلوم نہ تھا کہ ہندوستان میں لوگ جوگیوں سے بھی ہاتھ ملاتے ہیں"

میاں! توحید تو ہر مذہب میں ہے ۔ (توحید) توحید سب ہی پکارتے ہیں) مگر اصل تو نبوت ہے، صرف موحد ہونے سے نجات نہیں ہے جب تک کہ حضرت محمد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان نہ لائے! اور اُن کو نہ پہچانا تو وہ کیا فقیری ہے؟"

مشاہدہ علم سے ہوا

فرمایا: "ہمیں مشاہدہ میں معلوم ہوا تھا کہ یو۔پی کے فلاں شاہ صاحب کا افسر (گرو) ایک ہندو (یوگی) ہے لیکن آج یہ بھی معلوم ہوا کہ ضلع اعظم گڑھ کے فلاں درویش نے بھی جوگیوں سے تعلیم حاصل کی ہے' میاں وہ تو عالم تھے، جب عالم ایسا کرنے لگے' تو اوروں کا کیا ذکر؟"

"خدا جسے چاہے صراطِ مستقیم (اسلام کی سیدھی راہ) پر چلائے، ظاہری علم و فضل سے کیا ہوتا ہے؟" (جب تک فضلِ خداوندی شاملِ حال نہ ہو)

سیوت ہونے کا پندار

مخاطب نے عرض کیا، یہ لوگ ایسا کہتے ہیں کہ سپوت وہ ہے، کہ جو باہر سے بھی لے آئے" اور ترقی کرے ۔ فرمایا "ہاں! آدھ سیر دودھ آدھ سیر موت، دونوں کو ملا کر سیر بھر پورا کر لیا۔ استغفراللہ، توبہ، توبہ!"

پھر آپ نے یہ شعر فرمایا ؎

دل آئینہ ایست کہ داری دل دردو مبند | دگر چشم از ہما عالم فرہ مبند

جوگیوں سے اشتغال

(از مؤلف) ایک کتاب "جمعۃ العرائس" کے دیباچے میں لکھتے ہیں (یہ کتاب شاہ محمد مجتبیٰ صاحب قادری کاکوی نے مطبع حکیم برہم گورکھپور میں ١٩٢٣ء میں چھپوائی)

ہمارے بزرگان طریقت سلسلہ علیہ کا ملیہ کے تعلیم اذکار و اشغال کے ساتھ کوئی طالب اس کا شائق ہوا تو آپ اشغال یوگیہ کا تکملہ بھی کرا دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی خیال سے حضرت مولانا مولوی کابل نعمانی صاحب قدس سرہ العزیز نے اس طریقہ کی کتاب تصنیف فرمائی، مگر اب تک اس کے شائع کرنے کی نوبت نہیں آئی، الحمد للہ کہ یہ سعادت میرے حصے میں پڑی، خواب میں ہدایت ہوئی اور ظاہر میں حضرت مولائی و مرشدی صوفی محمد جان صاحب قبلہ سجادہ نشین چراغ ربانی دام اللہ فیوضہ سے اجازت پائی کتاب لاجواب کو جنت العرائس سے موسوم کر کے ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں، مولوی محمد کابل شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ صوفی محمد جان کو بعد اتمام سیر و سلوک مقامات صوفیہ کرام کی خواہش ہوئی کہ ریاضت اور مجاہدات طریقہ جوگیہ اور نتائج اس کے دریافت کریں اور ایک مدت سے اس تمنا میں موصی الیہ نے محنت و مشقت کر کے اسباب و سامان اس کے بہم پہونچائے اور خاکسار سے اپنی آرزو دلی صریح ظاہر کر کے مکرر التجا کی کہ اس باب میں ہماری تعلیم کی جائے اور کوئی مختصر کتاب واسطے یادداشت اعمال اس طریقۂ جوگیہ کے مرتب ہو تا کہ ہر ایک قسم کے سالک اس سے مستفید ہوں، باجابت سوال مشارٌ الیہ کے ہم نے بقدر وسعت اوقات و فرصت ذات اپنی ہمت کو واسطے ترتیب ایک رسالے کے پورا کرنے مرادات موصی الیہ کے مصروف کیا اور ارادہ کر لیا کہ حسب اشتیاق موصی الیہ کے چند اوراق قلب مشتاق سے رقم ہوں، بعد اس کے تعلیم اس کی بھی جو ہم کو پیران کبار سے پہنچی ہے، موصی الیہ کو کر دی جائے۔"

مندرجۂ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ ان مولوی صاحب مذکور کا طریقۂ جوگیہ کی تعلیم اپنے مشائخ سے پہنچی۔ جن مشائخ میں ظاہر ہے کہ کوئی جوگی صاحب بھی ہیں جن سے

کہ اشغال جوگیہ حاصل ہوئے۔

اودھ کے ایک شاہ صاحب

فرمایا: "جب ہمارا قیام بغرض تحصیل علم لکھنؤ میں تھا، تو ہم
نے لوگوں سے ان (اودھ کے شاہ صاحب) کی فقیری کا تذکرہ
سنا تھا، چونکہ وہ نماز کے پابند نہ تھے، ہمیں ان کی فقیری میں شبہہ تھا، جب تک ہم
نے ظاہر میں انہیں دیکھا نہ تھا ہمارا یہی خیال رہا مگر لکھنؤ میں ایک بار ان کو سرِ راہ جاتے
ہوئے دیکھا تو اُن کی صورت کو باوقار اور چہرے کو منور پایا، تو ہم نے خیال کیا کہ بہت
بڑے بزرگ ہیں اور دل میں پہلے خیال سے توبہ کی، اور اُن کے نماز نہ پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے
کی (تاویل) تعبیر ہم نے اس طرح کی کہ نامعلوم کس مقام پر ہیں جو روزہ نہیں رکھتے، اور
نماز نہیں پڑھتے۔ لیکن جب اس کے (ایک زمانۂ دراز کے بعد) حق سبحانہ تعالیٰ نے عالمِ غیب
سے، ہمیں تین شخصوں (شاہ احمد اللہ، حافظ فیض الرحمان اور مرزا غلام احمد قادیانی
کے حالات کا، اور ولادتِ معنوی کا، علم دیا تو اس اصول سے ہم سمجھ گئے، کہ (اسلامی
فقیری کے اعتبار سے)۔۔۔ یہ صاحب کچھ نہ تھے اس کے بعد ان شاہ صاحب کے اندرونی
حالات کا علم بھی حق سبحانہ تعالیٰ نے دیا اور اِن کے حال کو شاہ احمد اللہ کے حال کے
مثل فرمایا تو اب ہمیں یقین ہوا کہ یہ شاہ صاحب کچھ نہ تھے، انہیں شیطان نے بہکا دیا
تھا، اور اُن کے چہرے پر وہ نورِ شیطانی تھا۔"

تاثیر توجہ شیطان

"شیطان نے جس طرح شاہ احمد اللہ کو توجہ دیکر ان کی فقیری کو (عالمِ
حیوانات میں بند کر دیا تھا اور شیطان کی توجہ کی تاثیر سے موکلین کی جمعیت
اُن کے تابع ہو کر حاضر رہنے لگی تھی اور شریعت کے احکام نماز و روزہ اُن سے چھوٹ گئے
تھے، اسی طرح شیطان نے ان کو بھی بہکا دیا تھا، اُن سے بھی شریعت کے احکام نماز و روزہ

حیثیت گئے تھے، جمادات، نباتات اور حیوانات (عالم ناسوت کے ان) مقامات میں ہی پھنس کر رہ گئے تھے (جوگیوں کی فقیری کے مانند) یہ بھی ایک قسم کی روشنی ہے مگر بے کمال!" (اور اسلامی فقیری میں جو انتہائی کمال حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلنے میں بارگاہِ الٰہی سے عطا ہوتا ہے اس سے بالکل محروم!)

"عالم انسانات میں تو تکلیف شرعی یعنی نماز، روزہ ہے، عالم حیوانات میں تکلیف شرعی نہیں ہے۔"

کبوتروں کا چھتہ | فرمایا: "تم نے کبوتروں کا چھتہ تو دیکھا ہے؟ اگر کوئی کبوتروں کے چھتہ میں پتھر مارے تو پہلے ایک گونج کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر سب کبوتر اڑ اٹھتے ہیں اسی طرح جب ہم ان لوگوں کے حالات لکھیں گے تو ہندوستان میں ایک کھلبلی پڑ جائے گی۔ کیونکہ ان لوگوں کا حال ظاہری علم وعقل سے کوئی نہیں جان سکتا، اور نہ اب تک کسی کو معلوم تھا مگر حق سبحانہ تعالیٰ نے عالم غیب سے ہمیں علم دیا۔"

بہت مخالف اور دشمن | جب ہم یہ باتیں لکھیں گے (اور شائع ہوں گی) تو اس وقت ہندوستان اور بنگال میں بہت سے وہ فقیر جو نماز، روزے کے پابند نہیں ہیں ہمارے مخالف اور بہت سے ہمارے دشمن ہو جائیں گے۔"

مفادِ عامہ کے لئے عام نصیحت | "کیونکہ ہم عام طور پر مسلمانوں کو نصیحت کریں گے۔" (اور بتائیں گے، کہ مسلمانوں کا پیر کیسا ہونا چاہیے؟)

اسلامی تبلیغ | آپ نے بطور نصیحت تمام اہل اسلام کے لئے، یہ ارشاد فرمایا۔ "پیر برحق، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نائب ہوتا ہے اور آپ کا نائب تارک الصلوٰۃ نہیں ہو سکتا، اور جو شخص تارک الصلوٰۃ (بے نماز) ہو

وہ مسلمانوں کا پیر نہیں ہو سکتا اسی (نیابت رسول کی) وجہ سے مسلمانوں کا پیر، کوئی
کام بھی، خلاف شرع نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ نائب رسول ہے اور جزو و کل میں سنتِ
نبوی کی پیروی اور شریعت کی پابندی شرط نیابت رسول ہے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم''

اسلامی فقیری درکار ہے

فرمایا۔ زادہ ور کے شاہ صاحب) نماز کے پابند نہ تھے، غفلت اور
سستی سے نماز روزہ قضا ہو یا چھوٹ جائے۔ (اور دل میں اس
پر صدمہ اور ندامت و شرمساری ہو) تو یہ اور بات ہے لیکن ترک صوم وصلوٰۃ کو
مسلک بنا لینا یہ اور بات ہے'' (یہ صاف گمراہی ہے)

تمام اسلامی فقر اور نماز

''اسلام کا ہر فرقہ نماز کے فرض ہونے کا قائل ہے اور نماز
کی فرضیت میں تمام اہل اسلام کو اتفاق ہے، پس جس کی
فرضیت میں اسلام کے تمام فرقے متفق ہوں) جو درویش اس کو چھوڑ دے وہ شیخ
الاسلام (مسلمانوں کا پیر) نہیں ہو سکتا۔''

ہم کو تو وہ فقیری چاہیئے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خدا کے پاس سے
لائے ہیں۔''

حضرت سرور کائنات سے بڑھ کر نہ کوئی ہوا نہ ہوگا

بے نماز اور خلاف شرع درویشی کے معاملہ میں بعض
لوگوں کا یہ خیال کہ واصل الی اللہ، اور ولی اللہ ہونے
کے بعد پھر روزہ، نماز کی ضرورت نہیں، بالکل غلط ہے، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے بڑھ کر خدا رسیدہ، برگزیدہ اور مقبول و محبوب خدا کوئی نہیں ہوا، نہ ہوگا جب آپ سے
نماز روزہ ساقط نہیں ہوا تو پھر کسی اور شخص پر سے نماز روزہ کیسے ساقط ہو سکتا ہے؟

حضرت سرور کائنات کی عبادت

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرات صحابہ (رضوان اللہ علیہم

اجمعین) نے ایک دفعہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کیا کہ جب خداوند تبارک وتعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر (تاکہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کرے) تو اللہ کی عبادت میں اتنی تکلیف اور مشقت آپ کیوں فرماتے ہیں کہ طولِ قیام نماز کی وجہ سے پائے مبارک متورم ہو جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:-

افلا اکون عبداً شکورا (کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ ہوں؟)

آپ کا ایک اہم بشارتی خواب

اکثر دیکھا گیا کہ حضرت قبلہ فخر العارفین رحمۃ اللہ علیہ جب نماز دوستوں کا تذکرہ فرماتے تو اس کے بعد اپنا یہ خواب بھی حاضرین سے ارشاد فرماتے۔

فرمایا "ہم نے دیکھا، کہ ایک بہت بڑا میدان ہے اور اتنا بڑا گویا دنیا سے ثانی ہے، ہم اس میدان کے کنارے پر تن تنہا کھڑے ہیں اور ہم نے دیکھا کہ اس میدان میں بہت سے قلعے ہیں۔ جن قلعوں میں آدمی بھی ہیں۔ مگر ہم ان آدمیوں کو نہیں دیکھتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا کہ حق سبحانہ تعالیٰ کو یہی پسند اور یہی منظور ہے کہ ہم ان قلعوں کو توڑ دیں اور مسمار کر دیں، ہم خواب ہی میں ڈر سے، اور خواب ہی میں دعا پڑھنے لگے۔

وثبت اقدامنا وانصرنا (اور دشمنوں کے مقابلے میں ہمارے قدم جمائے رکھ اور کافروں کے گروہ پر ہم کو فتح دے۔) علی القوم الکافرین

"ہمیں نظر آتا ہے کہ ظاہر و باطن میں انس و جن سے ہمارے بیشمار دشمن ہیں وہ پوری تیاری کے ساتھ ہم سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں، انہوں نے قلعہ بندیاں کر لی ہیں، مگر خدا ہمارا محافظ حقیقی ہے۔"

"پہلے زمانے میں جب دیندار اپنے دشمنوں کے مقابلے پر صفیں آراستہ کر کے کھڑے ہوتے تھے اور انہیں دشمنوں کی کثرت نفوس و سامانِ جنگ کو دیکھ کر خوف معلوم ہوتا تو وہ یہ دعا پڑھتے :-

ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین (آمین)	اے ہمارے پروردگار! ہمارے قصور معاف فرما اور ہمارے کاموں میں ہم سے زیادتیاں ہوگئی ہیں اُن سے در گذر فرما اور دشمنوں کے مقابلے میں ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے گروہ پر ہم کو فتح دے۔

فرمایا "جب ہم حق کہیں گے، اور کہیں گے تو ہندوستان اور بنگال کے لوگ اپنی نافہمی کے سبب ہمارے دشمن ہو جائیں گے، تم لوگ اپنے کام میں مشغول رہنا" اور ہم غلاموں کے حق میں آپؒ نے استقامت کی دعا فرمائی۔

بے نماز ولی نہیں ہو سکتا

اسی سلسلہ میں مخاطب سے فرمایا:-
"تم ہم سے محبت رکھتے ہو، اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ہم پیشتر ہر درویش کی عزت کیا کرتے تھے، اور مریدوں سے کہہ دیا تھا، کہ درویشوں کی تعظیم کیا کریں، مگر جب سے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ان (خلافِ شریعت و طریقت) لوگوں کا ہمیں علم دیا، تو اس وقت سے ہم ایسے درویشوں کو جو پابند شریعت نہیں ہیں، کچھ نہیں سمجھتے۔ ہم نے (بنارس کے) حافظ مقبول احمد صاحب سے کہہ دیا ہے کہ (بے نماز) فقیروں سے نہ ملنا، وہ لوگ "تارک الصلوٰۃ" (بے نماز) ہیں جس کا ظاہر ناپاک اس کا باطن کیسے پاک ہو سکتا ہے؟ ان کی قبر بھی ناپاک (یاد رکھو)

نماز ادا کئے بغیر کوئی ولی نہیں ہو سکتا

تذکرہ غوثیہ والے درویش

ایک بار میرٹھ کے مظاہر الاسلام مرحوم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کسی شخص کا سلام عرض کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ "یہ کون شخص ہیں؟" انہوں نے عرض کیا، کہ یہ فلاں درویش کے مرید ہیں اور ان کے مقتدی غوث علی شاہ صاحب ہیں، جن کے حالات و تعلیمات کی کتاب "تذکرہ غوثیہ" ہے،

جس کتاب میں لکھا ہے کہ: "یہ غوث علی شاہ صاحب نے انیس بزرگوں سے بیعت کی، ان میں گیارہ مسلمان اور آٹھ ہندو تھے۔

یہ سن کر آپ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور استغفر اللہ دیر تک پڑھتے رہے اور فرمایا "جوگیوں کی شریعت ہمارے لئے ناپاک، ان کی طریقت بھی ہمارے لئے ناپاک (رہی) جس کا ظاہر ناپاک، اس کا باطن کیسے پاک ہو سکتا ہے"

کیا اندھیر ہے؟

اور فرمایا: "ہندوستان میں کیا اندھیر ہے کہ مسلمان ہو کر اور مولوی ہو کر ہندو فقیروں اور جوگیوں سے فقیری سیکھنے گئے، کیا ان لوگوں کے لئے وہ شریعت و طریقت کافی نہ تھی جو تمام شریعتوں رکی جامع اور تمام طریقتوں سے افضل ہے اور کامل تر ین جس کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پاس سے لائے کیا ان لوگوں نے طریقت کا منبع اور مخرج حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا جوگیوں کو سمجھا ہے، نعوذ باللہ (پناہ بخدا)

"یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں نے یہ غلط روی کیوں اختیار کی؟"

اگر اس مسئلہ کو صاف کرنے، اور اس خرابی کی اصلاح کرنے کی غرض سے کھلم کھلا میدان تحریر میں لایا جائے تو مخالفین و منکرین کی کج فہمیوں سے احتمال ہے کہ ان کو نفس طریقت، اور حقیقت درویشی پر اعتراض (و انکار) کرنے کا کافی موقع مل جائے گا۔

اس لئے ہم تم لوگوں کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خدا اپنی رحمت سے تم لوگوں کو ان خطرات سے محفوظ رکھے، اور ہدایت کرتے ہیں کہ جن درویشوں میں فرائض اور واجبات کی پابندی اور حرام و حلال کا لحاظ نہ ہو اُن سے ہرگز ربط و ضبط میل جول نہ رکھنا، (اور ہماری اس وصیت سے) اپنے تمام پیر بھائیوں کو آگاہ کر دینا۔"

از مؤلف | کتاب تذکرہ غوثیہ مطبوعہ جے اینڈ سنز پریس دہلی (۱۳۳۶ھ) سے کچھ حوالے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے خود پڑھنے والے اندازہ کر سکیں گے، اور خود فرق و امتیاز ہدایت و گمراہی کر سکیں گے، انشاء اللہ۔

(۱) "غوث علی شاہ صاحب نے انیس ۱۹ بزرگوں سے بیعت کی، ان میں گیارہ ۱۱ مسلمان اور آٹھ ۸ ہندو تھے"، (صفحہ ۲۲)

(۲) ایک ہندو سنیاسی فقیر سے توجہ لی، اور ان کی توجہ سے ہمارا دل (غوث علی شاہ صاحب کا) گلاب کے پھول کی طرح کھل گیا (اور اسی سنیاسی فقیر کی بہت تعریف کی) ۸۴

(۳) "مریدوں کو غوث علی شاہ صاحب ہمیشہ ہدایت فرماتے کہ مرد کامل، مسلمان یا ہندو جو سالک ملے اُس سے بے تکلف ملو، اور جو کچھ ازراہِ توجہ یا اتفاقاً یا اور کسی طرح سے فیض و فائدہ پہونچائے اور تعلیم و تلقین کرے نہ چھوڑو (قبول کرلو) صفحہ ۸۵)

(۴) اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی اور تمسخر و استہزا اور حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی جناب میں بے ادبی، توہین اور تنقیص لکھی ہے (صفحہ ۱۱۶)

(۵) حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی جناب میں بے ادبی، متعدد مقام پر لکھی ہے (صفحہ ۶۰، ۶۱)

(۶) "سجدۂ بت عین سجدۂ خدا ہے"، (صفحہ ۱۳۱)

(۷) "شیطان کی حمایت" (صفحہ ۲۲۹)

(۸) "ابلیس لعین کی تعریف" (صفحہ ۲۳۲)

(۹) "حضرت آدم علیہ السلام نے جھوٹ اور ابلیس نے سچ کہا" (عیاذاً باللہ صفحہ ۲۴۴)

(۱۰) عقیدہ قرآنی کی مخالفت جس سے نص قطعی کا انکار لازم آتا ہے (۱۲۶)

(۱۱) "شیطان کو سب حضرات مقبولین سے بڑھا دیا۔ (صفحہ ۲۴۵)

(۱۲) "نماز پڑھنا خیالی بت کو پوجنا ہے اور بت پرستی جمادی بت کو پوجنا" (صفحہ ۱۴۴)

(۱۳) "فقر (درویشی) وہ شے ہے کہ نہ حرام سے جائے نہ زنا سے بگڑے نہ شراب سے خراب ہو نہ چوری سے زائل ہو کوئی اس کو مٹا نہیں سکتا" (صفحہ ۲۹۸)

اس قسم کے کفریات کی تذکرۂ غوثیہ میں بھرمار ہے جن کو پڑھ کر بہت لوگ گمراہ ہو گئے۔ اور یہ شریعت و طریقت کی ناواقفیت ہے۔

ہمارے حضرت مرشد و مولیٰ حضرت فخر العارفین رحمۃ اللہ علیہ قبلہ نے بغرض ہدایت بندگان خدا، ان لوگوں کے حالات ارشاد فرمائے تاکہ لوگ حق و باطل میں امتیاز کریں اور ان ہدایات اسلامی پر چل کر صراط مستقیم اور آخرت کی بھلائی حاصل کر سکیں۔

اصلیت یہ ہے | اصلیت یہ ہے کہ وہ غیر مذاہب کے فقیروں اور جوگیوں سے مرید ہوئے اور تعلیم و توجہ لی۔ تو ان ناپاک درویشوں کا اثر ان میں آگیا۔ جس کی وجہ سے اسلام کے ساتھ تمسخر، استہزاء، بے ادبی اور گستاخی کرنے میں بے باک ہو گئے بلکہ ابلیس لعین کے مداح ہوئے۔

ایسا کیوں ہوا؟ | ان بے شرع درویشوں کی اصلیت یہ ہے کہ وہ غیر مذہب کے جوگیوں اور فقیروں سے مرید ہوئے اور توجہ لی۔ اور تعلیم حاصل کی تو

پھر ان ناپاک درویشوں کا اثر ان میں کیوں نہ آتا؟ یہی اثر آیا ہے، جو جس کی وجہ سے
اسلام کے ساتھ بے ادبی، گستاخی، تمسخر و استہزاء اور ابلیس لعین کی مدح و ستائش
کی جرأت و بیباکی پیدا ہوئی۔ عیاذاً باللہ۔

برادران اسلام!

خدا کا ڈر جسے نہ ہو اس سے ڈرو اور بچو

الحمدللہ! ہم حضرت سرور کائنات احمد مجتبیٰ
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مرحومہ ہیں، آپ ہمارے مرشد اعظم
اور ہادی اکبر اور پیر اوّل شیخ برحق ہیں اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور حضرات
آل و اصحاب عظام اور اسلاف کرام اور مسلمہ اکابران اسلام کی پاک تعلیمات اور
مقدس ہدایات و ارشادات ہی ہمارے ایمان و معتقدات کا سرمایہ اور وسیلہ نجات ہیں
اور دشمن قدیم شیطان رجیم کی عداوت و دشمنی اور گمراہی سے محفوظ رہنے کی، ہر ایک مومن
مسلم کے واسطے پناہ گاہ یہی ہے اور ہم سب کے لئے حفاظت و سلامتی کا طریقہ یہی ہے کہ ہم
ارشادات ربانی، اور حقیقی تعلیمات اسلامی سے بال برابر بھی اِدھر اُدھر نہ ہوں، اور وہ
تصوف و طریقت جس کا ماخذ و سرچشمہ کتاب الٰہی اور سنت رسالت پناہی نہ ہو جس کا
ظاہر و باطن معتقدات و اعمال سلف صالحین اور مسلمہ بزرگان دین متقدمین کے اعمال و
معتقدات و ارشادات سے نہ ہو، اُسے قطعاً غیر اسلام سمجھیں۔ "فقد ضل ضلالاً مبینا"
اور بے شرع درویشوں کی صحبت سے ہمیشہ اپنے آپ کو بچاتے رہیں۔ خواہ بے شرع
درویش کیسے ہی تصرفات و کرامات دکھائے ہوا پر اُڑے، یا پانی پر تیرے، وہ
طریق وصول الی اللہ، اور راہ عرفان حق میں ہمارے رہبر نہیں ہو سکتا۔

جسے اللہ اور اللہ کے رسول کا ڈر نہ ہو، بارگاہ الٰہی اور جناب رسالت پناہی میں

بے ادب و گستاخ ہو اس سے ہمیشہ ڈرنا اور الگ رہنا چاہئے ۔

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا
فلن یقبل منہ ۔ وھو فی الآخرۃ
من الخٰسرین۔

فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے
اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی طلب
و تلاش میں ہو، تو خدا کے ہاں اس کا وہ دین مقبول
نہیں اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں ہوگا

الیوم ۔ اکملت لکم دینکم
واتممت علیکم نعمتی و
رضیت لکم الاسلام دینا

آج ہم تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر چکے
اور ہم نے تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور ہم نے
تمہارے لئے (اسی) دین اسلام کو پسند کیا ۔
(پ۶ ۔ ع ۔ ۴)

وما علینا الا البلاغ

سیرت فخر العارفین حصہ اوّل

جس میں بدر الملّت والدین سیدنا مرشدنا وملجأنا

فخر العارفین حضرت سید شاہ محمد عبد الحی قدس سرہٗ

کے

حالات وطیبات وارشادات وتعلیمات وکرامات کا بیان ہے

تقطیع ۲۰ × ۳۰ صفحات ۳۳۶ - ہدیہ - دو روپئے (عہ)

فتوح الغیب اردو

ارشادات سرکار بغداد حضرت غوث اعظمؒ

ہر بندۂ خدا کے لئے بے شمار دینی و دنیوی فائدوں اور برکتوں کا مخزن طالب راہ خدا کا آفتاب ہدایت - ہدیہ - ڈھائی روپئے (عہ)